

# دیوانِ یاس (حصہ اول)

تصنیف

کلام میرزا کر حسین یاس لکھنوی

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن

حسینیہ حضرت غفران مآب، مولانا کلب حسین روڈ، چوک،

لکھنؤ-۲۲۶۰۰۳ (یو۔ پی)۔ انڈیا

**Noor-e-Hidayat Foundation**

Imambara Ghufuranmaab, Maulana Kalbe Husain Road,

Chowk, Lucknow-3 INDIA

Website: [www.noorehidayatfoundation.org](http://www.noorehidayatfoundation.org)

[www.naqeeblucknow.com](http://www.naqeeblucknow.com)

E-mail: [noorehidayat@gmail.com](mailto:noorehidayat@gmail.com), [noorehidayat@yahoo.com](mailto:noorehidayat@yahoo.com)

Ph:0522-2252230 Mob :08736009814,09335996808

اِنَّ لِلّٰهِ كُنُوزًا تَحْتَ الْعَرْشِ وَمَفَاتِيحُهَا لِنَسَبِ الشُّعْرَاءِ

.....

# دیوان اول یاس

مستی یہ اسم تاریخی

## نظم در دست

۹۲ ۱۲ هـ

از تصنیفات مخمور بنی شناس میرزا کریم صاحب یاس لکھنوی

باہتمام محمد نثار حسین نثار مالک خانہ عطر و مہتمم پیکام یار

در قومی پریس لکھنؤ نئیو راج طبع آرست

طبع اولی چہرہ جلد و جلد حقون محفوظ باین ( قیمت فی جلد متولی کاغذ ..... )  
عدہ کاغذ ..... ہر نسخہ وصول







۱۹۱۵  
د  
۱۳

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U13051

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ر د ی ف

سر دیوان لکھا مطلع جو مینے حمد و اور کا  
سوا خالق کے کیا جانو کوئی رتبہ میر کا  
محافظ ہو اگر باغ جہان میں عدل ٹھیکہ کا  
تصور سجدیم اوسکو جو چشم بست حیدر کا  
میں دیوانہ ہوں ایدل گیسو مشکین حیدر کا  
خیال آجائے دلہین گریخ پر نو حیدر کا  
شہاد و نون تیر در کے گدہیں بہر روں جو  
کت پائو علی سے بد بھی شرمائے گھٹا کر  
شاکر تباہوں میں ہر دم لب شیریں حیدر کی  
جسے شکستہ کرد میں شاکر ہتھی گئے  
نہد کے شیر کا گر نمر و شیر اندھن بائیں

صریر کلک نے نعرہ کیا اللہ اکبر کا  
شناسا مرقضی ہر یا حبیب خاص و اور کا  
صبا کیا دخل ہو گر چھو سکے دہن گل ترکا  
مرا دل جام ہو گو یا شراب حوض کوثر کا  
نہ جائیگا قیامت تک کبھی دامنے سر کا  
نظر لائے مگر رصاف آئینہ سکندر کا  
سلیمان خاتم کیا اوج کیا اس جاسکندر کا  
حقیقت کیا بھلا رکھتا آئینہ سکندر کا  
زبان کو میری چپکا پڑ گیا قند بکر کا  
کتا بون سے گھٹکا حال قلع باب خیر کا  
جگہ نو آب ہن کا کلیجہ شوق ہو چھپر کا

کیا مہربان کو دو ٹکڑے پر چیر کر بھی کھائے  
 پیونج جائے جو اوڑھ کر طائر دل و خندہ شہ پر  
 اوٹھنا کیون نہ برگ کاو کی حیرت و خیر  
 علی علی علی اتقی علی طیب علی طاهر  
 علی انسر علی حیدر علی صفدر علی سرور  
 علی عالم علی عامل علی عادل علی باذل  
 علی شجاع علی منیع علی ارفع علی مرجع  
 علی عابد علی ساجد علی زاهد علی حاسد  
 علی مرشد علی مادی علی مولیٰ علی آقا  
 علی قانع علی صانع علی سامع علی شارع  
 علی دنیا علی عقبی علی حجت علی طوبی  
 علی سلطان علی خاقان علی سامان علی احسان

اور سے شہر و فلک تک کوین و ضرب حیدر کا  
 پر چیر کر سے بڑھ جائے باز و اسن تر کا  
 علی دست خدا یزد و باز و ہر پیہ کا  
 علی نور مجسم علی ساقی ہے کوثر کا  
 امیر المومنین ہے اور قاتل فوج اکبر کا  
 علی منتقی علی قاضی ہے شہباز و کبوتر کا  
 علی کفار کا قاتل ہر مالک کبر کا  
 علی کا دوست داوود علی عاشق ہر داوود کا  
 علی فرزند بوطالب علی بھائی پیمبر کا  
 علی ہر جامع القرآن علی مہنام داوود کا  
 علی مشکاک شامی خلق ہر ساقی ہے کوثر کا  
 علی حق کا ولی برحق علی تائب پیمبر کا

در جست پہ رضوان بگور دے کیا مجال اسکی  
 غلام خاص ہر ای یاس تو مولائے پیمبر کا

بدر ہواے یاس روی پر ضیائے مرتضیٰ  
 منزل قوسین او ادنیٰ ہر جائے مرتضیٰ  
 گر کبھی زور ید اللہ کی دکھائے مرتضیٰ  
 خانہ دل میں ہر میرے بسکہ جائے مرتضیٰ  
 مر کے بھی ٹھکون نہ اوس درگاہ میں ہے یہی  
 ابتدا سے بخشش و رحمت ہر آنکے حال پر  
 اگر کیا سائل کوئی محروم جائے وصل کیا  
 خار چلو میں بین پر کچھ گل کا کر سکتے نہیں  
 گل خدائی کے یہی خمار میں بعد رسول  
 جبکہ الفقہ فخری سو وہاں شاہی ہو کیا  
 ابر کا کبر الظر آئے یہ مور شید فلک

لیکہ المعراج ہر حرف رسائے مرتضیٰ  
 سر نہ چشم ملک ہر خاک پائے مرتضیٰ  
 اس میں ہر سمان کو کھینچ لائے مرتضیٰ  
 سانس لیتا ہوں تو اتنی ہر قہر لائے مرتضیٰ  
 آنحضرت پر پنا دے گر مجھ کو خدا سے مرتضیٰ  
 حق ہوا خود باعث نشو و نما سے مرتضیٰ  
 نید ہو تا ہی نہیں دست تنہا سے مرتضیٰ  
 یہ بند بھی ہر باغ عالم میں ہوا سے مرتضیٰ  
 بل نہیں سکتا ہر ذرہ سبب رضا سے مرتضیٰ  
 فرشتہ قادر سے فزون ہر پوریا سے مرتضیٰ  
 گرا بھی کھل جائے روئی پر شید سے مرتضیٰ

حصن خیر کی بنا اتیک کر باد و خراب  
 اسجگہ اسکندر و جمشید کا کیا ذکر  
 بھول جھڑتے ہیں بکلم میں زبان پاک  
 جان اپنی موت پر دیا ہوں پرانی نہیں  
 یہ لطافت اور یہ خوشبو آسکو اتھالی کہاں  
 کچھ مجھے دیا تو دیا ماسے آکا نہیں  
 جو عدوان کا ہے وہ کافر نہیں شک نہیں  
 حشر من جام مر کو شکر کی محو کیا کمی  
 نجات ہے اس سے بڑھ کر کیا صفت کوئی کر  
 آستان پر سجدہ کرتے ہیں ملاک صبح و شام  
 بارہا کسی صفت میں نہمک ٹھی کہا  
 جن انسان ملک ہیں تالے فرمان شاہ  
 برق کی صورت گذر جائیں صراط حشر  
 دوش احمد پر قلی کو دیکھ کر بولے ملک

پھر بنائے کون سے جب کو مٹائے تضر  
 بادشاہ مفت کشور کو لائے مضر  
 کھل گئی گل کی کلی جب مسکرائے مضر  
 کیا دل مضطر کو ہر شوق لٹائے مضر  
 جامہ گل سے بھی رنگین ہے قباے مضر  
 بجز عالم سے رکھتی ہے وہ لاسے مضر  
 وہ ولی ہے جسکے دل میں ہے ولایے مضر  
 ہوں ازل سے مست صبا سے ولایے مضر  
 لافیا الا علی جب ہو شائے مضر  
 عرش سے کچھ کم نہیں دو تھسارے مضر  
 کیون وصی ہے تو ن احمد کا سوائے مضر  
 سہرا وٹھائیں کیا عل خیر بھجائے مضر  
 راہ اپنے خادون کو گر تباے مضر  
 لو سر عرش معلے پر ہے پائے مضر

قول ہو میری ایساں شرک ہو وہ شخص  
 دوسرے کو جو کوئی سمجھے بجائے مضر

گناہگار ہوں روز شمار کیا ہوگا  
 تری تو رحمت بید کا کچھ حساب نہیں  
 زمین جانتی ہے بو تراب کا ہوں غلام  
 کھلی ہوئی ہے مری آنکھ بعد مردن بھی  
 جک ہے برق کی دندان یارین بالکل  
 نہو سیکھا مقابل و چشم تر سے مری  
 جنوں کو خوش کا عالم وہی ابھی تک ہے  
 پیوے سلینکی بھلا میری نعمت سچی کو  
 عدم میں چلے معادمان یار کا پوچھ

یہ ڈر ہے مرے پروردگار کیا ہوگا  
 کریم میرے گنہگار کیا ہوگا  
 بھلا مزار میں محبت شمار کیا ہوگا  
 اب اس سے بڑھ کے بھلا انتظار کیا ہوگا  
 مقابل اسے درشا ہوا کیا ہوگا  
 برس پڑے گا جو ابر بہار کیا ہوگا  
 پھر انیوالی ہے فصل بہار کیا ہوگا  
 چمن میں بلبلین چمکین ہزار کیا ہوگا  
 یہ راز چھپے بیان آشکار کیا ہوگا

بدون کے قرب سے نیکو کج خیر ہو گیا مواہر آپ کو جو سیرالہ زار کا شوق وہاں بھی ساتھ دل بقیار لیکے چلے مکر کا یار کی مضمون نہ پہنچو سو جھے گا وہ بت تو آیا ہوا بدل نہ آئے گا ہرگز	گلوں کے گرد جو رہتے ہیں خاکیا ہو گا بتائے یہ دل داعن دار کیا ہو گا تقدار بھسہ ہمیں زیر فرار کیا ہو گا نہاں جو ہو وہ بھلا آشکار کیا ہو گا ترے ترپنے سے او بقیار کیا ہو گا
---	--

سمی خالق کیا ہو وہ امام می یا س  
علی سے بڑھ کے کوئی کا دار کیا ہو گا

سنگ کو تیر ہوا ون سے ضرر کیا ہو گا رحم عاشق پہ کر نیگے تو ضرر کیا ہو گا زاد رکھتے نہیں جاتا ہمیں سو عدم مطمئن ہوں میں کہ شب بھر وہ نہیں جانیکے طفل اشک آنکھ سے نکلے نہ اوجھیں حم آیا دل بھی ہم مذکور کولانی ہیں جگر بھی جان بھی وصل کی رات بھی گزری نہ کہی آستے دل ہی پر تارک کو وہ تیر نظر بھٹیتے ہیں سیرے سینے سے وہ سینے کو مار کر لو لے تبع ابرو سے نہ دھمکا مجھ تو اے فاضل وصل کی صبر نہ ہم ہونگے نہ پھر تو ہو گی وصل میں جب نہ کھلا ہم یہ راز یہاں ہم نظر رکھتے ہیں اللہ عیش و شوق میں دیکھا کہ وہ دل پر داغ مڑا کتے ہیں موتی تاثیر محبت میں تو وہ کیوں جاتے	اوتکے دلیں مری آہو نکا اثر کیا ہو گا دیکھ لینگے جو ادھر ایک نظر کیا ہو گا سیر یہ تشویش کہ ہنگام سفر کیا ہو گا دھکیوں سوتری اے مرغ سحر کیا ہو گا تو جو ساتھ آیا ہوا ہے نخت جگر کیا ہو گا دیکھنے یار کو منظور نظر کیا ہو گا دل دھڑکتا ہے کہ ہنگام سحر کیا ہو گا مثل لیل جو تیر تیا ہے جگر کیا ہو گا اور اب نخل تمنا کا شہر کیا ہو گا سرکھت جو ہو او سے جان کا ڈر کیا ہو گا تیری دلسوزیوں کی جمع سحر کیا ہو گا دستیاب ہمیں مضمون کمر کیا ہو گا دل بہار بھی جو ہو جائے اُدھر کیا ہو گا ایسا بھولا ہوا گلشن میں شجر کیا ہو گا سیرے نالوں میں شب ہجر اثر کیا ہو گا
--	--

اوتکے جانے ہی سے آتا ہے گلیا متھ کو  
نہ ملیگی جو ہمیں یا اس خبر کیا ہو گا

ہر جگہ اداس کا کل پیمان کا افسانہ رہا	کوئی مجنون کوئی وحشی کوئی دیوانہ رہا
---------------------------------------	--------------------------------------

<p>             باغ عالم میں مثال سیرہ بگیا نہ رہا              دل جو اپنا تھا وہی الفت میں بگیا نہ رہا              گاہ شمشیر گاہ ساغر گاہ ہمسایہ رہا              جبکہ مجھے زبان پر ہو کر سینا نہ رہا              کون تیرے جلوہ رخ پر نہ دیوانہ رہا              بلبلوں میں کچھ دنوں جن عروسا نہ رہا              یہ وہ کعبہ ہے ہمیشہ حسین تجا نہ رہا              آسیا پھر تی رہی اگر ایک بھی دانہ رہا              بس بہت اک عمر ان دنوں میں یار نہ رہا              میں رالتی میں لیکن دل میں ویرانہ رہا              سید ہی قسمت جب ہوئی گرفت میں ہیانہ رہا              شیشہ خالی ہو گیا لب زریعہ نہ رہا              شام و صبح اسکی ماتھے میں شانا نہ رہا              قیس نے تو ہوشیاری کی کہ دیوانہ رہا              ایسی کی مینے کہ برسوں جسکا افسانہ رہا           </p>	<p>             دور سو میں ناظر گلگشت حانا نہ رہا              واہ ری نقدیر اور دن گرین کیا بگیا              دل خیال گرون ساقی چشم مست میں              جو رہن منجوار ایسے وقت زکریا              صد تو ہوتے ہیں و خورشید پیرات دن              باغیں جو شاہد گل آئے بن بنگر دہن              جاہوئی کن کن حسینو کی دل آگاہین              جسے پوچھو دنیا کی حرج نے پسیا اوکے              اب نہیں بھتی فراق روح تن ہونیکو              خاک ہی اوڑتی رہی ایسی کہ ورت بھری              وصل میں اونکو مجھے مینر لائے اوکو جا              دل تو اگر ہماری آنکھ میں آنسو بھرے              وصل کی شب کیون اوہن میں بہتی ہو              تھا شری فرادہ ہی جو مر گیا سر بھوڑ کر              یار نے میری خاک کا ذکر خود اکتہ کیا           </p>
--	--

شعر کوئی ہے کہی ہو حق ہو یاروں میں کہی  
 یاس کے دم سے ہمیشہ حشر رندانہ رہا

<p>             کوٹھا ہمارا غیرت چرخ برین رہا              ہر شخص در لے حسد و بغض و کین رہا              و اشتیاق میں در خلد برین رہا              میں عشق میں کہیں دل شیدا کہیں رہا              اپنی کتاب نظم کا میں تکتہ چین رہا              دل میں کوئی رکھا کوئی دیکھے قرین رہا              انکے سوا کوئی نہ دم واپسین رہا              پرد کو دیکھیے کہ وہ ظالم و ظہین رہا           </p>	<p>             کل شب کو جلوہ گر جو کوئی نہ چین رہا              الفت میں کوئی دوست ہمارا نہیں رہا              مرکز بھی کوئی یار میں عاشق مکن رہا              پہونچا نہ کوئی منزل مقصود تک کہی              مستمحل چیدہ خال صنم کے جو بندہ ہے              تیر نگاہ یاراد ہر آئے جس قدر              ماتم کو حسرتیں مری رونے کو بکیسی              ہم اٹھتے بھی تے ہو کے مضاف ہم یار تو           </p>
---	--

الفت نے اوکلی کھو دیا دونوں جان سے  
 دل ان عذار الفت محبوب میں ملا  
 اسکو بختاری نے سے حاصل ہوئی خوشی  
 تو ان پیر حصے کا ہین حاصل ہوا ثواب  
 بغض و حسد سے دل نہیں جاتا کسی کو علم  
 فرما دو قیس لیلیٰ شیریں کہاں ہیں لاج  
 تاج تو ان ہی تھوڑے کچھ ساتھ ہجرت میں  
 غصے میں اسکو دیکھ کر بھاگے جو اس ہو  
 اک دن جلیں گا اسکی لیک سول جگر  
 کچھ اسکی زندگی نہ جہانیں ہی اس فلک  
 کو چھی پراو کر غیر تھا میں فریش خاک پر  
 حاصل ہوا نہ مطلب دل کچھ بھال  
 دل کی طرح اگر حرکت کی مقام سے  
 پر زری کیے ہیں ہاتھ میں اپنے لپیٹ کر  
 سب رفتہ رفتہ حسرت و ارمان نکل گئے  
 دلین کسی کے یاد کچھ ایسی سہاگنی  
 و ذنون میں ایک ہجر میں ہو نچا مار تاک

شرب کوئی رہا نہ مرا کوئی دین رہا  
 میں سارمی عمر صاحب نقش و نگین رہا  
 ورنہ ملال میں دل اندوہ میں رہا  
 پیش نظر اگر وہ خطِ عبیر نہ رہا  
 خرم کوئی ہوا تو کوئی خوشہ چین رہا  
 عاشق رہی جان میں نہ کوئی حسین رہا  
 اک چشم تر تو اک دل اندوہ میں رہا  
 ثابت قدم ہو دل کہ جہان تھا وہیں رہا  
 افروختہ اگر وہ رخ آتش میں رہا  
 ہر وقت اپنی مرگ کا جب کو یقین رہا  
 ایک آسمان پر ایک بروئے زمین رہا  
 محبوب میں اوہروہ اوہر شرمین رہا  
 ایسا ضعیف ہوں کہ جہان تھا وہیں رہا  
 دامن مرا جنوں میں مری آستین رہا  
 دل میں خیال یا فقط اک مکیں رہا  
 حسرت غریب کا نہ ٹھکانا کہیں رہا  
 تاثیر رہ گئی کہیں نالہ کہیں رہا

اے یار اس ہم کسی سے بھلا خاک دل کا کین  
 اب بادِ فنا جہان میں نہ کوئی حسین رہا

دھیان تیرا جو مجھے لے مہ کامل آیا  
 سرکھن میں بھی نہیں اس کے مقابل آیا  
 جان و دل سے رہی ہم تاج فرمان لیکر  
 سو کیا کیا نہ تیری عشق میں حال مجنون  
 جیسے مجھوں نے یہ دیر نہ کیا ہے آباد  
 وہ شاد ہوں کہ دو ہاتھ میں اس یار تھان

ہجر میں منہ کوئی بار مرا دل آیا  
 کھینچ کر تیغِ ادب مرا قاتل آیا  
 بر سرِ لطافت و عنایت نہ وہ قاتل آیا  
 رحم پر تجھ کو نہ اے صاحبِ محل آیا  
 نجد میں بھرنے کوئی صاحبِ محل آیا  
 بحرِ غم کا جو کہی سامنے ساحل آیا

<p>آشنا بمرت کا ہوا جو عاشق ظلم جو چاہ وہ کر شوق سے حاضر ہون نظر لطف سے دیکھا بھی نہ اوس لب نہ منہ کی کھانگیا تو آیا کہے دیا ہون بھرو دنیا میں کہ پھر تو من جانا سوگا انہی حشمت میں کیا دشت ہی سار ہی صاف وہ ہو کا ہوا یہ دل بنیاب فرا</p>	<p>عمر بھر بھر نہ کہی وہ لب ساحل آیا اتنوا بجان جہان تجہ مراد آیا سر در بار لیے ہاتھو نہ بین دل آیا چہرہ یار کے جبر و زمت بل آیا جو تھکا راہ میں نہ جانب منزل آیا جائے محنون سے بھی فدا دے بھی مل آیا جب نظر محکوم تریشا کوئی لسنبل آیا</p>
--	---

دیکھو ہو جاو کے دنیا میں دلیل سوا  
ان پریر دیون پر ای یاس اگر دل آیا

<p>تمام رات جو اوس لعل کا خیال رہا ہمیشہ اوس رخ داہر کا بیان خیال رہا کوئی گھڑی نگیا دل سے لطف بوس کنار نہ ساندہ اریو ہنکو عشق و نیا میں وہن کا اونکے معانہ خواب میں ہی کھلا نہ اور وضع پر امی آسان تھے دیکھا تھار ہی لعل در او و جین و رنج کا خیال بلا تا غیر کے دھوکے سے لپٹے گمراہ کو ہمیشہ اس فلک کو روش کی گردش سے ضرور بہر جوانی ہر ایک دن پسری تھاری و مل میں جو کہ لطف اوٹھا اپنی جنون گھٹانہ کہی کم ہوئی پریشانی جو ایک دن بھی کہیں ساتھ دوست کو نہ لیا</p>	<p>بلا کی شب تھی کہ جہاں تھے وہاں رہا جو بدر سامنی سے ہٹ گیا ہلال رہا تمام عمر مہین و صبل کا خیال رہا ہمیشہ یار سے بخش ہی ہلال رہا ہمیشہ ہنکو اسی بات کا خیال رہا ہمیشہ تیری دورنگی کا ایک حال رہا صبح و شام تو کیا بلکہ ماہ و سال رہا ستم کی چوک ہوئی میں غضب کی چال رہا مثال سب سے صحرا میں پائی رہا زوال پر ہی جو برسوں مجھے کمال رہا اونھیں مزو نکا مہینوں مجھے خیال رہا تھاری عشق میں اس دل کا ایک حال رہا وہ غم نصیب ن برسوں بھی ہلال رہا</p>
--	---

لگی ہوئی ہی مجھے کر بلا کی دین کو یاس  
میں اگلے سال چلو نکا جو اگلے سال رہا

<p>مجاو اوس دشت میں لیکر جنون جا پہنچا</p>	<p>آدمی کیا نہ جان دہم کیسا پہنچا</p>
--	---------------------------------------

<p>تیرے ہاتھوں سے نہ صدمہ مجھے کیا کیا ہو نچا دل فرشتوں کی بھی تھک گئی اللہ بری اثر اونکی ہاتھوں سے ہوا بچہ مر جان بھی محل جان مجھوں کے تن زار میں آئی قوراً جستجو میں تری یہ خاک اورائی میں دم لبوں پر تھا مگر آکے چلایا اونے جیتے ہی تو نہ تو صورت نہ دکھائی ظالم دیکھتے ایسی ہی صورت تھی کیوں صننا</p>	<p>ابتو ای جان جان دل کو نہ ایدر ہو نچا میرا مالہ جو سو عالم بالا ہو نچا ناز کی میں نہ کسی حور کا ہو نچا ہو نچا داوی بچہ میں جب ناقہ نیلے ہو نچا کبھی کبھی تو تھبی سو کھلیسا ہو نچا نزع کے وقت مری پاس مسیحا ہو نچا قبر تک چلکے تو عاشق کا جنازا ہو نچا مر گیا آپ کے ہاتھوں سے وہ صدمہ ہو نچا</p>
---	---

کیوں نہ قابل ہوں میں اعجاز محمد کا یا اس  
فوان گئے آپ نہ جبریل بھی جس جا ہو نچا

<p>اونکی چھا گل سے بنایا رہا ہر شیون پرانا باٹھکے گلزار قالمین پر یہ کتا ہو وہ شوخ سر رہ بھی نیا اوی کے جس نے کی اسکی طلب کچھ عجب اوس شوخ کی انگلیوں کی چال ہو سیر کو دنیا کی گر نکلا ہو تو اے ہوشیار جب نہی بالوش بہنی یار خوش رفتا رہنے آہوں میں خوش و شست سیر آتش بھری تجھ کو سمجھا تو ہیں یہ رفتار کچھ انہی نہیں پڑ گئی یا تو حنائی میں جو دیکھے نیلگون ایڑیو تنک زلف ہو چکی ہو اوٹھا لودوش پر</p>	<p>چونک اوٹھو گا جسکا آجیا کد فن زیر پا دیکھو ہم اس رنگ سر کہتے ہیں گلشن زیر پا کیسی قارون کی بانی اس گروں زیر پا گاہ اوڑتا ہو بھی آتا ہے دامن زیر پا ولیکر رکھنا قدم لاکوں میں دشمن زیر پا عاشقوں کو تھکے ہو یہ نکلا کہ دشمن زیر پا گھل کے بہ جالی اگر آجاتا ہن زیر پا جانکر لایا نہ کر عاشق کا دامن زیر پا لطف ہو بھولے ہیں بان گلہا ہو سن زیر پا کاٹ کھاتی ہو جو بجاتی ہو ناگن زیر پا</p>
--	--

یار کے توسن کی شوخی دید کو قابل ہو یا اس  
روند ڈالا گیا جب میرا دامن زیر پا

<p>وہی دل میں تری محفل کسان ہو کہ جو تھا یاو کرتے ہیں اوسطرح مری سب اجاب پھر وہی جس خون پر وہی شست ہو رہیں</p>	<p>سیر گلشن سہو ہی پھر خفقان ہو کہ جو تھا قد دانوں کو وہی لطف زبان ہو کہ جو تھا پھر وہی دل کو ہمارے خفقان ہو کہ جو تھا</p>
--	--



خیم ابروی صنم شکل کمان ہو کہ جو تھا  
 محبو سو دایہ او سیطرح گران ہو کہ جو تھا  
 صورت آنکھ حیران وہ کمان ہو کہ جو تھا  
 حسن یوسف وہی رسوا کی جان ہو کہ جو تھا  
 یار او سیطرح ترا مرتبہ دان ہو کہ جو تھا  
 پھر وہی نام صنم ورد زبان ہو کہ جو تھا  
 یار او سیطرح مراد دشمن جان ہو کہ جو تھا  
 کعبہ دل کو وہی شوق جہان ہو کہ جو تھا  
 دل او سیطرح سو درنگران ہو کہ جو تھا  
 وصل کا تیرے کو سیطرح سمان ہو کہ جو تھا  
 اشتیاق آئینکا اونکے وہ کمان ہو کہ جو تھا

بہر نشانہ مراد تیرنگہ کا ہوگا  
 عشق کو مول نہ لونگاہ لیا ہو مینے  
 حسن پرانے نظریا کو تھی اور نہ ہے  
 فانی پر دانہ ہو غریب یوسف کا مرے  
 کیونکہ لگے بھی یوسف کی تھی کیا قدری  
 پھر وہی لٹ ہو پھر دہی سو دایہ ہو  
 رنج دیر سے نہ باز آئے نہ باز لے گا  
 کافر عشق او سیطرح ہو کہتے ہیں سب  
 انتظار آؤ گا اونکے بھی اتنا ہو  
 وہی ہونٹوں کو خراپ سو نکایا دانا ہو  
 آدھی رات آگئی وہ دلی تریب بھی

پہلے تو مرے شہزاد نام ہی لیتے تھیں تم  
 یا اس کیون عشق تمہارا وہ کمان ہو کہ جو تھا

یا اس دل بے وفا کو دیجیے کیا  
 آفت عشق سر پہ پیجیے کیا  
 سر پہ سو دایے زلف لیجیے کیا  
 جان او اس شمع و پر دیجیے کیا  
 کس سے کہیے بیان کیجیے کیا  
 دے کے دل او تنے پھر لیجیے کیا  
 اے دل او اس سو بڑائی دیجیے کیا  
 پھر محبت کا نام لیجیے کیا  
 او اس سے تشبیہ اسکو دیجیے کیا  
 مفت اک بوسہ اونے لیجیے کیا  
 دامن زخیم دل کو لیجیے کیا  
 ساقیا پھر شراب پیجیے کیا

عشق او اس پر وفا سے دیجیے کیا  
 دل کو صد سے ہزار دیجیے کیا  
 شب فرقت میں جان لیجیے کیا  
 سکو پر دانہ ہو زرا ایسی  
 دل بے تاب کی کہانی کو  
 جو جسے دے دیا نہ لگا بھیہر  
 سکو معشوق اپنے منہ سے کہا  
 فزنتن سیکڑون اوٹھائی ہیں  
 ماہ کو تیرے رخصے کیا نسبت  
 نفد دل پہلے دیجیے اپنا  
 وہ جہان اوڑ گئی ہیں حشر میں  
 جب نہو پاس ماہوش اپنا

دل کا سودا نہ آپ سے ہوگا  
کچھ نہ پوچھو کہ کیا گذرتی ہے  
جو گران شے ہو اسکو لیجے کیا  
حال دل کا بیان کیجیے کیا

زلف کے بیچ سے چھین کیونکر  
پھنس گئے آبتویاس کیجیے کیا

ہمارے دل کی تڑپ کا جو امتحان ہوگا  
نورق میں دلوں میں کیا سب سے بڑا  
ہمارے دل کی خواہش کریں کہ کیونکر  
یقین ہو ضدی اور باغبان آجاریگا  
یہ ہے تہمتی ہے عمر قلیل بڑا  
دل و جگر تو کیے ابرو و مژدہ نے فگار  
چمن میں بنبل تر جیسو لوگ کہتے ہیں  
ادائیں نفل کرنی جلائی گئی ٹھوکر  
بتا دے یار کہ جلوہ کہاں رہے گا ترا  
لیگا چمن سے سونا نہ بعد مرون بھی  
ہمیں ہے اور سے محبت تو انکو بھی ہوگی  
عدم کو لوگ چلین میں بھی چلنے والا ہوگا  
وہ آسکا مرگہ گھر بھی تو غیر کے ہمراہ  
کرچی قتل بہن اوسکی جوادا ہوگی

نہ پھر زمین ہی ہوگی نہ آسمان ہوگا  
کوئی گروہی کا خیمہ پوش جب کنواں ہوگا  
ستارے نیک کا ہر شخص قدردان ہوگا  
جواب میں کہیں بلبل کا آشیان ہوگا  
تمھارا نام بھی اگر درپے نشان ہوگا  
تمھیں تباؤ کہ اب کسکا امتحان ہوگا  
وہ آہ بلبل ناشاد کا وہ ہوان ہوگا  
قیامت آئیگی وہ شوع جب ان ہوگا  
مکان دل مرا ہوگا کہ لامکان ہوگا  
مرا مزار اگر زیر آسمان ہوگا  
اثر یقین ہے برابر بیان دہان ہوگا  
یہ خاکسار پس گرو کا روان ہوگا  
مجھے جلائیگا جب یار مہربان ہوگا  
جو کھنکے تیغ تو جھک کر وہ بت کمان ہوگا

کلام یاس کا ہر عیب سے متبرار  
نہ اسے شعر میں ایٹانہ شایگان ہوگا

ہام جب یار تر اطور بجائے ٹھہرا  
دیکھنا ہوں میں اوس آثر میں یار اگر  
خدا بہ الفت نے دکھایا یہ اثر وصل کی شب  
دیکھا کرتے ہیں وہ تار مرے رومے کا  
تڑپے جاتا ہوں جب تک وہ بت الیتا

پھر تر اطالب دیدار بھی ہو سے ٹھہرا  
اوسکا پردہ بھی مری آنکھ کا پردہ ٹھہرا  
سینہ سینے سے ملا جب تو کلیں ٹھہرا  
تیلیو نکا مری آنکھوں میں تماشا ٹھہرا  
خود بخود دل مرا ٹھہرا بھی تو پھر کیا ٹھہرا

دیکھنا ان جس مناشاک سے دریا ٹھا  
 لب تک آ کر ہو کر نالہ بھی کئی جا ٹھہرا  
 ہم بُرے ہو گئے آخر وہی اچھا ٹھہرا  
 لکھنو کا ہر کو ٹھہرا کوئی صحرا ٹھہرا  
 اوٹھ گیا پاس سے جب وہ تو کلیجا ٹھہرا  
 باغ کا مہنگو ہوا اونگسا پایا ٹھہرا  
 دل تڑپتے لگا حبس وقت کلیجا ٹھہرا  
 ہو یہ اعجاز کہ بہت سا ہوا دریا ٹھہرا  
 دل مرا کا ہر کو ٹھہرا کوئی رستا ٹھہرا  
 جان کا روگ یہ ناحق کا تقاضا ٹھہرا  
 ساربان آج درانا قہ لیلے ٹھہرا  
 ایک دم گر مری بالین پر سیجا ٹھہرا  
 میں تو تڑپا کیا گر دل مرا ٹھہرا ٹھہرا  
 حال رخسار صنم آنکھوں کا تارا ٹھہرا  
 کشمکش سے نہ تصور بھی ٹھہرا ٹھہرا  
 اتنے عرصے میں کئی بار یہ تڑپا ٹھہرا  
 دیکھ کر مجھ کو نہ بالین پر سیجا ٹھہرا  
 درد کی طرح ترا عاشق شیدا ٹھہرا

ایک موقوف ہو کر ملکین ملکین جو مری  
 اس قدر ضعف ہوا مجھ کو تب فرقت سے  
 غیر سے مل گئے پھر واہ مری انسانیت  
 بسط و کیسے کچھ جمع ہیں یو ایشوق  
 یار جب تک رہا ہندو میں یہ تڑپا ہی کیا  
 کہیں یادوں کی کہیں فرم کی کہیں کی شبیہ  
 چین یا اسی پہلو نہ مجھے فرقت میں  
 یار کے آتے ہی رونا مرا موقوف ہوا  
 آ کر جاتے ہیں جینوں کے خیالات سہیں  
 جب مجھے دیکھتے ہیں ناگتے ہیں دل مجھے  
 خاک مجھ کو کو حیرت کر کہ دہن چھو لے  
 مر من جبر سے فوراً مجھے صحت ہو گی  
 یار کہ دیکھ لیا اسے تصور میں کو کیا  
 دیکھتا ہوں میں جسے اس کی نظر پڑتی ہے  
 تیرے جلوئے مرے دلو غضب تک کیا  
 حال لے اب تو یہ ہے کہ آپ آئے ہیں  
 کشتہ ناز وہ ہوں جسکی ہنیں کوئی دوا  
 ضعف میں نبض کے مانند چلا جب گھر سے

کیون ہو وید کے قابل ہیں طلسمات جہان  
 پاس جو کوئی ہوا محو تماشا ٹھہرا

مثل لعل میں سر میدان تڑپا کر گیا  
 دل نکلنے کو بڑا تھا پیر یہ اڑو در گیا  
 آج ہم تک آئے آتے دور ساغر گیا  
 ولین جہرت رہی سینے پر پتھر گیا  
 آہ اس رنج میں ہو کر مکدر گیا

کھینکے قاتل جو بہر قتل خبر گیا  
 آگے شانوں تک جو کیسوی نہ سمجھ گیا  
 گردش مشیم حسین کا دہیان آ کر گیا  
 بعد مرنے کے نہ باقی زیور و زر گیا  
 سامنے اسکے جو تصویر سکندر مٹ گیا

سب مرنالے گئے کسرو ز گوش یاز تک  
انقلاب عشق تو دیکھو کہ ترم یازین  
تھی بس مجھ کو تنائے ہم آغوشی یار  
آج تھا چھا گل پہنکر یار کا قصد خرام  
زندہ رکھتی ہر بشر کو صنعت اسکی بعد گ  
فاستح پڑھنے کو وہ آتی تھے لیکن پھر گئے  
لاش پر مجبور کی اپنے یہ کہتا ہوا وہ سوخ  
عشق میں جھست ہوئی پہلے مری اب تو ا  
زیست کا باعث ہو اگسے جانا سخا خیال  
کچھ ہی نہیں اسکو سب عاشق کنار کش ہو  
بیشوا کی کوٹرا تھا یار کی آیا نہ وہ  
میرے ہلو میں تو بیٹھا پر نہ زلفیں چھوڑ دیں  
حال کھلچا آخر امان وہ جو ہوتا باغین  
کشتہ ز فدا قاتل ہو گئے اللہ رے دل  
یہ نشانی ہر تون کے عشق کی بعد فنا  
کیون نہ پڑ جائی کشا کش میں بجان قاتل

کوئی ہو نچا بیٹھیا اٹھکر کوئی تھک کر گیا  
گر ہوا سیدھا مقدر دل ولٹ کر گیا  
قبر میں اپنی کفن سے مین لٹ کر گیا  
خیر بر یا ہوتے ہوئے شور محشر رہ گیا  
آئینہ ز روشنگر نام سکندر رہ گیا  
آکے بالین تک ہمارے شور محشر رہ گیا  
آپ اسنے جان دی الزام مجھ پر گیا  
روح بھی پھر حل سی اک جسم لاغر گیا  
رات کو تن میں ہمارا دم اوٹھ کر گیا  
اک در محبوب پر انیا ہی بستر رہ گیا  
کچھ قدم دلے نکھر شوق باہر رہ گیا  
دل تو لے لیتا مگر یہ چال دلبر رہ گیا  
یہ شگوفہ کہلتے کہلتے اسے صنوبر رہ گیا  
اب ہمارا نام بھی تار و زخم شر رہ گیا  
لوح مرقد کے نہیں جھپاتی یہ پتھر رہ گیا  
دل میں کچھ قاتل کھنچا کچھ رک کر خنجر رہ گیا

یاش اسی کا نام ہے جذب محبت خلق میں  
قتل جب میں ہو چکا قاتل تڑپ کر گیا

جا مان سے بیقرار ہی ملن تجا میں کیا  
زخمی نہ زخم نشتر مرگان کے کھائیں کیا  
ہم کیا کہیں وہ غیر کی جانب جوع ہیں  
پھر دیکھو یہ نہ رہے یہ نگاہ لطف  
گلشن میں کیوں گلوں کے گریبان چاک ہیں  
مستون کی ٹبر سے حضرت واعظ خموش ہیں  
پہلے ہی اونسے کہدیا سب پو دل کا حال

سینے میں دل تڑپتا ہوا اسکو دکھائیں کیا  
دکھتے ہوئے جگر کو ہم امی دل کھائیں کیا  
سننے نہ ہوں تو حال دل و نگو سنائیں کیا  
وہ پوچھتے ہیں حال دل و فسر چھپائیں کیا  
سیت جنوں کی بھاری میں انکی قبا میں کیا  
یہ خود سنار سے ہیں وہ اٹھو سنائیں کیا  
جوابات تھی بگڑ گئی اسکو بنائیں کیا

جام و قدح تریوہ نظر میں سما میں کیا  
جس شہ کا تجربہ ہوا سو آرمین کیا  
عاشق میں حبو شمع کو نہیں آرمین کیا  
اور دن کی طرح ہم بھی لگائیں گہا میں کیا  
دیکھو تو رنگ لائی ہیں اب یہ جو میں کیا  
یہ آسمان میری نظر میں سما میں کیا  
آنکھوں میں اپنا حسین پھر سما میں کیا

ساتی کسی کے جلو میں نہ جونی ہے سے  
تیرا ہی دل تو اونسے ہوا سو ضرور صل  
دل لگے اپنے چاہنے والوں سے لئے وہ  
یار اگر کم کھینچنے رو میں آق میں  
آہیں جو بھر رہا ہوں تو میکے دے دل  
کیا خاکساریوں کو کہانی ہیں نصتیں  
تل بھر بھی اوسکے جلو میں جالی نہیں جگہ

صد سے ہمیشہ پائے حسینوں کے ہاتھ سے  
اویاس پھر کسی سے بھلا دل لگائیں کیا

دیکھ پھر نیش زنی کرتا ہے بچھو تیرا  
لیلۃ القدر مری حق میں ہو گیسو تیرا  
رنگ لائے نہ کہیں نرم میں اچھو تیرا  
زہر رکھتا ہو قیامت کا یہ بچھو تیرا  
ہے ہمیں تیرے نظر عارضِ خوش بو تیرا  
ایک دن چل گیا جس شخص پر تیرا  
سہ بھرتا ہے مرا مالہ کو کو تیرا  
اک بلا ہو گیا میرے لیے گیسو تیرا  
کوئی پہلو نہ بچے گا کسی پہلو تیرا  
صید کرنے لگا اب شیر کو آہو تیرا  
غیر بیٹھا ہے دبائے ہوئے پہلو تیرا  
شمع بیکار ہے ہر ایک پہ آسو تیرا  
زیر سر غیر کے ہے تکیہ زانو تیرا  
آج بس جا بے گا اوٹرا ہوا پہلو تیرا  
تیر بھی تو لتا ہے ہو کے ترا زانو تیرا  
عطر کا فور ہے ہر ایک پہ آسو تیرا

پھر مرے دلوں دکھانے لگا ابرو تیرا  
بدر سے کم نہیں در شکستہ روتیرا  
اوصرحی کسی میخوار کا گھٹجائے نہ دم  
مر گیا وہ جسے ابرو نے تیرے چھڑ دیا  
کیا بھلا گل سے غرض سیر میں کو کیوں جائیں  
کو کو خوب کیا تو نے اونسے سرگردن  
اک شجر کے لیے یہ شور و فغان کی قمری  
دل مرا چین لیا مجھ کو کیا سودائی  
جھان دیکھے وہ تجھے تیرے نظر سے دل  
چشمِ فغان نے تری مار لیا دلوں مرے  
کسی پہلو نہ قرار آئیگا عاشق کو ترے  
تو نے ٹھنڈا نہ کیا جل ہی گئے پروانے  
کیوں شکایت نہ کروں اپنے مفرد کی میں  
صبر کرے دل مضطر نہ تڑپ تو اتنا  
آزما لیں جو ہر منظور مری اوقا تل  
رحمت حق ترا و نہا ہے پئے عاشق زانو

صبح کو اوتھکے ندکھوں کبھی خوشید کا منہ یا تو وہ آئین میں ترک کر الفت ایدل تیرمی آنکھوں کی محبت کی کیا دین اثر ہو شروع اسکو جنوں آئی ہو جو فصل بہا قتل پر دے کیا لب سو جلا یا ایدل ایم حسن تر تپا ہو نہیں مچھلی کی طرح بنع مین سیر جو کی ہنسنے گل و سنبل کی منقل منقل گنا ہو نہ زرار و توسی	گر رہے پیش نظر آئینہ روتیرا اج ہو جائے یہ قصہ لہین کیسوتیرا چلیا خانہ آئینہ میں جا دو تیرا سرو ہنسا کر تہے پھر عاشق کیسوتیرا ہو گیا تجکو مسیحا وہ ہلا کو تیرا یا د آ جاتا ہے جدم کوئی بازو تیرا کہیں عارض نظر آیا کہیں کیسوتیرا نار دوزخ کو کچھا دیا گیا آئینوتیرا
---	---

اب تو آرام سے اویاس بسر ہوتی ہے  
ہم نعل رہتا ہے وہ یار پریر و تیرا

جب نظر سلسلہ زلف سیہ فام آیا لاکھ ہونپہ جفا صبر و تحمل کرنا دل وحشی مرا بھولا نہ سما یا برین آمد و رفت عدم ہو ہے جان میں بیکان جگر و قلب سے اسکندر و جہش ہوین ابتدا میں ہو خوش نجر و الم بھر دیکھے وصل کی شب ہو وہ لپڑ ہو میں سینہ سے عشق کے ہو جوانی میں مٹایا افسوس آزما یا جگر و دل کو بہت فرقت میں جانفشانی یہ کرے لاکھ مگر کچھ بھی نہیں	منع دل میرا یہ سمجھا کہ تو دوام آیا دل یہ لیکر ترے سرکار کے حکام آیا جام مے لیکے جوہن ساتی گل فام آیا صبح کو ایک گیا ایک سر شام آیا میر کو حصے میں یہ آئینہ تو یہ جام آیا یہ نظر عشق کے آغاز کا انجام آیا دل بتیاب تجھے آج تو آرام آیا عیش کی رات بہن موت کا پیغام آیا وقت بد میں نہ کوئی دوست مری کام آیا آیا عاشق پر تو معشوق کا الزام آیا
---	---

دن جوانی کا بھی گزر شب پیری ہو قریب  
چونک اویاس کہ خورشید تب بام آیا

وہ قاتل چرگرتن سے مرے سر کو جدا کرتا اگر میں جان دے عشق کیسوی رسا کرتا کشش ہوتی ہے اکثر آہ کی تاثیر سے پیدا	تو رنگین ہاتھ اوسکے خون مر مشل خاک کرتا پریشانی سوا ہوتی میں دیوانہ رہا کرتا اگر نالو نہ کرتا میں شب فرقت تو کیا کرتا
---	---

قیامت چال ہو یا سقد پر کسی پر کی  
بہار آئی ہوا صیاد گل بھولیں باغوں  
بجھا اگر نہ اب تیغ سے تو آتش دل کو  
تبو کا عشق گر ہوتا تو بھرا ایمان کہی ہم  
عبیر و عود و عنبر بھی پہنچو اسکی خوشبو کو  
ہزاروں لیتن دین چارہی دنی محبت میں

نراقہ اور بڑہ جاتا تو پیر محشر بکرتا  
چمن کو دیکھتے ہم بھی جو تو ہم کو بکرتا  
دھوان برسوں ہماری قبر سے ہم اٹھا کرتا  
ہماری حق میں آگے چاہتا جو حق خدا کرتا  
اگر اوس زلف کو میں مشک کشا کیا خطا کرتا  
نہیں معلوم آگے یا میری حق میں کیا کرتا

محبت خوب جھوٹی یا اس لیے سمجھتے تھے  
نہیں تم نالے کرتے سامنے وہ بت ہنس کرتا

اسے پرہی کون تھی لٹ کا شیدا نہوا  
قصر پر اس بت بہیر کا جلو نہوا  
کسکو دنیا میں تری زلف کا سودا نہوا  
کونسا راز نہ اس بت کی چھپا یا مجھ سے  
دیکھا محفل میں جو تیرا رخ عالم افروز  
ہر طرف لیلیٰ و معجون کی طرح شہر ہے  
کیا میں قد و قامت کو قیامت نہ لوں  
کب بہار آئی چمن میں کہ گریبان نہ بھٹے  
وہیکہ آنکھوں سے جلو اتر اتر شک پرہی  
تب وقت سے جلا دل ہی جگر ہی برون  
رات دن لوگ پس و پیش چلے جاتے ہیں  
صفت ہو تو گل آغوشین آیانہ وہ گل  
بات کہہ یار کی تو اشاؤں میں ہی  
بے طلب و تیاہر ہر ایک کو تو ایسا ہی  
تیرہ و تار کیار و زرقاں مسرور  
ذلت و خواری فریخ و الم و رسوائی  
امی طیب و بد میں کیا کیا نہ دو این میری

کسکو دشت نہونی کسکو یہ سودا نہوا  
یار کا باہم بھی طویر تجلیا نہوا  
کو بکو کون ترے عشق میں رسوا نہوا  
کونسی بات تھی جس بات کا پردا نہوا  
کبھی دسوز نہ پھر شمع کا پروانہ نہوا  
کس جگہ میرے ترے عشق کا چرچا نہوا  
کس جگہ حشر تری چال سے برپا نہوا  
کونسی فصل میں دو چار کو سودا نہوا  
وہ بشر کون تھا جو محو تماشا نہوا  
سوز غم پر مرے سینے سے ہویدا نہوا  
بند صحرائے عدم کا کہی رستا نہوا  
وا کبھی غنچہ دل کا مرے عقد نہوا  
ہم سخن یوں وہ ہوا مجھے کہ گویا نہوا  
بند دم بھر ہی ترے فیض کا دریا نہوا  
اس طرح رنگ کسی شب کا بھی کالا نہوا  
ہو گا کیا کیا نہ تری عشق میں کیا کیا نہوا  
مرض عشق سے پر مجھ کو افاقا نہوا

چاک ہاتھوں کی مرے دہن صحرانہوا  
تیرا ہیسا رہو اجمہی اچھا نہوا  
ورودلین ترے ای بلبل شیدا نہوا  
تیرا ہیسا رہو اجمہی اچھا نہوا  
ارے وحشی تجھے اس بات کا سودا نہوا  
دہن جانہ وحشت کہی میسلا نہوا

اکہی وحشت تو ہونی مجھ کو مگر ضعف رہا  
تو سچا تو ہی مشہور مگر فساد کیا  
توڑے گلچین نے ترے سامنے گلہا مچھین  
کارگزار و طبیبوں کی دو اکیساہوتی  
ولین لیلی کے نہ کی اپنی جگہ ای مجھوں  
خاک چھانا کیسے ہم بادیہ بیانی میں

یاس دل ویدیا کیوں دس بت ہر جانی کو  
وہ مختار بھی نہو گا جو کسی کا نہوا

دیوانہ تھے مجھ کو مری جان بنا دیا  
بہرے کو اس کے حق ڈگستان بنا دیا  
کس صن سے تر کو زرافشان بنا دیا  
بیٹھے بیٹھے مجھ کو پریشان بنا دیا  
گردون نے ماہ نو کو گریبان بنا دیا  
عشاق نے تمھیں مہر کنعان بنا دیا  
دہن کو اپنے ابر کا دامان بنا دیا  
عاشق کی شیم تر کو ذرا فشان بنا دیا  
وحشت جنوں کو رشک گلستان بنا دیا  
لؤل کے آئے کو بھی حیران بنا دیا  
نوک مرہ کو یار نے پیکان بنا دیا  
عاشق کے دل کو حافظ قرآن بنا دیا  
روز وصال کو شب حیران بنا دیا

وحشی کیا کہی کبھی حیران بنا دیا  
اوس لاف و خط کو سہیل و ریحان بنا دیا  
افشان لگا کے یار نے ماتھے پہ دیکھنا  
کچھ کے زلف چاند سے چہرے پہ یار نے  
تیار جب ہوا مرے یوسف کا پیر ہن  
یوسف کی طرح تم ہوئے مشہور جا بجا  
رو کر فراق یار میں دریا بہائے ہن  
فرقت میں یاد کو ہر دندان یار نے  
فصل بہار میں مرے اشکو کو فیض نے  
وکھلا کے اپنے روی مصفا کو یار نے  
زخمی دل اوس کا ہو گیا جہیز نگاہ کی  
فرقت میں یاد و صحف زحار یار نے  
اندھیر ہو گیا کہ جد اہو کے یار نے

وہ نعمت سچ ہوں کہ مرے چھپوں نے یاس  
گلشن میں بلبلوں کو غنہ بخوان بنا دیا

استوار زانی ہے پھر سودا گران جا گیا  
ابر میری آہ سوزان کا دہان جا گیا

جب کوئی جنس نہر کا قدردان ہو جا گیا  
برق کا جب تفری ری پر گمان ہو جا گیا



آمد اوس مہر کی ہوئی گھر آسمان ہو جائیگا  
 دل جو تڑپے گا ملے رہم جہان ہو جائیگا  
 میری قسمت میں کسیدہ نہ رات ہو جائیگا  
 ہوا بھی گھس مگر خوشخواران آفت کی بہن  
 فصل گل کے تو دو وحشت تو ہوئے مجھے  
 کیا خبر تھی کے پھر جاسیگا غیر فیض دوست  
 عقدہ کھلیا گیا با تو نہیں ان تنگ کا  
 مثل محبوب نہ لگی اپنے عشق کی بھی شہر میں  
 وصل اوس گل کار تو ہوا نہ ہو نہیں سرے  
 جستجو اوس شکیوسف کی رہی بعد مرگ  
 گر یوہن چند مرے گی قوت دست جنوں  
 عشق میں تیرے اوٹھا لی ہیں صد بوجھ  
 نالہ سوزان جو سر پھینے گا مجھ غناک کا  
 نقد جان جب نیلے دیواؤں مختار عشق میں  
 نرم میں نہ لگیں گے وہ جواہل دروہین  
 قمریوں کی جان پر جانیگی اوسکے بغیر  
 صنعت ایسا ہی رہا چند تو سر کا بوجھ کیا  
 سر بھی کاٹو فاداری ہماری دیکھ لو  
 صورت بیل غرغوان کون ہو گا اس طرح

راستا میرے مکان کا کہستان ہو جائیگا  
 یہ زمین اوپر تو نیچے آسمان ہو جائیگا  
 دوست تو ہو گا تو دشمن آسمان ہو جائیگا  
 قتل ہوئے سیکڑوں جب ہوا ہو جائیگا  
 دیکھنا سب کا روانہ کاروان ہو جائیگا  
 وصل بھی اوسکا نصیب دشمنان ہو جائیگا  
 رازنہان اوکا عاشق پر عیان ہو جائیگا  
 رفتہ رفتہ یہ بھی قصہ داستان ہو جائیگا  
 ہر درق اسکا گلستان بوستان ہو جائیگا  
 خاک ہو کر جسم گرد کاروان ہو جائیگا  
 یہ گربان تابد اسن ہجیان ہو جائیگا  
 یہاں گواہی کو زمانہ یک زبان ہو جائیگا  
 آسمان کے پار آہو نکا دیوان ہو جائیگا  
 پھر بہت اس لطف کا سودا گران ہو جائیگا  
 ذکر میری نامراویکا جہان ہو جائیگا  
 باغ سے وہ سرو قد جسم روان ہو جائیگا  
 جائے ہستی بھی اس تن پر گران ہو جائیگا  
 کیا یہ کہتے ہو کہ اکدن امتحان ہو جائیگا  
 یاس گلزار جوانی جب نثران ہو جائیگا

خوش کے دن پر سن اعمال ہو گی یاس جب

ہر سر ہو جسم پر اپنے زبان ہو جائیگا

میر کو گھر میں ہی کسی شب جلوہ گر ہو جائیگا  
 ایک دن گذرا تو مجھ سال بھر ہو جائیگا  
 اشک جو آنکھوں سے نکلے گا نثر ہو جائیگا  
 توتے آئے تابلہ نالہ نثر ہو جائیگا

مہربان مجھ جو وہ رشک تر ہو جائیگا  
 طول ہجر باز لیب نہر مختصر ہو جائیگا  
 آتش الفت کا گر ظاہر ہو جائیگا  
 سوز دل کا میری آہ میں نثر ہو جائیگا

چشمتش گریہ دکھائیگی ہمیں بارگاہِ لطف  
تیز ہوتی جائیگی آتشِ فراقِ بارگاہِ کی  
باغبانِ آبی خزانِ فصلِ بہاری چل بسی  
کم ہوجائیگی بوسہ نسیمِ دولتِ حسن کی  
میرے غم میں خاکِ ڈائیگی جیسا ہر دم  
خاک ہو جائیگی خوشبو و عود و مشک  
کیون نہو افتادگی پیرہینِ انسان کی لیے  
وصفِ ندانِ مین و دشمنوں پر گر دستِ بیا  
ہچکیاں مین جو فرقت میں تو مر جائیگے تم  
انکارِ مقصودِ بیانِ یار مین جائیگی جان  
بعد مرنیکے بھی جائیگی نہ گردشِ سخت کی

روتے روتے دیدہ تر تیر ہو جائیگا  
بڑھتے بڑھتے داغِ دل میرا شر ہو جائیگا  
بوی گل کے قافلے کا اب سفر ہو جائیگا  
بویے کیا آپکا انہیں ضرر ہو جائیگا  
نخلِ ماقمِ باغین ہر اک شجر ہو جائیگا  
تو کراؤں زلفِ مغنہ کا اگر ہو جائیگا  
گر ٹریگا جس گہری نیچتہ شجر ہو جائیگا  
مصرعِ موزون ہر اک سبک گہر ہو جائیگا  
کو س رعلت بکتے ہی اپنا سفر ہو جائیگا  
جادہ ملکِ عدم ہوئے کمر ہو جائیگا  
کاسہ سر کاسہ در یوزہ گر ہو جائیگا

وصل ہو گا ایک دن کھڑا ہو یاں کیوں  
یہ زمانا ہجرِ جانان کا سر ہو جائیگا

محبت کا مرقی آخر بڑا انجام ہونا تھا  
پھنسا ہر دل مرا اوس کیو بیجا کو چھندو  
مری دل کو مجازی حقیقت ہو گئی حاصل  
رہنِ محروم تیسے ست اک جامِ صبوحی کو  
چلے آئے جو روزِ وصل تھا یہ امرِ تقدیری  
ہو تو دو جا رہی اس برو خدا کے کشتے  
اوہ ہر تو نے صدوی وصل کی شبِ یونہی  
رہینگے قیامتِ قبر میں ہم یہ نہ سمجھے تھے  
بہلایا یلقلعہ جاتی تھیں اپنے عاشق کو  
ہو چکا تباہ کیسہ جانِ آخر کوئی اس نے  
عدم سے لکے دنیا میں اڈھائی سوچ و غم کیا کیا  
نہ یہ سمجھا تھا مین فرقت میں میری جان لگی

تھیں مشہور ہونا تھا مجھ پر نام ہونا تھا  
میری تقدیر میں آخر اسیرِ دام ہونا تھا  
یہی اس عشق کے آثار کا انجام ہونا تھا  
یہی دورِ مین تیری ساقی گلغام ہونا تھا  
تمھارا نام ہونا تھا چار اکام ہونا تھا  
تری تلوار سے سفاک قتلِ عام ہونا تھا  
تجھے پر خون مرا از مرغ بے ہنگام ہونا تھا  
اسی منزل یہ دنیا کا سفر اتنا دم ہونا تھا  
ہمارے اور تمھاری نامہ و پیغام ہونا تھا  
چراغِ زندگانی گلِ قریب شام ہونا تھا  
مسافر کو اسی منزل پہ بے آرام ہونا تھا  
تمھارا وصل مجھ کو موت کا پیغام ہونا تھا

<p>میاں رخ میں گرتے پوئے اوچوں پاؤں گشت محبت کے ثواب صدیوں پہلے پائیدار</p>	<p>یہی صبح ہونا تھا یہی ہر شام ہونا تھا وہایل ہو چکا قسمت میں جو آرام ہونا تھا</p>
<p>کسی جان خیز جو یاس کی تیری محبت میں اسی میں کام اسکا اے بت خود کام ہونا تھا</p>	<p>تجھے اے دل جو مجھ کو دی آتشک ہونا تھا تجھے اے شہسوار حسن اگر شفاک ہونا تھا</p>
<p>تو جل جلکے محبت میں کسی کی خاک ہونا تھا تو میرے سر کو پہلے رشتہ فراق ہونا تھا تجھے اے توں عمر رواں چالاک ہونا تھا تن کا سیدہ کو اپنی خس و خاشاک ہونا تھا کہہ یاق بھی نہیں اگر تریاک ہونا تھا پیشا تھا زبان گریبان زبان جگر کو جاں آنا اسی لیلیٰ ہی کے کوچہ میں شکر خاک ہونا تھا ہمارا نام مٹ مٹ کرتے افلاک ہونا تھا گریبان کو مریہاں جو وجود صلیک ہونا تھا تجھ کو تو ایل ان جگر و نسو بالکل پائی تھا ہنگامہ ناز کو اور شوخ کچھ بیاک ہونا تھا مٹے پر بھی سب و خم کی تیکو خاک ہونا تھا مقرر اہل زر کو صاحب اساک ہونا تھا مری قسمت سے او ظالم تھے رفائک ہونا تھا</p>	<p>تجھے اے دل جو مجھ کو دی آتشک ہونا تھا تجھے اے شہسوار حسن اگر شفاک ہونا تھا پڑا رہتا ہی کیوں اس تنگنا کو دہریں برو اگر تقدیر میں جلنا بدلتا عشق جانا تین جلاتی بھی ہیں کشتہ جو کرتو خال لب اوسکے محبت قیس کی لیلیٰ کے دلیں میں اثر کرتی اے گلو کی طرح صرا بھرا کیوں پھر امجنون محبت میں ہوئی شہرت کا باعث اپنی گنہامی جو فصل گل میں ہے آراستہ کرتے ہیں زلف و نکو خدا کا گھر کو یاد تان کو کیوں جگہ دی ہو نہیے تجھ کو راجب تم تو پھر شرم و حیا کیسی اس کہتے ہیں تیری پرستی کے یہ معنی ہیں طبیعت میں ہو جسکے نجل دنیا اوسکی ہوتی تیر محبت کی بھی ہو اور ہی کچھ جان کر تجھے</p>
<p>تیری ہستی کا باعث یاس نہیں کی ذات اقدس ہو زبان پر ہر گہری وصف شہ لولاک ہونا تھا</p>	<p>جناب عشق میں ایسا میں باریاب ہوا وہ گلزار چمن میں جو بنے نقاب ہوا</p>
<p>زبان خلق سے عاشق مرا خطاب ہوا ہر ایک گل کو خجالت ہوئی حجاب ہوا بتوں کا حسن زمانے میں انتخاب ہوا فلک پہ دو چکر پھلکے سحاب ہوا ہمیں جو دید یا بوسہ تھیں ثواب ہوا</p>	<p>ادوا ناز میں ہر ایک لا جواب ہوا فراق یار میں کھینچی جو آہ آتشبار فقیر کا نہ کیا رسول اے شہ حسن</p>

عجبت سوال ہر تیرا نہ یا نگا بوسہ  
دہن کے وصف میں گنا گنا نہ نکستی کی  
نکیو چاہو حسنون سے جال ڈال تری  
دام جام پہ ہم جام کی پستی ہیں  
سافران عدم کی یہ پہلی منزل ہے  
مثال چشم ہوا اس کی دور سا غم سے  
کسی جو فصل کوئی بہنے و صف کیستین  
فراق میں اس عادت ہر کچھ ٹپنے کی

یہ سکو یاہ کی سرکار سے جواب ہوا  
غزل میں شعر ہوا جو وہ انتخاب ہوا  
انوکھا حسن نرا لا ترا شباب ہوا  
فلک کا دور چین دور آفتاب ہوا  
لحد میں جا رہی جب یہاں سے یا ترا چا  
شرانخانے میں کیسا یہ انقلاب ہوا  
یہ طول ہو گیا آخر کہ ایک باب ہوا  
ہٹے وہ یاس سیا اور دکھو مطرب ہوا

ادھے قدم سو ملک عدم فراق میں یا اس  
وصال یا رکھ مضمون نہ دستیا ب ہوا

کیا اثر ہے اس سی نازک بدن تصویر کا  
ہر عیان اتیک شبیہ قدیس سے جو شمع خون  
میرے دلمین سیکڑوں ہی گارخونکا خیال  
جب گئی شہر میں کہیں لہنگہ تری رخ کی شبیہ  
دیکھ لے شوقی اگر چشم سیاہ یار کی  
کلاک مالی سے تیرے کیسوی شکلیں کہیں گئی  
نقش یوں لوح دل عاشق پہ تیری شبیہ  
میں وہ دیوانہ ہوں اگر تصویر ہی میری صحتی  
نقش حیرت ہر شہر یہ بن گیا وہ موٹ گیا  
حال مجنون یاد آ جا تا ہر و دیا ہوں میں  
ہر غزل میں کہیں کجا عاشق کی شبیہ  
بوسے لب کا زبس انکار رہتا ہے اوسے  
جب کیا دلمین تصور سامنے دیکھا تجھے  
کھینچ گئی ہر باتھ جو میری اور اس گل کی شبیہ  
کس قدر چہرہ ترا رنگین ہوا گلزار حسن

خود بخود ای کل معطر ہر چین تصویر کا  
پرزے پرزے جو ہر ماہی ہر چین تصویر کا  
ایک آئینے میں محو لاہر میں تصویر کا  
مر گیا وہ جسے دیکھا بانگین تصویر کا  
سر جھکا لے شرم کر ماری ہر چین تصویر کا  
مول سے اب حاصل ملک حسن تصویر کا  
صنفہ ترطاس سے جیسے وطن تصویر کا  
دجیان اوڑا اوڑ گیا ہے ہر چین تصویر کا  
ایک عالم ہے تو چرخ کن تصویر کا  
دکھتا ہوں جب کبھی دیوانہ بن تصویر کا  
رنگ دکھلا تو ہرین ارباب سخن تصویر کا  
دیدہ عاشق سے نہان سے وہن تصویر کا  
کھینچنا مشکل نہنیں اگر گلبدن تصویر کا  
نگاہ سے بالیدگی سے ہر چین تصویر کا  
ہو گیا یہ آئینہ رشک چین تصویر کا

دور کیا گر اس میں عاشق کی وادہ کی شبیہ  
چوم لے تصویر چپکے سے وہ تصویر کا

یاس تیرا کین بانی شکے سب حیرت میں  
بن گیا ہے مجمع محفل چین تصویر کا

اگر دل مجھ پر دیکھو جاننا نہ ہو جاتا  
اگر دلوں خیال نہ گسستہ نہ ہو جاتا  
نہ بنشیں یاد کی زلفین میں دیوانہ ہو جاتا  
نہیں انسانہ کچھ موقوف پر یوں کو خون کا  
محبت ہو بری شہر دل جاگ رہی بہر شہادت کیا  
سو حرا نکلتا اگر ہم جو شہر حشرت میں  
تو الفت ہو دلیں چشم کے ساغر چلتے ہیں  
جہان آؤں آؤں خاک مجنون عشق کیلی میں  
جھار کھتا زمین دلیں اگر از محبت کو  
لگ کر آؤں تک لف سا محشر بیا کرتی  
اگر باہر کرتی الفت او کی چشم کیوں کی  
نہ رکھا خالی بنے دلوں اس کے تصویر  
غزل کہتے جو ہر اوصاف ساقی میں عجب کیا ہما  
زمین کو تخت کر دی فلک کو تاج اگر الفت  
سوس رہتی نہ نیکی چین غنچہ نظر آتے  
نہ کچھ پتیا نہ کچھ کہاں سوار دہنے کو رفت میں  
چو اپنا شعلہ رخ آپ کہلاتے نہ محفل میں  
لگا آؤں گہ تیری قبا کو عیب محفل میں  
نشانہ دل ہو تیار تیرے تیر فرگان کا  
ہرک ہوتی کیفیت عیان یوسف زلیخا کی  
سجسٹن کہتے نہ زندون کو اگر واعظ  
محبت ان تون کی گرا اثر اپنا دکھا دیتی

کبھی ستانہ ہو جاتا ابھی دیوانہ ہو جاتا  
ابھی لبریز میری عمر کا پیانہ ہو جاتا  
نشل کی مشاطہ بہتر تھا جو تیرا شانہ ہو جاتا  
تمھاری زلف کو جو دیکھتا دیوانہ ہو جاتا  
سمجھتے ہم جو اپنا وہی بیکانہ ہو جاتا  
یقین کر فیس تو مجھے بڑا یار نہ ہو جاتا  
جان میں زندہ مشرب ہٹھکتا میخانہ ہو جاتا  
اگر یہ شہر میں رہا وہیں دیوانہ ہو جاتا  
مراقصہ بھی اور دن کی طرح افسانہ ہو جاتا  
دل صد جاگ سو میری جو بہن شانہ ہو جاتا  
تامل سمین کیا مشرب مرار نہ نہ ہو جاتا  
مکان برباد تو ہمار نصرت جو صا جھانہ ہو جاتا  
قلم ہی صفحہ قرطاس پرستانہ ہو جاتا  
فقیر و نکاح تری سامان ابھی امانہ ہو جاتا  
ہمار آتے ہی کل صحن چین میخانہ ہو جاتا  
ہرک آفسو کا قطرہ مجھ کو آب و دانہ ہو جاتا  
تو ہر پروانہ شمع کا بے پروانہ ہو جاتا  
ابھی تو جامے سے باہر ترا دیوانہ ہو جاتا  
جا بروین شکن پرتی کمان میں نہ ہو جاتا  
جو مجھ پر والہ و شیدا مرا جاننا نہ ہو جاتا  
ہمارے اور ان کے پھر تو اک یار نہ ہو جاتا  
یقین ہو پھر فراج اپنا بھی عشق و فاقہ نہ ہو جاتا

سمجھتا میں مجھ کو حاصل ہوئی معراج دنیا میں  
جو اوں کو تھیں لے سانسے غیر فکری شرم آتی  
جو کر کے جمع معشوق حقیقی و مجازی کو  
ستھے اور دن کی الفت کا نہ تو انشہ گزرا  
ترقیب آیا ہوئی سب بزم عشرت و بزم و بزم  
ہمارے اور محضاری عاشقی کا ذکر اگر چلتا  
جب اپنا دل ہی ہو چھوڑ رہتا اس کی الفت میں  
دل و چشم اپنے کام آتی ہوا تیرا وہ نوشی میں  
بناتی خرخ کو چشم سیاہ یار سودا کی  
پریشان عالی آنیہ دل کی میں کچھ ہی کر لکھتا

جو دم بہر جلوہ گاہ اوں کی مرا کاشتا ہو جاتا  
دل محزون ہمارا اوں کا خلوت خانہ ہو جاتا  
تو دل کعبہ بھی بنتا کبھی تجا نہ ہو جاتا  
درستی کو تر پھر تنہا میں نہ ہو جاتا  
جہاں یہ بوم جاتا اوس جگہ ویرانہ ہو جاتا  
حدیثِ نعم کہیں ہوتا کہیں افسانہ ہو جاتا  
شکایت کچھ نہ تھی گریار بھی بیگانہ ہو جاتا  
صریح کوئی بناتا کوئی پیانہ ہو جاتا  
کچھ ایسی گردشیں تھیں کہ یہ دیوانہ ہو جاتا  
مری دیوان کو جو دیکھتا دیوانہ ہو جاتا

اگر کچھ دن یوہن ای یاس مشقِ شعر رہ جاتی  
یقین ہے پھر سخن تیرا ہی اوستادانہ ہو جاتا

امتحان گاہ میں میں ہونے کے جو سبیل تڑپا  
وہ گئے اویسکے جو پہلو سے مراد دل تڑپا  
ہے اس حسرت و دیرد کھا دے صورت  
ہر جہاں میں ہوا دل ہی جہاں اوس سے  
ایکمیچ او کو کچھ محبوب مجھے اپنی طرف  
الفت بر و قائل کی عجب ہے تاثیر  
عاشقوں کے جو ترا جلوہ رخ دیکھ لیا  
ہر جہاں میں جگر پہلے کو بتیا ب رہا  
یاس تہا کہ کہیں خون کی چھٹیٹھیں ٹپیں  
جذب الفت کو دیکھا یہ اثر مقتل میں  
ڈھونڈتا پھر تاجہ میں جوش شہا تو میں مجھے  
یونہی بتیا ب سیاہی شبِ فرقت سے  
جسکو الفت ہو کسی سے اوس پھر تاب کہاں

لوٹنے پر مری دل تہا م کو قائل تڑپا  
چٹ گیا صاحب محل سے تو محل تڑپا  
انہیے مجنون کو نہ ای صاحب محل تڑپا  
انہیے جہم کے لیکو کیا تر بیدل تڑپا  
اب مسافر کو نہ ای دوری منزل تڑپا  
دل جو تڑپا ہی مرا صورت سبیل تڑپا  
مثل پروانے کے ہرک سر محفل تڑپا  
یہ تڑپنے سے جو ٹھٹھ او مراد دل تڑپا  
میں ادب سے نہ تہیہ خیر قائل تڑپا  
سر میدان کہیں قائل کہیں سبیل تڑپا  
اب نہ مشتاق کو اسے کچھ قائل تڑپا  
اس اندھیری میں نہ تو ای مہ کامل تڑپا  
پہلو غیر میں بیٹھے وہ مراد دل تڑپا

خوب ہی ساتھ دیا اسنے مرا الفت میں  
جب بین تڑپا کسی امی یا پس مراد ل تڑپا

دیوانہ تھا کہ بستمہ زنجیر ہو گیا  
کوچے میں یار کے میں زمین گیر ہو گیا  
آنکھوں کا حلقہ حلقہ زنجیر ہو گیا  
بجھے اسٹا او دھر سے جو تھریر ہو گیا  
یہ طوق ہو گیا تو وہ زنجیر ہو گیا  
پیری نہ آنے پانی کہ میں پی ہو گیا  
بیوجہ خون عاشق دلیکیر ہو گیا  
تھا آدمی پر اب تو یہ تصویر ہو گیا  
سرے کا خط کھینچا تو وہ شمشیر ہو گیا  
جھک جھک کے قدم مرا خم شمشیر ہو گیا  
آخر کو خود مٹی ہوئی تفتیر ہو گیا  
پہلو میں دل ہی غنیمت تصویر ہو گیا  
مرنے پہ بھی میں شہرین شمشیر ہو گیا  
یا مال گردن فلک پیر ہو گیا  
عالم قریب حسن جہانگیر ہو گیا  
پہلو میں دل گرمی ہوئی تعمیر ہو گیا  
آخر کو خود میں یار کی تصویر ہو گیا  
مجنون کی اک مٹی ہوئی تصویر ہو گیا  
اک تار زلف پاؤں کی زنجیر ہو گیا  
خود میرا خواب ہی مجھے تعبیر ہو گیا  
رہنا کسی کے کوچے میں اکسیر ہو گیا  
برگشتہ ہو کے وہ مری تقدیر ہو گیا  
بجھے بلند اسے فلک پیر ہو گیا

دل جب سے محو زلف گر گیا  
اس طرح ضعف پاؤں کی زنجیر ہو گیا  
یہ محو وید زلف گر گیا  
مکتوب یار کا خط لقتیر ہو گیا  
برسون سے عشق ہر دم برو زلف کا  
مجموہ دئے فلک ز جوانی میں ایسے بچ  
ترجہی نظر نے مارا تار اتری اسے  
خاموش مجھ کو دیکھ کے کہنے لگا وہ شوخ  
اوس شمع کچشم کا کوئی دیکھے تو بالکین  
جو ہر دکھائے اپنی جویر کیے ضعف نے  
ایسا ملایا مجھ کو مقدر نے خاک میں  
باغ جہان سے ایسی گئی کچھ شگفتگی  
قاتل نے میری لاش چھرائی مہل کی  
نیرنگ یہ دکھائے مقدر کے پھر نے  
میں جس کو دیکھتا ہوں وہ عاشق تیرا کا  
ایسا بٹھا دیا اسے اشکو نلے جوش نے  
مازک وہ تھا تو مجھ کو کیا غم نے نا تو ان  
ایسا جنون نے مجھ کو کیا زار دیا تو ان  
وحشی کی اپنے آپ شرافت تو دیکھے  
دیکھا تھا شب کو وصل سحر کو وہ آئے  
مرنے کے بعد ہو گئی مٹی مری عنبر  
سید ہی کسی طرح نہیں ہوتی نگاہ یار  
میرے دل ضعف میں جو آبلہ پڑا

رہبہ ملا شہید کا بسمل بھی ہم ہوئے  
حسن اور نرج کا بڑ گیا سبزی کی وجہ سے  
تو نے جا پو پاس بٹھا یا رقیب کو  
توس قنچ کو توڑ گیا میرا تیسرا  
حاسد تمام ننگے پروانے نرم میں  
اسد رجبہ سرد نہری محبوب بڑ لگئی

ہونا تھا جو وہ بس دم تک میر ہو گیا  
خط مصحف جلال کی تفسیر ہو گیا  
برہم مزاج عاشق و لکیر ہو گیا  
گردون کے پادشاہ شہ گیار ہو گیا  
روشن جو میرا شعلہ فقر ہو گیا  
یہ شہر لکھنؤ ہے کشمیر ہو گیا

گھبرانہ جلد اب تجھے ہو جائے گی شفا  
اے یاس فضل حضرت شمشیر ہو گیا

ایرو کے عشق نے یہ مجھے ناتوان کیا  
اشکون کو دلی یا دین ہنزدان کیا  
عشق بیان یار نے یہ ناتوان کیا  
امی چنچ پیر تجھے ہے عشاق کو گلہ  
اکثر ہمارے دل میں ہی ہن مجبتین  
دیوانگی میں صدمہ پہ صدمہ دیا مجھے  
ظلم و ستم کی اونکے شکایت کرنہیں کیا  
لکھ لکھ کے مدح یار کے بام بلند کی  
امی چنچ کج روش تری عادت تو یہ نہتی  
کیا استحالہ لکے کیے سوز عشق نے  
گلشن میں گنگ ہو گوسار کو گلونکے کان  
کتی ہے روح جسم میں و چارون ہون  
موبان اپنی چوٹی کا کھولا جو یار نے  
دل ہر ہمارے سینوں میں دل میں خیال یا  
یہاں کے تونکے خال کیونکر چوٹی لہریں  
سونے ویانہ یار کو تا صبح وصل میں  
اک ماہر کے عشق کا سودا جو ہو گیا

جو قد کہ مثل تیر تھا اوسکو کمان کیا  
یوسف کی جستجو کو روان کاروان کیا  
آخر کو رفته رفته مجھے نہیجان کیا  
اکدن نہ انکے بخت کو تو نے جوان کیا  
پہان کیا کسی کو عیان کیا  
الفت نے کس بلا میں مرا استکان کیا  
پیدا مرے خدا مے مجھے بے زبان کیا  
تیمنے زمین بستی کو بھی آسمان کیا  
اونکو ہمارے حال پہ کیوں بہان کیا  
مٹی سو آگ سے اوسکو وہوان کیا  
بلبل نے یہ بہار میں شور و فغان کیا  
خالق نے اس سہرا میں بھی مہمان کیا  
گردون نے سر پہ رکھ کے اوکو کشتان کیا  
الفت نے دیکھ کر مکین کو مکان کیا  
خالق نے اس زمین کو سندھوستان کیا  
فرقت کا حال طول سے ہم نے بیان کیا  
سو لکڑے پیر ہن کو مثال کتان کیا



کھانے کو غم تو بینے کو خون جگر دیا  
 صد گریہ و گدگدوں کے جگر پوسے  
 بچپن میں سیکڑوں کوہ کرتا تار و تار  
 رہتا ہوا سکے پاس کام آتا اکیڈن  
 ہر جا پر میری خون کت پاس گل گئے  
 بہم زیادہ کوئی قاصد نہ وہ ہوئے

ای عشق یا ر خوب مجھے مہمان کیا  
 ببل نے حال دل جو ہمارا بیان کیا  
 پر فلک لڑا بتواو سے نوجوان کیا  
 عاشق کے دل کو تے عبت اٹکان کیا  
 فیض جنوں کو دشت کو بھی بوستان کیا  
 قصے کو طول دیکے مری داستان کیا

خالق نے لکھنویں کیا ہلکو خلق یا تس  
 ہندی زبانوں میں بہن اہل زبان کیا

ہر دم خیال ہے جو کسی گلزار کا  
 وہ چوکا ہر ایک گلپہ ہے رخسار یار کا  
 اللہ سے ارتقاغ ترے خاکسار کا  
 سودا ہی مدح کیو نہ مشکین پار کا  
 اللہ سے اضطراب دل بے قرار کا  
 چال اپنی بھولجائی ابھی حیرت بخور کا  
 گردون پر کیوں نہ ہوئی سرکش ہوگا  
 دشت کو تار تار گریبان کا لیسکی  
 ریحائے منت بھلا کے عروس بہا بھی  
 ہر گل کے رخصتے رنگ چمکتا ہی باغ میں  
 ایسا سیاحنت جہانسی اوٹھا ہو میں  
 پھر فوق کیا کھد پر چڑھا دی جو تار پھول  
 سطح چند روز کا مہمان ہے شباب  
 دار و مدار الفت قری اسی پہ ہے  
 ایسا فلک نے نامور دن کو مٹ دیا  
 مثل فقیر زیزین وہ بھی دفن ہیں  
 بعد فنا یہ سو زردرون کا اثر رہا

گلشن مری نگاہ میں عالم ہی خار کا  
 کانٹے پہ ہو گمان مرے جسم زار کا  
 ہے لامکان مکان مریشت غمار کا  
 میں خاص کو چہ گرد ہوں ملک تبار کا  
 تلخ اولٹ ٹپٹ ہی ہمارے فرار کا  
 انداز دیکھ لے جو یہ رفتار یار کا  
 تاروں پہ جبکہ شبہ ہو دندان مار کا  
 دامن چور بگیا ہے وہ حصہ ہی خار کا  
 گرد دیکھ لے جمال مرے گلزار کا  
 دیکھے تو کوئی حسن عروس بہار کا  
 ہے شام زلف نام مرے سو گوار کا  
 میں تو ہوں خوشگوار تر ہی باسی مار کا  
 رہتا ہے جیسے باغ میں موسم بہار کا  
 ہکو تو سر و باغ پہ وہو کا ہے دار کا  
 چھوڑا نشان ہی نہ کسی کے فرار کا  
 قہ بہت بلند ہے شکنے فرار کا  
 مرجھا گیا ہے سبرہ ہمارے فرار کا

یہ خالسا ریون دکھائی ہیں نعمتیں  
کسے یہ ٹنڈی سانسین بہرین کی قبر پر  
سبا پی راز کتا ہے جسے وہ ستارہ حسن  
روتا ہوں انہی عالمہ درمی پر خون میں  
آتی ہے زنجیر زلف تو سر کا تہی چین  
مارا مٹھ سو مردک چشم یار نے  
کس سمیت کو یہ تو سن عمر روان گیا  
رکھ دو تم اپنا ہاتھ تو اسکو سکون ہو  
یار بے تنگ ہوں میں دل بقیار سے  
جس سمت چاہتا ہے یہ لیجا تا ہے مجھے  
دل تو ہمارے پاس نہیں ہے فراق میں  
اتنی بڑھی کہ صبح قیامت سے دل گئی  
آنکھیں سفید ہو گئیں میری فراق میں  
ابراہمانیہ آئے تو زائد پیسے شراب  
مارا ہے مجھ کو گردش چشم میل نے

گنبد ہے آسمان ہمارے فرار کا  
جو مجھ گیا چراغ ہمارے فرار کا  
پایا پڑا ہوا ہے مرے اعتبار کا  
دامن میں ہے رفو مری شکونے تار کا  
کم مرتبہ جلب میں ہے مشک تار کا  
ہو کن تیر غور وہ زنگی ابلق سوار کا  
لٹا نہیں تپا جو ہمارے عبا ر کا  
ہے یہ علاج مرے دل بقیار کا  
وہ دل ملے کہ ہو جو مرے اختیار کا  
کیا اختیار ہے دل بے اختیار کا  
پھر کیوں یہ اشتیاق ہے یوں کنا ر کا  
وہ مجھے تو کوئی طول شب انتظار کا  
یار بے سو رو سیاہ شب انتظار کا  
ہے انتظار رحمت پروردگار کا  
روندا ہوا ہوں ابلق لیل نہار کا

یاس آج مہربان ہے تو بیزار ہو گا کل  
کیا اعتبار یار کے اس جاہ پیار کا

تیر کو دیوانہ نہیں جسے اکر پی شائل ہوا  
آج میرے قتل پر آمادہ وہ قاتل ہوا  
نرم میں خندان وہاں تو ابرو قاتل ہوا  
بٹھٹھ بٹھٹھ مجھے عاشق کیا اوس ترک پر  
عشق کے آزار کی ایسا کیا زار و خمیف  
ضعف میں جب میں در محبوب کی جانب چلا  
مار ڈالا عاقبت دیوانہ پن کی میری آہ  
آہ سوزان زردی رخسار میں میری گواہ

نام مثل قیس و ہنق مجھ کو بھی حاصل ہوا  
شکر خالق کا کہ میں ہی یاس اس قاتل ہوا  
دل بیان پہلو میں میری طائر سبل ہوا  
دل ہی میرا آہ میری جان کا قاتل ہوا  
آہ کیسی سانس لینا بھی مجھے مشکل ہوا  
فاصلہ اک گام کا بھی مجھ کو اک منزل ہوا  
مجھ کو عشق انہی کیسو سم قاتل ہوا  
پہلے ناقص تھا مگر اب عشق میں کامل ہوا

شوق تیغ ناز ہو پہلے پہل اوس کی  
 عشق کی تاثیر سے دلین ہو الیلی کا کھر  
 یہ ہوا ثابت کہ تنگشے پر ہواڑا کر گرا  
 یار سے کی دوستی پیدا ہوا دشمن مرا  
 کیا کہوں کیسا ہوا بھر شہادت ہو خرن  
 نقد جان تک کا ہوا نقصان عمر عقیقین  
 جب طلب کرتا ہو مین بوسہ تو کتا کو ڈھن  
 لاغری کو تہ مرا خم ہو گیا مثل ہلال

ہو مبارک اوسکو بسم اللہ میں سہل ہوا  
 واہ رمی قسمت کہ مینو احباب نخل ہوا  
 جب مقابل یار کے ولس ہوا اول ہوا  
 و لگو جو دعوی وفادار کیا تھا باطل ہوا  
 تیغ کے پانی میں میرا خون جیشاں ہوا  
 ہاں فقط اک سکہ داغ جنون حاصل ہوا  
 لو خدا کی شان تیرا منہ ہی اس قابل ہوا  
 بیچ تو یہ ہو عشق ابرو اب مجھ کا مل ہوا

قتل ہو کر یاس میں طوفان غم سے بھٹ گیا  
 گھاٹ خنجر کا سمندر کا مجھے ساحل ہوا

وحشت دل ترا چرچا نہوا تھا سو ہوا  
 فصل گل میں مجھے سودا نہوا تھا سو ہوا  
 مینے کیوں یار سے عشق اپنا بتایا فوس  
 اپنے رخسار بچاتا ہی وہ گل بوسوں سے  
 شہروں شہروں گئے دیوانی اپنی ہوئی خا  
 رخ روشن پہ نہ بکھری تھی کوئی زلف سیا  
 پہلے عاشق تھا حسینو کا سوب ہی ہوا دل  
 جوش سود کو کا گھیراتی تو اب روح مری  
 خط ہی آغاز ہوا اور ترگو کیسوی بڑھے  
 ہجر جانان میں ہر آنکھوں ڈاٹھایا طوفان  
 میری نالوں نے کیا شور قیامت برپا  
 اوسکے نالوں یہ سب باغمین نہیں فی ہین  
 ہم پریشا نون کو جیج مین تو لائی تھے

مجھ کو اوس زلف کا سودا نہوا تھا سو ہوا  
 اک جہان محو تماشا نہوا تھا سو ہوا  
 راز و لگا کہی فشا نہوا تھا سو ہوا  
 دولت حسن کا صرنا نہوا تھا سو ہوا  
 یار کے حسن کا شہر نہوا تھا سو ہوا  
 رنگ دیکھا کہی کالا نہوا تھا سو ہوا  
 شمع دیونم یہ پروانہ نہوا تھا سو ہوا  
 موت کرمیہ تقاضا نہوا تھا سو ہوا  
 اس تھریر کہی ہالا نہوا تھا سو ہوا  
 جاری ان خیشو لسنے دریا نہوا تھا سو ہوا  
 ایک عالم تہ و بالا نہوا تھا سو ہوا  
 گل و بلبل مین یہ جھگڑا نہوا تھا سو ہوا  
 یہ تو اسے زلف چلیا نہوا تھا سو ہوا

رہ گیا دھلکے وہ نور کی صورت سے یاس  
 مثل موتی مجھے سکتا نہوا تھا سو ہوا

ہجر جانان میں دل جو بھرا آیا  
 وہ بیان تیرا جو اسے مٹا آیا  
 آج وہ ماہ بام پر آیا  
 یار کو ٹھٹھے سے جب اوتر آیا  
 مصحف رخ کی کچھ نہی ہر شان  
 رہ گیا آنکھ سے نکلا رشک  
 لوجوان ہو گئے وہ نام خدا  
 قہر تک آئے چار کے کا نہ ہے  
 چشم جانان پہ ہو گیا مائل  
 لاکھ رو کو اسے ہنیں مکتا  
 تو ہی اسے چشم تر برس اس وقت  
 اوسکے دشمن بھی ہو گئے پیدا  
 دل جگر دونوں ہو گئے گماں  
 ہم فقیروں کو کام کیا اس سے  
 مشک و عود و عیر ہو گئے خاک  
 عاشق اوس بت کا ہو کہ سنہلا

نہ مجھے چین رات بھر آیا  
 داغ دلمین مرے او بھرا آیا  
 چاندیا چرخ سے اوتر آیا  
 بام گردون پہ تب مٹا آیا  
 اور مست آن لو اوتر آیا  
 نخل شرکان میں ہی مٹا آیا  
 نخل اسید میں مٹا آیا  
 تھک گئے جب قریب گھرا آیا  
 دل وحشی مرا کہ ہٹا آیا  
 دل جد ہر آیا بس او دھرا آیا  
 دیکھو وہ ابر مجھ کو مٹا آیا  
 جس کسی کو کوئی ہنس نہ آیا  
 جب وہ ابرو مجھے نہٹا آیا  
 صاحب تخت و تاج اگر آیا  
 نوکر اوس زلف کا اگر آیا  
 چاہ میں ڈو بکرا و بھرا آیا

جمع کرنا اس ترا اور اس غلام  
 چونک غافل قرین سے آیا

یار سے میں لپٹ کر آیا  
 تیرا بروجد ہر جھکا تال  
 ترک کی رسم دوستی اونسے  
 ہو گیا دل ہدف ہمارا ہی  
 سیفِ بزان کلام ہے میرا  
 واہری زرق برق نالے کی  
 ابلی سودا ہوا غضب کا مجھے

لو رقیبوں کو خاک کر آیا  
 عاشقوں کو ہلاک کر آیا  
 آج جب گڑا میں پاک کر آیا  
 تیر شرکان ہی تاک کر آیا  
 دل حاسد جو چاک کر آیا  
 سپہ پہونچا یہ خاک کر آیا  
 دامنِ دشت چاک کر آیا

سیر و نالے کا ذکر سن لینا  
آیا اس سیکر میں حج کوئی نہ  
جنگلے سر میں غور تھا اولو  
شب غم جیب صبح کو جا کر

اک نہ اک کو یہ خاک کرایا  
دختر زر کو تاک کرایا  
پیسکر چرخ خاک کرایا  
دست و شست نہ چاک کرایا

غم فرقت جو اوس کا تھا دشمن

یا کس کو لو ہلاک کرایا

کھینچا کوئی شبیر روئی پر تو سیر کیا  
زلف کو سوا یوں نکو چاہیے نصیب کیا  
پہر گیا ہے یار ہی اسکی کرون تدبیر کیا  
دلین حاسد کو کھسکتی ہے مری تقدیر کیا  
درد و غم بچ والہ مجھ زار کی تقدیر کیا  
یار نے صورت کہا نے کی ہی کہانی ہو تم  
یہ مثل سچ کہ ہو جاتا ہی صحبت کا آخر  
ساتھ سفر نے کا تمھارے سہلو نسخہ مل گیا  
طوطیا جو چشم خوابان گر کون تو ہے بجا  
عشق میں کس کس کو دیکھو ٹھوکرین کہا نہیں  
شام میں نا کرتا ہوں ہ سنتے ہی نہیں  
نور کے سانچہ میں یہ ہر عضو ٹٹ ہالا ہوا  
ہم نے دیکھا جسکو عاشق یار کا پایا اوس  
دل او بکھر زلف سے تیرو نکلتے ہی نہیں  
ابو عاشق ہو گئی زلف دراز یار کے  
دلکی بتائی میں اے قاصد لکھا ہی میں خط  
تیری مکتا فی پر کیوں لڑتے ہن شیر نہیں  
وہ چلے آئے تڑپتے بے ہلا کہ میرے گھر  
لوگ کہتے ہیں یہ مجھ وحشی کی صورت دیکھ کر

مانی و بہاد سے کھینچتی تری تصویر کیا  
انکی آسائش کو کم ہے خانہ زنجیر کیا  
آجکل برگشتہ ہو مجھے مری تقدیر کیا  
ہن مری تیغ زبان میں جو ہر شیر کیا  
کر دیا ہی کاتب قسمت نے یہ تحریر کیا  
یا الہی اب کرون میں وصل کی تدبیر کیا  
غل مجااتی ہے ہرک دیو انکی زنجیر کیا  
کیا قہوس کی حقیقت صاحب اکسیر کیا  
خاک یا یی یار کے آگے ہلا اکسیر کیا  
دیکھیے مجھ کو کہاتی ہے مری تقدیر کیا  
آج میری آہ کی جاتی رہی تاثیر کیا  
صانع قدرت نے کھینچی ہی تری تصویر کیا  
لوٹ لیگا خلق کو دھسن عالمگیر کیا  
قید یوں کو چین سے رکھتی ہے یہ زنجیر کیا  
پہنسیگا دل سنی چھٹنے کی کرین بدیر کیا  
یہ نہیں معلوم مجھ کو نہیں ہے تحریر کیا  
جو حقیقت میں ہو سچ اوہین ہلا تقدیر کیا  
آج میری آہ نے دہلائی ہو تاثیر کیا  
صنفہ ہستی پر مجنون کی کھینچی تصویر کیا

<p>خون عاشق سے بنایا ساری میدان گون  دم نہ مارا چل گیا تیغ زبا نکاح بہ وار  دلہ عاشق کے اشارے میں ہنر جاتا ہو یہ  منفعل یہ ظلم سے اپنے جو بعد قتل ہے  زلف کے آگوش بھجور کی کیا اصل ہے  صدر فرقت جو دیکھا وصل و لبر ہو گیا  مین تر تیا ہون پڑا اسکو خبر طلق نہیں  رحم آجاتا ہے قاتل کو کہ ہوتا ہو قتل  تیغ کھینچے ہاتھ میں کیا سوختا ہی ہمدرد  کوئی تبتا ہے کوئی بٹتا ہی بیان صبح و شام  تقد وانی یہ نقطہ اجاب کی ویا س ہے</p>	<p>زنگ دکھلاتی ہوا قاتل تیری شمشیر کیا  صاحب جو ہر گے آگے جو ہر شمشیر کیا  خنجر ابرو کے آگے تیری شمشیر کیا  کہدیا سہل کے قاتل سے تہ شمشیر کیا  نور رخ کے سامنے خورشید کی تنویر کیا  ملکئی ہے مجھ کو ہی اس خواہی تعمیر کیا  موت کے آگے بھلا طفل و جان و میر کیا  دیکھی بیان آج ہوتا ہے دم تکبیر کیا  آج میرے قتل میں قاتل کو ہوتا غیر کیا  عالم ایجاب دہی ہے عالم تصور کیا  کیا سخن مجھ کو زبان کا اور مری تھیر کیا</p>
---	--

یاس کو روکنے پر اپنے جلد بکوا لیجئے  
دیر ہے اسکے لیے یا حضرت شمشیر کیا

<p>قتیل عشق ہوے کوئی حوصلہ نہ رہا  ہمار میں ہی وہ سو دے کا ولولہ نہ رہا  ہمیں کو قتل کیا سب سے پہلے ملا نہیں  ہمار کو لئے کیا قرب یہ ترا حاصل  ہمار جیتے ہی جی بانگین تھا قاتل کا  تمام دلی انگین کین شباب کے ساتھ  گلاش یار میں بہیم پگتے ہیں آنسو  توں کے عشق میں نہ رنج و غم اٹھاؤ</p>	<p>چلو جی خوب ہوا دل کا ولولہ نہ رہا  تمھاری زلف سے دلو جو سلسلہ نہ رہا  خدا گواہ ہے قاتل سے کچھ گلہ نہ رہا  کہ اک کمان کا بھی وہاں سے فاصلہ نہ رہا  شکری کا اد سے پر وہ حوصلہ نہ رہا  وہ دن گزر گئے وہ دل کا ولولہ نہ رہا  کسی مقام پہ تھک کر یہ تافلہ نہ رہا  کہ دل لگانے کا اب بہو حوصلہ نہ رہا</p>
---	--

ہمیں جوا برو قاتل سے کر دیا سہل  
شہید ہونے کا ہر یاس حوصلہ نہ رہا

<p>تبا و یاس کہ عہد بہار کیا تھا  وہ روز وصل بت گلزار کیا تھا</p>	<p>گلوں کے عشق میں دل افکار کیا تھا  دل خیزین مرا باغ و بہار کیا تھا</p>
---	--

یہ کیوں ہوا تھا گدہ رہا آئیں گے رو  
 بہم تو باغ میں ہم جس سے صورت بیل  
 شب وصال جبرست نہی مجھ کو پہلو  
 کیا تھا آئے کا وعدہ جو اصرار تو نے  
 ہمارے بعد ہی ہوگی ہماری قدر میں  
 ہر ایک سے وہ مجھے قتل کر کے کہتے ہیں  
 کہیں جو بزم میں جا کر نہیں تھوڑے کو تم  
 لکھی تھی ہنسنے جو توصیف کیسے جان  
 فراق یار میں ٹپا کیا جو میں شب بھر  
 خوشی میں وصل کی صد فراق کو بھولے  
 علی کے دوست یہ شہر میں ہی تو جھینکے

بلند آج حلب میں غبار کیا تھا  
 تباہے دل وہ بت گلزار کیا تھا  
 قرار سے یہ دل بقرار کیا تھا  
 خدا گواہ ہیں انتظار کیا تھا  
 جہی کو گے کہ وہ جان تار کیا تھا  
 تمھیں تباہ مرا جان تار کیا تھا  
 سحر کو آنکھوں میں صاحب حاکم کیا تھا  
 غزل میں شعر ہر اک سجدہ کیا تھا  
 عذاب مجھ پر یا اے کر دگار کیا تھا  
 ہمیں خبر نہیں کچھ انتظار کیا تھا  
 عذاب کہتے ہیں کس کو فساد کیا تھا

سحر کو وصل کی دہر سے یاس نے یہ کہا  
 کہ شب کو لطف نے خوشگوار کیا تھا

اشکِ خوشی و شکِ گلِ دامن ہوا  
 شکر ہے اللہ کا مرنے کے بعد  
 ہر گئی آتشِ فراق یار کی  
 ہو و فاداری کی ہر کس سے امید  
 کیا تون ہے فراق یار میں  
 وادیِ وحشت میں جب رکھا قدم  
 دل ہی نے پہلو سے پیدائی خلش  
 جلوہ فرما جب ہو کوئی ادھر  
 لے چلا کہو سے مجھ کو سوئے دیر  
 خاک یہ چاہی جنوں کے خوشی  
 سیکڑوں بیل تڑپتے ہیں ٹپے  
 آہیں کرتا ہوں میں ادھرتے بیٹھے

میرا جامہ سرسبز گلشن ہوا  
 کوچہ محبوب میں مدفن ہوا  
 میرا سینہ ہر دل گلشن ہوا  
 دوست دل صاحب دامن ہوا  
 دوست جگر پھر مراد دشمن ہوا  
 میرا سایہ خود مراد دشمن ہوا  
 دوست ہم سمجھے جسے دشمن ہوا  
 دشت اپنا وادیِ امین ہوا  
 خضر دل سالو مارا نہر ہوا  
 دامن صحر ا مراد امن ہوا  
 کوچہ قتال غلام رن ہوا  
 درویش انا لہ و شیون ہوا

شب کو دونا ہو گیا حسنِ قمر  
چشمِ سوسہ اشکِ برسی ہجرین  
دلین جامِ حسرت و اندوہ  
آدرچہ زلف سے روشن ہوا  
یاٹ وریا کا مراد اس ہوا  
رخت مایوسی ہمارا تن ہوا

ابر دریا بار سے آنکھیں نہیں  
رد گئے جب امی یا اس ہم ساون ہوا

### ذو بحیرین

خواب میں ہی ہجر میں رویا کیا  
کوچہ و بازار میں رسوا کیا  
دوست ہی دشمن مری سب گئے  
زلف کا تھا کہ کہی رخ کا خیال  
یار کے اکثر سے جو روستم  
الفت فرگان کی تھی یہ خط کش  
یار سے سب کہد یا احوالِ عشق  
ہجر میں کد م مجھے آئی نہ نیند  
کر دیا مجھ زار کو بیا عشق  
حال کوئی مجھے کب دے کما  
رعب تھا جس کا بولانا کچھ  
وصل میں آنی تھے دونوں کے دل  
دل نے سب افشا کیا احوالِ عشق

چشم سے طوفان یہ اٹھا کیا  
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا  
غیر تھا بس وہ جسے اپنا کیا  
دل مرا اس شغل میں بہلا کیا  
دل کہی تمنے نہیں سیلا کیا  
دل میں چراگ خاں سا لکھنا کیا  
دل ہی نے اسے از کو افشا کیا  
نخت میری سوئے میں جاگایا  
حضرت دل آپ نے اچھا کیا  
یار نے ہر بات کا پروا کیا  
یار کو تا صبح میں دکھایا کیا  
وہ مجھے اور میں اوسے دیکھا کیا  
دوست فرمیرے مجھے رسوا کیا

نرم میں بہیار باجب تک وہ شوخ  
دور سے امی یا اس میں دکھایا

عشق زلف یار میں دیکھی شدت دیکھنا  
آنکھ سے ٹپکنے سے ہم اشکِ حسرت دیکھنا  
بس تو محبت ہمارے تھے تو ہم مٹھون پر  
فصل گل نے تو دو پھر میری شست دیکھنا  
شیر میں میری گناہوں پر نہ ہست دیکھنا  
ہم شکل ہو گیا اب اوسکی صورت دیکھنا



میرے گھر آکر وہ دلوں لگنے پر کھو دیا  
 اوٹکی باتوں سے اور ہمارے کیون خط عاشق کا  
 انہیں سینے میں کر کے قہر سے عاشق تمام  
 جانتے ہیں عجب تہم ترک ملاقات دیری  
 شام سے مجھ خیال زلف میں کسے ہیں سناپ  
 اتوں نہ پھیرے ہو جو جاتی ہو بالین سے مری  
 میں گنہ سوا سطر کر تا ہوں اسے پروردگار  
 میرا خوش قسمت خزانہ ہوا جسے حشر میں  
 ہو الف بنی تو کیسوں میں اوس کا دہن  
 سامنے آؤ ہی اونٹھے اسکو سلگتا ہو گیا  
 آؤ ہن و صفت دہن میں جو خیالات مکر  
 روز وصل بار کستا تھا یہ مجھے دل مرا  
 اتوں چند مہر کر لے ان تون کے ظلم پر  
 خلق سے اور تیری پانی کی طرح خنجر کی دمار  
 ظلم جو چاہو کر دینے کی کچھ بولیں گے ہم  
 خاکساری خوب ہے یا سرکشی کیون خنصفو  
 ہو گا عاشق ایک ہی گرام کو ہونے سے ہزار  
 اشک خون روئینے جب احسا کو ایسا یاد

میں نے کی محبت اور ہونے کی عداوت دیکھنا  
 ہر نک شیرینی لب میں حلاوت دیکھنا  
 بعد مردن و دستگیری کراست دیکھنا  
 کچھ دنوں بھجے جا سکی صاحب است دیکھنا  
 مار ڈالے شہ تار یک فرقت دیکھنا  
 آکر پھر حسرت بہری عاشق کی تربت دیکھنا  
 ہو محو منظور اکدن تیری حسرت دیکھنا  
 ہوگی بریا ک قیامت میں قیامت دیکھنا  
 شان ہو قرآن کی دوست کی صورت دیکھنا  
 امول شفاف آئینہ کی حیرت دیکھنا  
 پڑ گئی اک اور بھی وقت میں وقت دیکھنا  
 صبح راحت دیکھ لب ہر شام غرت دیکھنا  
 پہرے عشق مجازی کی حقیقت دیکھنا  
 کس طرح ہو پڑ ہیں ہم جام شہادت دیکھنا  
 عمر ہر لب تل نہ آئے گی شکایت دیکھنا  
 خلق میں کیونکر ہوئی آدم کی خلقت دیکھنا  
 پہر نکلی سگی اس کثرت میں حدت دیکھنا  
 ظلم اوسکا سیر قاتل کو جسرت دیکھنا

جب منزل پر تھا ہی یاس اور محض ہر محفل سے فیل  
 اسکے شعرون سے پیکتی ہر فصاحت دیکھنا

مجھے ہر بار سو داہونہ کیونکر کوئی جانا نسا  
 ماروں بچ ہو گیا میرا بروی جانا نسا  
 کہوں کیا دلیں گہرا کہا بروی جانا نسا  
 یہ چپکا نہ نہیں انھی کیسوں نے جانا نسا  
 بڑھکی آبرو گر عشق ہوا بروی جانا نسا

ازل سے عشق ہو دین کیسوں کو جانا نسا  
 تصور مجھ کو رہتا ہی ہمیشہ روئے جانا نسا  
 غضب کا کاٹ ہے اس مغربی تلوار میں اسکی  
 یقین گم ہو گیا زلفون کے سود میں  
 سپاہی جو میں وہ تلوار ہی ہو کام رستے ہیں

بگر جاتی ہیں تو راک زر ہیات میں سکے  
 ہدی کسی خیال بد کہی تا نہیں ہمیں  
 نہ دیکھو غور سے اسے ہند موز خم جگر مرا  
 ہو کر سو اہ جان میں دل بھی نہا مفت کہو  
 یہ قسمت اپنی اپنی میں پاؤں نقش پاک بھی  
 کھلا آخر کو مجھ پر یہی ادنی شاخ ہوا سکی  
 غمش آید لکھ کر نور جمال پاک ہوئے کو  
 شمیم عطر و گل خاک سو بد تر سمجھتے ہیں  
 سپھر جن کا یہ آگ ہلال نوکشیدہ ہے  
 ذرا چوکی نظر سن مارا تو مارچشم فتنان نے  
 مجھے رہتا ہی بالائی ہلا کا سامنا ہر دم  
 نمایان کب ہوا یہ خال پشانی روشن پر  
 خداوند اسے وہ چاند سی تصویر کھلا دو  
 مجھ سے چاند جس سے آب گوہر پانی پانی ہو  
 کہیں عاشق سکتے ہیں کہیں لیل پڑکتے ہیں

اثر کچھ آگیا میری ہی لمین خوی جانا نکلا  
 فقط و لمین تصور ہی رخ نیکو کو جانا نکلا  
 تعجب کیا یہ گھر گہا و ہر بروی جانا نکلا  
 پڑا یہ سچ ہمیر الفت گیسو سے جانا نکلا  
 بنے تعویذ جا کر ول مرا باز دی جانا نکلا  
 مجھے طولی یہ دیو کا تھا قد و جو کی جانا نکلا  
 ہمدل ہم خاک نظارہ کر شیکے روی جانا نکلا  
 دماغ عاشقان ہر خاص صانع ہو کر جانا نکلا  
 کوئی کیا جانتا ہی مرتبہ ابروی جانا نکلا  
 جیسکتے ہی پاک کشتہ تھا میں جان دی جانا نکلا  
 ہوا ہر عشق جب قیامت و گیسو کی جانا نکلا  
 ستارہ اوج پر ہو عاشق ابروی جانا نکلا  
 بہت شتاق ہو عاشق جمال دی جانا نکلا  
 خدا کی شان ہو عالم صفا کر دی جانا نکلا  
 تپا یہ یاد رکھنا نامہ بر تو کو سے جانا نکلا

یقین ہو یا نہیں مجھ کو پھر نہ اوسوں میں قیامت تک  
 مرے سر کے تلے تکیہ ہو کر ترا نو سے جانا نکلا

نہو تا فرق پھر گر عشق میں مجھ کو غلو ہوتا  
 کلی کوئی صبا کا ہاتھ سے گر چاک ہو جاتی  
 محبت پہ تار کے حضرت یعقوب بھی اونسے  
 رہیں دو کا مجھ کو جوش تھا فصل بہار میں  
 یقین ہو پہرا ہو تو مرا سم میری پستی سے  
 نہ توئی معرفت حاصل لو نکو عند لیبون کی  
 نہو تا باعث ایجاد عالم گر کوئی پیدا  
 سمجھ کر جن سجدہ کرتے یہ محراب بر وزن

جو تو ہوتا وہ میں ہوتا جو میں ہوتا وہ تو ہوتا  
 قبا کو گل میں تار اشک بلبل سے رنو ہوتا  
 شرف ہوتا نہ یوسف کو اگر کنعان میں تو ہوتا  
 گریبان چاک ہو جاتا جو دامن میں تو ہوتا  
 شرب ناب ہو زہا ہر اگر تیرا وضو ہوتا  
 گلون میں گر ترا جلوہ نہ مثل نہاں ہو ہوتا  
 بشر ہو تو نہ جن ہو فقط اک تو ہی تو ہوتا  
 جو تیری عاشقو نکلا آبِ حیات وضو ہوتا

سہی پہچان لیتی شرمیں اس نستانی سے  
 تو گلشن آباغ میں گروہ شہم خوبی  
 تری درو رو میں مری پتیا جو کوئی گہوٹا یوں  
 یقین ہو دل کی بتیابی سب مانگو او دہر جا  
 شہید زمین میں ممتاز ہوئی شہد سہن سہن  
 پیسہ دل نہ ہو کر اویت سہرجم کا ورنہ  
 بھلا اینوش تیسے کیوں وساعہ کو کیا بہین  
 اشرطتا جو میری گفتگو میں تیری جانب کر  
 جو ہوتا عشق صادق حضرت یوسفؑ کی بجائی  
 تقرب ہو جو اس محبوب سے مانند شہرگ کے  
 گھر کی طرح تو اسکو چھپاتا ساتھ پردہ میں  
 محبت او سکی ہو جاتی اگر اربع عناصر میں  
 مجھے دشوار ہوئی زیست کدم کے زمین  
 تیرے عشق میں دل قیون کی مسکیت کیا

گر سان گیر او قاتل اگر میرا لہو ہوتا  
 یکتا کوئی غنیمت ہی تو شور و طوفان ہوتا  
 تیرے آگ سینہ میں مرے در دگو ہوتا  
 مری زخم جگر میں یا کسیا ہی زخمو ہوتا  
 ہمارے خوشی کر قاتل کا خنجر سبز ہو تا  
 مری نالوں کے سہرے کا کلیجہ بھی لہو ہوتا  
 بہت سہیشے ہوئی کوئی ظم ہوتا سب ہوتا  
 وہ خود مداح ہو جاتا جو کوئی عیب ہو تا  
 تری جاہت کا شہر ای زلیخا کو بکھو ہوتا  
 ہمارا دل نہ ہو کر یوں مکر مقام آرزو ہوتا  
 تجھے غافل کر لکھہ ہی خیال آبرو ہوتا  
 مری ہی عشق کا چرچا یقین ہو چارو ہوتا  
 نہ میری حال پر گر مہربان وہ مند خو ہوتا  
 تعجب کیا جو اسجا دوست بھی اپنا حد ہوتا

ترانے کے تیری بلبلین بھی بند ہو جان  
 اگر ای یاس تو گلشن میں صرف گفتگو ہوتا

ما صبح جو عشق گیسو جانا نہ ہو گیا  
 اس شمع نوح کو دیکھ کے پروانہ ہو گیا  
 بچتا ہر دم زلف کے بھند و نر دل مرا  
 الفت میں چشم یار کی چنیا محال ہے  
 افسوس کہ دل نے ہی ہے وفانہ کی  
 ملو ہر قلب دیدہ سگون کے عشق سے  
 اشد سے میری دل کی تون فرا جیاں  
 یل کمان کی قیس کو تہا واقسی جنوں  
 سو دہوا یہ الفت گیسو سے یار میں

سُن لیجو کہ یا شہسب ہی دیوانہ ہو گیا  
 بوسو گھٹتے ہی زلف کی دیوانہ ہو گیا  
 ہشیا رے پری ترا دیوانہ ہو گیا  
 لہر تیری غم سر کا پیا نہ ہو گیا  
 اپنا جسے کیا وہی بیگانہ ہو گیا  
 یہ جام اسی شراب کا پیا نہ ہو گیا  
 اپنا کبھی ہوا کبھی بیگانہ ہو گیا  
 ہم کو کسی کی زلف کا سووانہ ہو گیا  
 صد چاک ہو کے قلب مرا شانہ ہو گیا

کیفیت شرب تہی فصل بہار تک  
ہم نقد جان پہ لچکے الفت کو لہی  
سکرتا نہ رکھ دیا دیکھا جو یار کو  
دل یار لے گیا میرا ہسلو اوڑھ گیا  
ساتی کی آنکھ پھلے ہی ہم تہی مٹے  
کیفیتیں تمام یہ ساتی کے دم کی ہین  
آیا ہیر بکے دیہن سیر دیکھنے  
یا و خدا سے دل تو تونکے خیال سے  
تھنے جو سر کو معرکہ عشق میں دیا  
دیوانگان عشق کی شاہی ملی مجھے  
صحبت ہو گرم شام سوتا صبح بھرتین  
آئی بہار دشت میں بستر ہوا مرا  
ہم نہ پہ تیغ ابرو قاتل کے چڑھ گئے  
ہیلو سے دل تڑپ کے ہمارا نکل پڑا

بس ختم دور ساغر و پیا نہ ہو گیا  
دل پہلے دیدیا ہے یہ بجائے ہو گیا  
کسجا ادا یہ عجب نہ شکر نہ ہو گیا  
آباد جو مقام تھا دیرانہ ہو گیا  
کیا انقلاب گردش پیا نہ ہو گیا  
جلسہ جان جاوہن میخانہ ہو گیا  
عاشق کا عرس حشیں عروسانہ ہو گیا  
کعبہ کبھی بنا کبھی بچنا نہ ہو گیا  
گردون شاربہت مروانہ ہو گیا  
صحرائے سجد میسر اجلو خانہ ہو گیا  
دل سے خیال یار سے یارانہ ہو گیا  
سبرے کی طرح خلق سے بگائے ہو گیا  
یہ کام آج ہم سے دیس نہ ہو گیا  
جائے سے باہر آپ کا دیوانہ ہو گیا

اویاس عشق کا کل تشکین یار سے  
روشن ہے دل ہمارا سیہ خانہ ہو گیا

مری گہرائی کو ٹھوسے جو وہ رشک کر آیا  
عدم ہی سے ہو نہیں بھر جان میں نومہ گرایا  
عدم ہی دہر میں محبا جو کوئی بے ہنر آیا  
کبھی بیٹائی دل سے جو انکے در پہ جاتا ہوں  
یقین ہو میں ہی گم ہو جاؤں کی طرح باج کر  
مرزا نے کو شکردہ جو آئے مضطر ہو کر  
عدوت کا ملو سے چرخ دوں و کرو ہوتی ہو  
خدا کو دولت دنیا تو اسکو صرف کر ڈالو  
ہلا کر قبر میں شانہ ہی بابا کہتے ہیں

ہو انا بت کہ گویا چرخ ہر اک چاند اور آیا  
جباب آسا ہو مریج و غم سے خیم تر آیا  
کیسے بنی پوچھا تو کہاں آیا کہ ہر آیا  
تو فرمائی ہین ہنس کر یہ تو بتلا تو کہ ہر آیا  
گیا جو رہ گیا پھر کرنے کوئی نامہ بر آیا  
کہا میں نے کہ اتبو میری آہو نہیں اثر آیا  
جہا نہیں بے نشان اسکو کیا جو نامور آیا  
کسی کو کیا جو غنچے کی طرح ٹھٹی میں زر آیا  
زرا ہشیار ہو آنکھ میں تو کہو لو دیکھو گہرا

<p>سنبھل اب نبھی ارا اولیٰ دان کہ ہر آیا          مکان خالی جو یا یا یار سول اور ہر آیا          جگر کی مست دل آیا تو سو دل جگر آیا</p>	<p>سو اے رنج کچھ اونکی محبت میں پا گیا          لئے وہ انوکھ میں خوابی ہر جانک کر آیا          ہوا یہ انقلاب اس شوخ کی ایک ٹکڑی سے</p>
<p>سید سی آئی بالون میں نو وچ پیری ہے          اٹھو ای یا س اب اٹھو کہ ہنگام تنفس ہے</p>	
<p>آج اک بہکو نظر دل کا خریدار آیا          ولے میں جنس شہادت کا خریدار آیا          لو نہراو کہ نہراو نکھانرا وار آیا +          جب نظر اسکو تریتا کوئی سبب ار آیا          طور پر کیا کوئی پھر طالب دیدار آیا          ایک دو ہاتھ میں اوس پارسی ار آیا          تیر کو گھر لیکے عبث طالع بیدار آیا          جب نظر یار تراطرہ طسار آیا          خواب میں شب جو نظر ابر و خمدار آیا          کیا نہیں ہی نہیں اس بات کا اقرار آیا          اسکے سر پر جو بھی سایہ دیوار آیا          اوسکے در پر جو نظر مجمع اعیار آیا          زندہ ہونے کو تراکشتہ زقار آیا          نظر اونکو بھی نہ عاشق کا تن زار آیا          نہ مرے کام کہی مرہم زنگار آیا          سمیا سلیقہ تجھے ایو چرخ ستگار آیا          ہجر میں ایک مرے پاس یہ غنوار آیا          دل مری پاس جو آیا ہی تو بیکار آیا          صلح کے وقت ہی باندھ ہو کر تلوار آیا          جب نظر اونکو مرے آسو و بختا مار آیا</p>	<p>ماہ تہادہ جو تر الیسو حمد ار آیا          سیرتیلی پہ دہرے رو بر دیار آیا          دل تمھیں جسے دیا تھا وہ گنہگار آیا          اور اوس شوخ شکر نے دکھائیں کہ میں          آج پہر کو نذرتی ہے برقی تجھے موٹے          آشنا بھر محبت کا ہوا میں دم میں          وصل میں شام کی باصر رہا خوابین میں          جوری جا کی کامرو دلکو ہوا صاف نقین          صبح کو دلکو تر پتے ہو کر پایا سہنے          ہم سمجھتے نہیں قرآن تمھارے رنج کو          ای پر پی بڑھ گئی وحشت تر دیوانگی          ہو گیا دلہہ ہاری ہی ہجوم غم و پاس          لب جان بخش سوئم کہ تو ابھی جی اٹھے          ڈھونڈ لایا کیا ملک الموت ڈلتیر پہ اسے          تیغ نیرنگی گردون سے ہوا تھا کشتہ          خوش رہا و دین تر کوئی دودن کہی          دل پہلچا لگا اب اوسکے تصور سے مرا          لطف جب تھا کہ انہیں لیکے یہ آتا ہمارا          وصل میں ہی ہی برو پہ شکن قاتل کے          ہنسکے بولے کہ یہ موتی تر سب جو لئے ہیں</p>

دم آخر مجھے الفت نے دکھائی تاثیر	آج روتا ہوا بالین پر مری یار آیا
یا تس اسوجہ سے پری میں جھکا ہوا یار پ	سائے تیرے گناہوں کا لیے بار آیا
<p>ہر خوف ہجر وصل کیسا ہوا تو کیا دنیا میں بھی نہ عشق کا چرچا ہوا تو کیا مشتاق بچ رہ گئے عشاق از حسین و شمن کو اور دوست کو کیسا نہ بچتے ہو کیسی امید بوسہ روئے ملیح کی جس بت کی جستجو ہے کسی گہرین و نہین کرتا ہے زندہ دل کو تہا روتہ بہ کو قتل جو خاک میں پرے اثر می سے ملا ہوا سینے سے سوڑ عشق نہ نکلے گا عمر بھر و دونوں اسیر دام بلا عشق میں ہوئے تسکین اس سے کہ دل بیتاب کو ہوئی سننے بھی قوت فکر سخن ڈھونڈ ہی لیا بدیل وہ ہوں کہ جاتا ہوں مانند بوم گل و دونوں کو آپ ایک نظر دیکھ لیجئے شہگامہ یہ ہنیں مری نالو سے کچھ فزون ای دل دکھا دو انکو بھی جو چین نہ نہان جب ہجر کام کر چکا نہ فائدہ ہے وصل آئے سو فم میں شکل نہ دکھائی عمر بھر</p>	<p>سامان عیش کا جو مہیا ہوا تو کیا انہی ہی شہر میں کوئی ٹرسوا ہوا تو کیا ابر و کی تیغ پر تہا قبضہ ہوا تو کیا کوئی مختار اچا ہنسنے والا ہوا تو کیا انسان کو نکاح کا سہارا ہوا تو کیا کعبہ ہوا تو کیا جو کلیسا ہوا تو کیا قاتل ہوا تو کیا وہ مسیحا ہوا تو کیا اونچا جو آسمان سے وہ نالا ہوا تو کیا یون و یونینے کو جسم جو ٹھنڈا ہوا تو کیا انسان ہوا تو کیا جو فرشتا ہوا تو کیا پوچھا جو یار نے کہ تجھے کیا ہوا تو کیا مضمون وہاں یار کا عنقا ہوا تو کیا صبا و کا چین پر اچارا ہوا تو کیا ناحق دل و جگر میں بکھیرا ہوا تو کیا بالین پہ شور حشر جو برپا ہوا تو کیا آنکھوں سے حسرت تو نکا جو پروا ہوا تو کیا اب کچھ مر لیض عشق کا چارہ ہوا تو کیا مرنے کے بعد اگر یہ نیتجا ہوا تو کیا</p>
حاصل کی سطر حکا نہیں شاعری میں یا اس	اس فن خاص میں جو سلیقت ہوا تو کیا
گستاخانی ہو ہر سوانح پر عالم سحر جو بن کا	نہ اکث میں نہیں ثانی کوئی اس شکر گلشن کا
نئے گلگون پلا دی ساقیا موسم ہر ساون کا	جو دو گل کو جوڑ دی میں اٹھایا بوجہ من کا

سوا تیا شوق بکھو آجکل جو سیر گلشن کا  
 رہا کرنا تو اسکی بزم میں مجھ کو نہ کیوں لکھ  
 قبا کی یاد کی ہر ہر کلی گل سی ہستی ہے  
 رہی ہر ہر تریبت میں فقط اعمال ہی اپنے  
 او دہر بھیری نظر اسکا اور دم پر نبی اپنی  
 بلا میں چٹا جب سے لیا دل لطف جانان  
 صحن فی ہن گر کی جانت میری رو دیا کر  
 ہمارے سر سو داتیری کا کل کا نہایگا  
 لگا تو ارقا قتل تشنہ جام شہادت ہوں  
 نہیں معلوم سو وہیں گریبان کیا ہو میرا  
 کیا اس گل دغصے کی نظر کو زرد کر گس  
 نزاکت کی کہر بند ہوا رہا ہو شک نہیں میں  
 وہ عاشق ہو جانو وصل پر رضی نہیں ہوں  
 کہ ہمیش ایک مدت ہو عشق و لکھ رہا ہو  
 جو ایسی ہی ہیگی قوت دست جنوں چند  
 بکھر جانا زانی بات پر تیوری چڑھا لکنا  
 ہمارا آئی بڑی یاد میں بڑی عشق کا کل کی  
 جنوں میں دیکھتے ہیں ہم وہ جو سویا دیکھا  
 فلک معشوق کو کوچہ سے جو بکھو ادھنا ہے  
 مری پہلو میں رہ کر ہوا کہ جی سی گرتی ہو  
 قرب کا کل مشکین سارا سا چکتا ہے  
 طریقہ اپنی مذہب کا زمانے سے نرالا ہو  
 ہر اک شہر دیکھتا ہے سیراؤ کے خط کا دیوانہ  
 کسی نے ایک تھکا ہی تارا ہے اگر سر سے  
 گتہ کی شست دھو کی ہڈی بہرینے دور کر

کیا کرتا ہوں نظارہ کی روٹی روشن کا  
 رقیب پر وسیع ای دوستو کا شہر گلشن کا  
 وہ گونا گوی کسی گلشن کا جو گوشہ ہر ہن کا  
 گر میں لکھ لیا سب حال ہم پر دست و ہن کا  
 پڑ پائی پار نے تیوری ہمارا ڈھلیسا مسکا  
 سبک دشی ہوئی آسان کی گردن پر نہر کا  
 کیوں صدمہ ہو دلوں ساتھ جو نا آگین کا  
 اوترتا پھر نہیں جب زہر پر جاتا ہی ناگن کا  
 اوتر جائے گلے سے گونٹ جلدی آہن کا  
 تیا ملتا ہو غارستان میں کچھ پیچیری دھن کا  
 چبا کر میوٹ گلشن میں اڑایا زانگہ سون کا  
 کمر و انکی اڑا کر لپٹا اونکے دھن کا  
 قصہ دلوں کا نہیں کہ یہ تقاضا ہو کر گین کا  
 کیسے حسن کامل کا کیسے اڈھتے جو بن کا  
 مل گیا دھن جھٹھ کر بڑھا چاک دھن کا  
 ہو آشتہ میں قاتل تری بنیاختہ بن کا  
 گریبان بکھیا جوش جنوں میں طوق گردن کا  
 نظر آتا ہو جلوہ نجد میں دادی امین کا  
 کہاں اب اسے بھرایا نکا امیر کو دفن کا  
 ہوا زخمی دل مضطرب کیلے اڈھتے جو بن کا  
 گمان کی گوشوارہ پر بھاری سانپ کے من کا  
 نہ بند و شخ کو مانے نہ قاتل ہو بہرین کا  
 ہر اہی سو جتا ہو او سکھو جاندا ہو ساون کا  
 ہوا ہی بوجھ گردن پر ہاری سیکڑوں بن کا  
 فرستو پوچھتے ہیں حال کیا مجھ پاکہ ان کا

زمین اوس شہسوارِ شبنم در شک فلک کردی  
ہلال ایک ایک چمکایا سن نقش نعل تو سن کا

بیٹھے بیٹھے عشق زلفِ فتنہ گر پیدا ہوا  
بہر گریہ بھر میں دودِ جگر پیدا ہوا  
عشق کیسے غم سے عشق اپڑ گیا  
ہلو سو دھڑکی ترقی داد سے فیضِ جنون  
آفر کعبہ میں تحلیل اللہ حج کے واسطے  
حور کو نسبت نہیں اللہ ہی تیرا جمال  
عشق قدیاری سے ایدل نہوگا کچھ حصول  
الفت چشم سیاہ درویشِ رنگین کو دین غ  
بہمد شہ ثابت ہو کر ایک بنی سے ہمیں  
ڈاب میں بھی عاشق مہشوق ہو تو ہیں ہم  
جب کے فی صدہ اٹھایا دل مرا جلنے لگا

یاسن یہ تھکو کہاں کا در و سر پیدا ہوا  
اشک بڑی چشم سے یہ ابر تر پیدا ہوا  
در و سر جاتا رہا در و جگر پیدا ہوا  
چشموں کے پاؤں میں گنج گہر پیدا ہوا  
تیرے دل میں میری الفت کا اثر پیدا ہوا  
کب بھلا اس حسن کا کوئی بشر پیدا ہوا  
یہ تو تھلا سر و میں کس دن مڑ پیدا ہوا  
واسطے عاشق کو لالہ کا جگر پیدا ہوا  
موشگافی سے یہ مضمون کمر پیدا ہوا  
عشق جب کامل ہوا فوراً اثر پیدا ہوا  
چوٹ جب اس شک پرانی شہر پیدا ہوا

یاسن کھرا تھا دم میرا جگر برباد میں  
دل وہی کے واسطے داغِ جگر پیدا ہوا

یار کے آنے کا دیکھا کیا رستا کیسا  
ہر جاہ دیکھتے ہیں ہم تر آجسوا کیسا  
مردم چشمِ مری میں نگارِ تیری طرف  
حالِ دل میں جو بیان کرتا ہوں کتا کیسا  
ایک بوسہ جو دیا ہے تو ملیں اور ہی یار  
خشمِ سن ہی بھینچ صورت نہ دکھائی تے  
کوئی کتا ہے امام اپنا کوئی اپنا خدا  
لن ترانی ہوئی صداق ہو تو بخش ایو سئی  
سامنا لیا کسی آفت کا ہوا پھر اسکو  
سب کو بہر بہر کے دی جامِ شرابِ گل رنگ

صبح تک دل مرا تر پائیا کیسا کیسا  
عرشِ کتہ میں کسے طور تجھے کیسا  
پتیاں دیکھ یہ کرتی ہیں تماشا کیسا  
تو نے ناحق کا نکالا ہے یہ جہگڑا کیسا  
صرف پر آگے سے وقت تو صرفا کیسا  
انہو عشاق سے ای یار یہ پر داکسا  
آپ کی ذات تو ہی ایک یہ جہگڑا کیسا  
تسے دعویٰ ارنی کا یہ کیا تھا کیسا  
میرے سینے میں جا رہے تے وہاں کیسا  
ساقیا ہم رہے محمد یہ دورا کیسا



قتل کر کے مجھے شرمندہ ہوا ہر قاتل  
اپنے دل کو جطلب کرتا ہونہیں دہرے  
ڈھونڈتا ہوں کہیں پہلو میں نہیں مل  
واؤ اودہ عصیان ہر کفن کا دامن  
کیا گذرتی ہو راحرت دل کیے تو کچھ

عرق شرم ہے یہ رخ پہ پسینا کیسا  
کس ٹوٹا لی سوزہ کہتا ہوں کہ کیسا کیسا  
تو نے زور دیا نظر سو مجھے دیکھا کیسا  
کپڑے بدلے تھو ابھی میو یہ دیکھا کیسا  
آہ کے ساتھ نکلتا ہے یہ آلا کیسا

نہ محبت نہ مردت نہیں معلوم سے یا اس  
لوگ یہ کیسے ہیں اور ہے یہ زما نا کیسا

مجنون تن خاکی میں بھجول نہیں ملتا  
اسطرح بتونے یہ مراد ل نہیں ملتا  
ابر کا ترے عاشق کا مل نہیں ملتا  
غربت میں عجب دست پٹھا دایے مقدر  
معلوم نہیں یار کہ کیا بات ہے مجھ میں  
یہ کہکے مری روح گئی ملک عدم کو  
کوئی نہیں ایسا کہ جو یہ بار اوتارے  
لیلی ہو کہ ہر بند میں ہرست یہ غل ہے  
جادہ ہے نہ رہر و کہیں ملتا ہو عدم تک  
یہ لفظ وہ ہوش طمع جو کہ تھی ہے  
الفت میں جسیو نکایہ عشاق سے ہے حال  
دل ایسا ہٹا میرا حسنان جہان سے  
اوس نف کی کو صیف میں ہون عرق تحیر  
دل تلک پیر یار کو ہم ڈھونڈ رہے ہیں  
پہتا میگا الفت جو حسینوں سے کر گیا

اس گرد میں ہی یار کا محل نہیں ملتا  
جس طرح کہ رنگ حق و باطل نہیں ملتا  
بے تیغ جو شستہ ہو وہ بسمل نہیں ملتا  
ہم ڈھونڈتا ہے پھر تے ہیں کہیں ل نہیں ملتا  
دلبر تو بہت ملتا ہیں پر دل نہیں ملتا  
یہاں کوئی مکان رہنوی کے قابل نہیں ملتا  
ہم سر کو لپی پھرتے ہیں قاتل نہیں ملتا  
دیوانے پڑی پھرتے ہیں محل نہیں ملتا  
کچھ حکون نشان رہ منزل نہیں ملتا  
زر دار ہوا ایسا کوئی کا مل نہیں ملتا  
ظاہر میں تو ملتے ہیں مگر دل نہیں ملتا  
سمجھتا ہوں میں لاکھ کہ جا مل نہیں ملتا  
گرداب کی گردش میں ہوں ساحل نہیں ملتا  
محل تو ملا صاحب قحط نہیں ملتا  
دل دیدیا جب ہاتھ سے پر دل نہیں ملتا

گردش میں ہے مانند فلک یا اس ہمیشہ  
کچھ تیرا تپا اے مہ کا مل نہیں ملتا

یہ تپان صورت بسمل کسی ایسا تو تھا  
جیسا تپا بے حساب دل کہی یا تو تھا

روز آوار دیا کرتا ہے و لکھو میرے  
ابتدا ہی میں ہو عاشق مجھے آنست کا  
بگینہ مجھ کو کیا قتل نہ کچھ جسم یا  
کیا ہوا یا رجو صورت نہیں بے کھاتا  
دیکھ کر ضعف مرا غصے وہ مہر و بولا  
میری بٹیری کا سنا غل تو کہا لیلی نے  
نہیں سنتا مری جو چاہتا ہو کرتا ہے  
دیکھتے ہی مجھے تیوری وہ چڑھا لیتا ہو  
اکلی کس رنگ سو آئی ہو بہار اسے لیکن  
ایک ابرو کے اشارے میں ہو سیکڑوں قتل  
کب کبھی تنگ تری اور میں حاضر نہوا  
مانع عشق مجھے ہوتا ہے سمجھا سمجھا

ہا کی بے درودہ قاتل کبھی ایسا تو تھا  
شور دریا لب ساحل کبھی ایسا تو تھا  
اوستہ گار ترا دل کبھی ایسا تو تھا  
میری جانب سوزہ غافل کبھی ایسا تو تھا  
عشق ابرو میں یہ کامل کبھی ایسا تو تھا  
نجد میں شور سلاسل کبھی ایسا تو تھا  
جیسا وارفتہ ہوا دل کبھی ایسا تو تھا  
دشمن جان مرا قاتل کبھی ایسا تو تھا  
بانغمین شور عداوت کبھی ایسا تو تھا  
بارہ ہر جگر قاتل کبھی ایسا تو تھا  
جوٹ یہ بات ہو قاتل کبھی ایسا تو تھا  
مہربان مجھے مرا دل کبھی ایسا تو تھا

وصل میں ہاتھ مرے سننے پہ رکھا ہولے  
چین سے یاس ترا دل کبھی ایسا تو تھا

قتل کر کے مجھ کو بخش کی دعا دینے لگا  
ابتدا ہی میں یہ مجھے بری کیوں اذیت  
ہوٹا پنچا تھا سو میں جلالت کے لب  
تو نے ہنس نہ کر جو اکر قاتل کیا زخمی مجھے  
بوسہ عذاب لب ہی شربت ویدار ہی  
اہل دنیا سے لگ جھک جھک کو ملنے اہل دنیا  
بعد میرے قتل کے آیا جو قاتل کو عرق  
ان تبوں کے ظلم پر کرتا ہونا لے بار بار  
لاکھ ڈھونڈ مارا ہر گونہ کچھ لگا سراغ  
منزل الفت میں دل نے بیرخی کی اختیار  
خط دیا قاصد کو جب تک کچھ مرض مجھ کو تھا

خون بہا کر میرا قاتل خود بہا دینے لگا  
تو ابھی سو اپنے عاشق کو دعا دینے لگا  
بوسہ عذاب لب ایسا مرا دینے لگا  
میں دہان زخم سے تجھ کو دعا دینے لگا  
یار بسیار محبت کو دعا دینے لگا  
بوریا نے فقر بھی بوسے ریادینے لگا  
داسن زخم جگر سے میں ہوا دینے لگا  
ٹوٹ کر دل میرے پہلو میں صدمہ دینے لگا  
داغ آخر کو چمک کر خود پتا دینے لگا  
میرا ساتھی راہ میں مجھ کو دعا دینے لگا  
آگئی لکنت زبا نہیں جب پتا دینے لگا

کھنڈ سی نسین عشق از بین نام مرگین  
قہر زخم جگر جہدم ہوا دینے لگا

وصل میں سینے پہ میرے رکھا سنہ بولا وہ شوق  
اب پینا یا اس کا بوسے وفادینے لگا

صورت موسیٰ او پہ مجھ کو غمش آکر رہ گیا  
گوش گل میں نالہ بلبل سا کر رہ گیا  
دام گیسو وہ بلا کر جان بچھا کر رہ گیا  
میرا نالہ فست نہ مٹتا تھا کر رہ گیا  
یک بیک دست تن میں بڑھا کر رہ گیا  
دل ہمارا کوچہ دوسرے میں جا کر رہ گیا  
نالہ بلبل پہ غنچہ شکر آکر رہ گیا  
کچھ نہ بس سیرا چلا میں گملا کر رہ گیا  
نقش حیرت بگیا پردہ اوٹھا کر رہ گیا  
ہونٹ اپنی میں حلاوت سی جا کر رہ گیا  
وصل کی شب وہ جو مجھ کو گدگد کر رہ گیا

یار پر دھرمین او وہ جلوہ دکھا کر رہ گیا  
عاشقوں کی بات کو مشوق سنتے ہی بین  
طاہر دل یک ہی آیا نہ پھندہ میں کبھی  
خنگان قبر جو نچے میں جو تر پا ہجر میں  
خواہیں آ یا جو مجھ کو وصل جانا کا خیال  
یہ ہمیں معلوم اس وحشی کو کیا حست ملی  
کوئی گریاں نہ کوئی خندان ہو باغ دہریہ  
او ٹھکیا جب یار صبح وصل میری پاس سے  
دیکھتو ہی او نکل صورت ہو گیا سکتا مجھے  
اگیا جب او لب شیریں بے بو کا خیال  
یار کی شوخی یہ تھی گستاخ کرنے کے لیے

یار تنہا ٹھکیا تھا یا اس مجھ بولانہ میں  
ہاتھ ملتا ہوں کہ ایسا وقت یا کر رہ گیا

دوست دل سا الفت جانا نہیں ہو گیا  
حسن عارض اس قدر دیکھا کہ کدلی ہو گیا  
روکش خورشید اسکار و نور روشن ہو گیا  
آفتاب روز فست و نور روشن ہو گیا  
چاک اس کے ہاتھ سے صحرا کا دامن ہو گیا  
وصل کی شب باتوں باتوں میں نہ ہو گیا  
اب ز ریشہ ہلو جوانی ہے زلزلین ہو گیا  
نیلگون لب اسکا مثل برگ خوشبو ہو گیا  
وصل شیریں کو کہن کو بعد مروں ہو گیا

جس کو ہم رہبر سمجھتے تھے وہ رہبر نہ ہو گیا  
ست مہیکہ جو وہ طفل پہن ہو گیا  
واہ رمی رفعت نہ ہو اوج فروغ حسن یا  
دیکھا صورت تری عشاق کو کیا عرق  
عشق میں لیلی کے محبوب کو ہوا لاشون  
کیا کہوں اتیر مقدر کی بُرائی دیکھیے  
ہاتھ میں ہنسی لگا و زلف میں شاد نہ کرو  
جو ہمیں ہوا کہیں گدرا جو بوسہ کا خیال  
دیکھنا تاثیر جذب عشق کتنے ہیں اسے

عشق زلف و رخ میں سیر جان کڈائی گئی  
سیر نہ میرا تو جان کو خان اوٹھی گردن سے لو  
عقد پر دین کی طرح چھبکا جو جہ بالائی سر  
انتہائی عشق کہتے ہیں اس کو چوڑا نہ ساتھ  
یہ دکھایا کہ وہ اس گل کی محبت نے اثر

تیرگی نخت سے یہ جال روشن ہو گیا  
سوز دل سو جسم مثل شمع روشن ہو گیا  
اک پہ حسن و دوزخ چہ جو بن ہو گیا  
بہ مردن کو چہ جانان میں بد رفتی کیا  
دافع کی کثرت سے سبز رشک گلشن ہو گیا

حال ہو نچا یا ہے یہ سوز دردن نے یاس کا  
خاند دل تم آتش فرقت سے گلشن ہو گیا

اوشکا جو بن عاشقوں کے حقیق قاتل ہو گیا  
سافس لینا عشق کی گرمی کو مشکل ہو گیا  
استدرا میں ناتوان اسے ماہ کامل ہو گیا  
آپ جو کتہ میں مجھے باز آفت سے تو  
سو جرن رہتا تو آب اشک ہمیں ہر گھڑی  
رہا دل تھا مگر کوئی کوئی تڑپا کیسا  
نشہ رہو کا فرامتا ہے الفت میں ہمیں  
البتہ کرتا ہوں یہ دل سے کہ باز عشق سے  
بجلیاں چمکیں تو تھپنے پر مری بجلی گرمی  
دافع یہ دل نہیں مہرین بند پر ہین مری  
زنگ حیرت تو مٹا لے اپنے دل سے آہ  
زندگی میں کوئی خیال یا نہ خواب مرگ کا  
پہ سنا حل ہو اہرگز نہ قیل و قال سے  
ٹھاک مجھ کو جو دلی ہو گئی اوہ میں شریک  
وہ چمکتا ہو تو کرتا ہے یہ نالے بار بار  
چمکیاں لینے سو انکے دل تو تھانیا مرا  
اوشکیاں تامل کی ہی مجھ کو پر لیے کہ نہیں

مر گیا کوئی کوئی مرنے کے قابل ہو گیا  
آبلہ عم کی حرارت سے مراد ہو گیا  
تاشرہ آنا جگہ کو ایک منہ بن ہو گیا  
کیا مراد ہی مریمان آپکا دل ہو گیا  
آنکھ کا گوشہ مری دریا کا ساحل ہو گیا  
تیرو جانے سے دگر گون نگ محفل ہو گیا  
جب ہوئی سوویکی شدت ہوش زائل ہو گیا  
اندون میں اپنے دسکا آپ سا مل ہو گیا  
سبرہ کا نوٹکا تھارے زہر قاتل ہو گیا  
عوب سیکھا مینے فن عشق کا مل ہو گیا  
منہ چڑھا کو یا ترے رخسے مقابل ہو گیا  
جاگتے ہی جاگتے ایسا میں غافل ہو گیا  
انکی نازک و بانی کا میں قاتل ہو گیا  
ہر گلو کہ نجد میں لیلی کا محس ہو گیا  
پشتم تر ساغر بنا شیشہ مراد ہو گیا  
آسمان بھی زہر کھا کر لومعتا مل ہو گیا  
گدگدایا وصل میں اوٹھیں بسمل ہو گیا

ہمبھل رہتا تھا عشق تو لے میں دیا سن

اے کنار گوراب میں تیرے قابل ہو گیا

میں پھر بار میں ہمہ تن درو ہو گیا  
اوج آسان کا بھی جہان گرد ہو گیا  
بیکار سہے جو آسینہ پر گرد ہو گیا  
مجنون کا بھی عبا رہیاں گرد ہو گیا  
اکسیر کا اثر بھی جہان گرد ہو گیا  
میں کشتِ عفران کی طرح زرد ہو گیا  
میری غزل کا شعر ہر اک مسر ہو گیا  
جب تک کہ زیر تیغ نہ میں سر ہو گیا  
اس ن کو چوکے مرد بھی نامرد ہو گیا  
لیکن جو ان ہوتے ہی بیدرد ہو گیا  
گرا کے جسکو دیکھ لیا سر ہو گیا

خون گھٹ گیا تمام بدن زرد ہو گیا  
مٹنے پہ بھی سوا یہ مری خاک کو عروج  
دلین عبا آیا تو کیا لطیف دوستی  
ہر تابون مثل باد صبا کوہ و دست میں  
تاثر ہے وہ خاکِ دربو تراب میں  
غیر و نسو نرم میں جو ہسا وہ تو شک تو  
لکھی جو کہ یگانہ آفاق کی شناسا  
سرگرم تہا یہ فوج میں قاتل روکا ہاتھ  
دنیا سے جس نے لوٹ کیا منفعلس ہوا  
کرتا تھا کسنی میں کوئی عاشقونہ رحم  
قاتل تری نگاہ میں کبھی کا ہے اثر

اشعار یا سس سکے یہ کہتے ہیں قدروان

دو چار شاعروں میں یہ اب مسر ہو گیا

سوج تو یہ کیا ہوا نہ مفت بل بڑ گیا  
پاؤں میرا خود بخود کچھ سوئی منزل بڑ گیا  
آپ کے لٹنے ہی کہنے سو مراد بڑ گیا  
جلوہ رخصے چراغ ماہ کامل بڑ گیا  
تیری جلو یسے مرجان حسن محفل بڑ گیا  
عمر تو چھ گھٹ گئی پر عشق کامل بڑ گیا  
اب مراد و جگہ کچھ اور اول بڑ گیا  
عشق تیرا ای پر ہی منزل بہ منزل بڑ گیا  
نحت جانی سو ہمارے وقت مشکل بڑ گیا  
طول مطلب ہو گیا قصہ یا بدل بڑ گیا  
حوصلہ میرا ہی اب اے تیغ قاتل بڑ گیا

بیتاری میں جگر جسے ہی بدل بڑ گیا  
پہلی سوئی مکان یا رافت کی کشش  
خوب کی تو نو وفا شاہش ای عاشق مرے  
سامن افشان کے تارے بھلا کر رو گئے  
تو جو بیٹھا صدہین سند کی زینت ہو گئی  
جیسے پری آئی ہے ہر دم اوی کی یاد پر  
اوٹھ گیا سینے سے اوس شکس کا جو ہا  
آیا آنکھوں سے جگر میں دل میں پہ جا کر رہا  
تھی ادنیٰ تلوار بھی قاتل ہی تھا بید اوگر  
واستان عشق اب تک کہو جائے گا تو  
سامن جو ناز سے لپٹی گلے دو چار کے

پہر نہ پہلو میں سایا اس قدر دل بڑ گیا  
شوق پا بوسی میں تھوڑی دیر سا حل ہو گیا  
صورت نقش قدم منزل منزل بڑ گیا  
دیکھ پانی تیغ کا اب اور قاتل بڑ گیا  
دم تڑپو سے مگر کچھ اور ایدل بڑ گیا  
کچھ دنوں میں قیس کا دل مثل محفل بڑ گیا  
شاید اس قاتل کو شوق قہقہہ بڑ گیا  
و خدیو کے غل سو ہی شور عداوت بڑ گیا  
اتو میرا ہاتھ تاد امان قاتل بڑ گیا  
کاروان لیکر مجھے خود سو منزل بڑ گیا

او حسین تیری تصویر نے یہ بالیدہ کیا  
سیرور یا کو اگر کیا کہی دو حجب حسن  
خاک پامی قہنگا کی ساتھ میں ارجمیت  
بازہ پر نہ خون مرا جبے ہوا ہین شریک  
تہا یقین مجھ کو نہ فرقتیں جو نگا ایک دل  
رفقہ رقتہ اس قدر لیلی نے پیدا کی جگہ  
جس طرف دیکھو وہ ہر کشتی تڑپو ہین پڑے  
عشق بندل کے سودا ہو گیا شاید ہین  
حشر ہو جائے چوڑ و نگانہ چوڑ و نگا کہی  
اپو کا نہ ہو پڑ پڑ اجاب لائے قبر تک

یاس میری سامنے حاسد کو ہو گا کیا فروغ  
یہ سنا ہی تری تہی عالم سے جا بل بڑ گیا

ایدل یہ کس بلا میں مجھے مبتلا کیا  
رسم وفا کو وقت قصا ہی ادا کیا  
برسون دیوان ہماری لحد کو اٹھا کیا  
ہیان دست غم سے پہننے گریبان قبا کیا  
الفت نے تیری دل کو ہی تہ سے جدا کیا  
ہر گام تیری چال نے محشر بیا کیا  
مشتوق جو کہا کیا عاشق سنا کیا  
رویا کیا میں سامنے وہ گل ہنسا کیا  
صیا د کس بہار میں ہم کو رہا کیا  
بگڑے بہت ذرا ہی جو تہ نے کلا کیا  
سینے میں قلب سوز درون سے جلا کیا  
بس جانے دیجئے کہ ہم نے بُرا کیا

بھند میں گیسو کا ہنسیا یا یہ کیا کیا  
مین نزع میں ہی یار ترا دم بہرا کیا  
مرنے پہ ہی یہ سوز سن دل کا اثر ہا  
یوسف کسی نے گرتی دامن کو چھو لیا  
برسون کا تھا جو دوست وہ دم میں پڑ گیا  
اسکا جگر نکلیا دل اسکا تل لیا  
اونکی زبان گہلی مرے لب بند ہو گئے  
عاشق کا رنج ہی تہے حسینو کی دل لگی  
دیکھنے کیا چمن کو خزانہ سوائے خار  
اوتے مزاج کرتے ہین وہ عذر کو عرض  
کتے ہین اسکو ضبط کہ آف ہی کہی نہ کی  
الفت جتانے پر نہ بگڑیے اب اس قدر

اب کیا کیا یاس مجھ پر حسرت و ملال

دل بے وفا کو دیدیا افسوس کیا کیا

میں پریشان مور در گنج و بلا کس دن  
جیسے عاشق ہوں تمہارا میں کس دن تھا  
عشق کا میری طبیعت میں مڑا کس دن تھا  
یہ تنہا میرے پہلو سے جدا کس دن تھا  
تجسّم جو بن آخر میں نام خدا کس دن تھا  
عاشقوں میں ام تو زکاء وفا کس دن تھا  
اوحسینو مجھ کو تھے یہ کلام کس دن تھا  
میں ہوا خواہ گلستان و صبا کس دن تھا  
میں جان میں ناکہ کش مثل در کس دن تھا  
ہر گھڑی و در زبان صل علی کس دن تھا

یاس مجھ کو عشق کیسوی سا کس دن تھا  
کیا سنا کر غیر کو دشنام دیتے ہو پہلا  
جیسے ہوش آ یا ہو دلدادہ ہوں کہ سفاک  
الفت و لہر میں لگو دھونڈتے تھے عجب  
پڑ گئی جسکی نظر وہ دل پکڑ کر رہ گیا  
چاہن و الوٹے تھے بیوفائی کب نہ کی  
پہلے تو دل دلیا پھر پیرخی کرنے لگے  
کب نہ آیا میں گلشن کے دیکھنے کو بھلا  
سینہ کوئی ساتیوں کو واسطے کس شب نہ کی  
کب نہ تھا آنکھوں میں میری جلوہ حسن نبی

عاشقوں کو یاس معشوقوں کو کب زینت نہ دی  
نخون ہمارا دست قاتل میں خاک کس دن تھا

دیکھنا اس بندہ آزاد کو کیا ہو گیا  
دیکھ قاتل خنجر نوا کو کیا ہو گیا  
ہائے میسر عاشق ناشاد کو کیا ہو گیا  
چھڑتا ہے کیوں مجھ کو قصا کو کیا ہو گیا  
نوحیا ہو پر مرے صیاد کو کیا ہو گیا  
بیرخی کرتا ہو کیوں جلاد کو کیا ہو گیا  
ہے غضب اس ملک عشق آباد کو کیا ہو گیا  
سب کو حیرت ہے یہی نہاد کو کیا ہو گیا  
یا خدا اس جہنم بے بنیاد کو کیا ہو گیا  
تنگے خنجر پہرتے ہیں استاد کو کیا ہو گیا  
بے اثر کیوں ہو مری فریاد کو کیا ہو گیا  
جان شیریں مفت دی فریاد کو کیا ہو گیا

پیرے قد سے ہمیں شمشاد کو کیا ہو گیا  
قتل تو کرتا ہو یہ رکتا ہے گردن پر مری  
دیکھ کر لاشہ مراد رو کے وہ کہنے لگے  
کہو لوں سے قصد کی سودا بجائے گا مرا  
کیا میں اور جاؤں لگاؤ لادی قفس کو توڑ کر  
بوج کرنے میں یہ منہ پھیر دے سو گھر ہے کیلے  
آنکھوں میں پہلے چہرے عاشقی کے تھے بہت  
ساتھ مجھ دیوانیکہ کہنی پر اوس گل کی شبنم  
اسکو ہی مٹاتا ہوں کیوں مٹاتا ہو میں  
دیکھ کر دیوانگی میری یہ مجنون نے کہا  
ہجر میں نہ لے کرو میں سو میں نہ وام سے  
مہ گیا سر چوڑ کر کیوں یہ تو سودا الی نہ تھا

بُری ہنسا ہر کیوں مجھ کو نہ لگا میں ہلا  
میں تو سو وانی تھا پر خدا کو کیا ہو گیا

جان پر بن بن کی تھی یاس سہا ہاتھ سے

پہر تڑپتا ہے دل ناشاد کو کیا ہو گیا

جوش پر اگلے اگر دین گریبان میرا  
نرم شادی ہو ابھی کلبہ اخزان میرا  
آجکل دست اجل میں ہو گریبان میرا  
تنگ کرتا ہو بہت مجھ کو گریبان میرا  
دیکھتے ہی نہیں وہ حال پریشان میرا  
کیون نہ رو نہ نہ سے وہ گل خندان میرا  
آجکل میرے قابل ہے گلستان میرا  
ملکیا وہن محشر سے گریبان میرا  
دیکھ سفاک زرا گنج شہیدان میرا  
واہ کیا خوب کیا آپ نے دربان میرا  
خط تو ام میں لکھا جائے گا دیوان میرا  
بہلے سو داہی گر دیکھ لڑندان میرا  
جب رزم مومے لگا حال پریشان میرا  
پہر گلا گونٹنے آئی شب ہجران میرا  
فوج کرنے لگا خود مجھ کو گریبان میرا  
بھونٹے دیتا ہو مرا تن دل سوزان میرا  
نہایتان نظر آنے لگا دیوان میرا  
آئندہ دیکھتا ہے کیا رخ حیران میرا  
چند دم بھر نہیں لیتا دل نالان میرا  
آج چہ مجھے خفا ہو گیا عہد میرا  
سیر کو آئے جو وہ سہ و خرامان میرا  
کیا بنا لیتا ہے دیکھوں ترا دربان میرا

غرق ہو جاؤ ابھی کلبہ خندان میرا  
میں گھر اگلے اگر وہ گل خندان میرا  
الفت ابرو قاتل ہے گلے کو خنجر  
آگئی فصل بہار المداوی دست جنون  
انہی زلفوں کے بنائیں ہیں صر و ف  
ہوئی کھلیا تو میں گلشن میں برستا ہو جو منہ  
دیکھہ کی گل دل پرداغ کے ہو کون کی بہا  
ہفتہ رچا کہ ہوا دست جنون سے ہر صبح  
حسرتوں کا ہوا خون ہاتھ سے تیرے دین  
تین پتا ہوں تب ہجر میں اور دیکھو وصل  
حسرت وصل ہر شعر و نین ہر اک جامہ قوم  
کیسا دیونہ ہو بیان کی تو قاتل ہو جائے  
خط جد دل نظر آنے لگے موسے کیو  
الفت زلف نے دم بند کیا پہلے تو  
الفت ابرو و حیدر میں بنکر خنجر  
آف جو آتا ہوں دیوان منہ سے نکلتا ہو  
وصف کیو کیو سلسل کے جو لکھی مینے  
میں ہی کی صورت زیبا کا تاشانی ہوں  
یاو محبوب میں منہ یاو کیا کر رہا ہے  
دلیلیں کی تا نہیں کیوں صبح سے دیکھ کا خیا  
شرم سے باغ میں شاد و صندہ برگڑ جائیں  
جس طرح ہو گا ترے گھر میں میں آج اونگھ



<p>لہما ینگے مرے سینے میں گل واغونکے          الفت لب زہری گیسو ونکے سودہ میں          عشق لیلیٰ کی جو وحشت ہو ہر ن ہو جاو          میرا آنکھوں میں ہی دیکھ کے مر جا دھکا          ناقول مجھے وحشت میں جبکا دیگی اگر          کفر و اسلام سے مطلب میں دنیا میں مجھے</p>	<p>جوش پر آنے کا جس روز گلستان میلہ          نہوا ظلمت میں نہاں چشمہ حیوان میرا          دیکھ لے قیس اگر آکے بیابان میرا          خون بہا یگی تری تیغ صفا مان میرا          بٹری بجا یگا پاؤں کی گریبان میرا          الفت خال درخ یا رہے ایران میرا</p>
---	--

حسرتیں رہیں سب دل ہی کی دلیں اگر یاں  
 آہ نکلا نہ کوئی دہر میں ارمان میرا

### ذوق فیتین

<p>عاشقوں کو دیکھنا چلین سو جہانکا جاگنا          دیکھیں کب ادکنیخ روشن سر پر داجاگنا          بنجود می ہونے تو دودھن سر سمجھا جاگنا          بدرہی اونکسرخ روشن سر شرمجا جاگنا          دیکھیں کب صیاد کا گلشن سے کشکا جاگنا          مال میرا بیشک اس نہرں سر چہنجا جاگنا          خاک مجھ حشر من مدفن سے اوٹھا جاگنا          توڑ کر وہ گل الگ گلشن سے پھینکا جاگنا          لیکے کیا منتہ داوی امین سر موسیٰ جاگنا          دیکھو دینگے نہ جب روزن سر دیکھا جاگنا          یا میرے نالہ و شیون سے گھبرا جاگنا          دل مرا اوس زلف کی ناگن سر مارا جاگنا          میرا مدفن کیا ستم تو سن سر روند جاگنا          میرا مدفن تختہ آہن سے ڈھانکا جاگنا          کانکر سر دسی گلشن سے پھینکا جاگنا</p>	<p>تا کنائب دیدہ روزن سرا دسکا جاگنا          سامنے عاشق کے چہرے نہیں اٹھتی نقاب          و بیابان سکی اوڑیں دست جنو سے تو سہی          نقص ہو اوسین کلیف کا اور زینہ دمی گل          فصل گل میں بلبلین پسین گرتی ہن بیان          آنکھ دینگے گیسو طار سے لے لگی دل          چار کو کا نہ ہو جیا ہوں بیان میں ناتواں          رخسے اوس شک چین کے جو کر گیا ہمسری          تنہا انی سنکے کیون غوی کیا تھا دید کا          جس طرح ہو گا اوس میں عشاق گورینگے ضرور          کرو کہا یا جگر کی شب بقیاری نے اثر          سہرہ رنگوں کی محبت میں سدا پازہر ہو          آگیا گور غیبان پر اگر وہ شہسوار          ہوں وہ سودا کی کہ مرے پر ہی کا سب کو          روز اگر گیا اگر وہ تیرے قدم کے سامنے</p>
---	---

مستی ملکہ تو اگر جائے گا سیر بانغ کو  
دہن جو سودی کی ہوئی سودا زلف یارین  
کھیرتی ہر یہ گنہگار ہے دنیا سے گریز  
عالم طفل میں بھی منت کے ناز و نیکے عین  
دیکھ لینا ہے اگر تاثیر الفت میں مری

شرم کے مارو بھلا سون سی بولا جائیگا  
سر ہاراکوہ کے دہن سے ٹکرا جائیگا  
ساتھ مرد و نکر بھلا عورت سے دوڑا جائیگا  
تشتہ الفت مری گردن سے باندھا جائیگا  
اشک حسرت یار کو دہن سے پونہا جائیگا

زہر الفت یا س چلے ہی سے اسکو ملکیا  
عاشق خط زلف کی ناگن سے مارا جائیگا

زلیت میں میں اپنے مرنے عیش غنا کرتا  
وصل میں فرقت کا ڈر تھا ہر مین غناک تھا  
عشق میں جو تھا وہ دیوانہ تھا یا وحشی فرج  
لوگ گلشن میں گل صد برگ سمجھو تھے جسے  
کا کلیں شاؤ نہ لہراتی تھیں کالون کی طرح  
دیکھ کر قاتل کو یہ حالت دلون کی ہوئی  
روز و کیہ آتا تھا جا جا کر کسی محبوب کو  
و حشیو تھے یا دلوں جہاں تہ خوشون کی جگہ  
چھوڑ کر مجھ نا تو ان کو پاس غم و نیکے گیا  
اسٹے باعث وصل میں کین یار سو گستاخان  
یار کو دیتا تھا پیہم بعیتہ اری کی جب  
زلیت میں تھا تاج و تخت اب قبر میں کو بہن  
وجہ یہ نہ نظر تھی بینی جانان کی صفت  
گنگ رہتے تھے کسی حال سیمہ کی یادیں  
اے شکر کیوں نہ کرتا صبر تیرے ظلم پر  
خانہ دل سیکڑن تیرا اسکے رہنے کے لیے  
عشق میں سوا ہوا عاشق ابی بی شوق ہی  
کیوں کر دیوانے بن پر لوگ کہتے تھے عجب

کیونچ آخر خاک ہوتا ابتدا سے خاک تھا  
چین سو عاشق تراکدن تیرا فلاک تھا  
کوئی عاقل تھا نہ کوئی صاحب دراک تھا  
اصل میں وہ گل نہ تھا میل و دل چپک تھا  
یار تھا میرا کہ اپنے وقت کا صناک تھا  
کوئی سبیل تھا تو کوئی بستہ فراق تھا  
ہجر میں میں سست تھا پزل مرا چالاک تھا  
جادو جو صحرا میں تھا انگور کی اک تاک تھا  
کیون جلایا یا رنے کیا میں حسن خاشاک تھا  
میں تو تھا محبوب لیکن دل مرا بیباک تھا  
ہجر کی شب دوستو نالہ ہمارا ڈاک تھا  
تھا جو وہ تیرا تجمل بھی تو پھر کیا خاک تھا  
شعر جو تھا حسن مطلع وہ غزل کی تاک تھا  
کچھ دنوں سے سکھو ذوق نشہ تریاک تھا  
دل مرا کیوں تنگ ہوتا کیا تری پوشاک تھا  
اک زمانہ میں وہ بت بھی صاحب ملاک تھا  
وہ جہان اسکا کہ بیان اسکا دہر چاک تھا  
جب ہوا عاشق تو بروائی کا کسکو پاک تھا

کوئی عورت ڈھونڈتی ہو اگر اس کا ہوا  
تھا میں تروہن مگر حشر میں امن پاک تھا  
عشق کا بندہ تھا ان جگر ڈنکے بالکل پاک تھا  
میں مینا سے قصدا تھا اور وہ سفات تھا  
بچنے ہی سے مرا قاتل غضب چالاک تھا

اکے مردوں پاس دنیا بھل کی طالب ہو کر  
منفعل ہو ہو کے عصیان پر جو رویا عمر بہر  
تھا نہ پائند شریعت ہی نہ پیر و کفر کا  
تو تعجب قتل کرتے کرتے کیوں قاتل کا  
کیل میں چلتے تھے ہر سو ابرو کے نیچے

یاس آدم ہو نہ جن و جور و غلمان و ملک  
جبے طغیت میں مری عشق شہ لولاک تھا

ہمارے قبر کو تم آگے ٹھکراتے تو بہتر تھا  
کسی کی جستجو میں ہو کر میں کہاتے تو بہتر تھا  
اکیلے راہ میں محکوم وہ ملجائے تو بہتر تھا  
جو دم بہر کے لیو اب بھی چلو آتے تو بہتر تھا  
کہیں ہم اور اپنی دل کو بھلائے تو بہتر تھا  
مری پہلو سے یہ حضرت نکلا جاتے تو بہتر تھا  
ہماری سوز و گلو یہ نہ ٹھکراتے تو بہتر تھا  
ہر راہی دوست و دم بہر ٹھہرتے تو بہتر تھا  
تم اپنی حسن پر اتنا نہ اترا تے تو بہتر تھا  
کہیں ہم تنگ ہو کر گر نکلا جاتے تو بہتر تھا  
مری بالین سے تم اس وقت ہٹ جاتے تو بہتر تھا  
زمین و آسمان نالوں سے تھرتے تو بہتر تھا  
کسی کو یہ سچ کہو وہ ہو کو بلوائے تو بہتر تھا  
اگر سیرِ معان راہ کو ہو بکاتے تو بہتر تھا  
ہماری چشم سے بادل ہی شرما تے تو بہتر تھا  
مری جانب سے گرا عیار بھڑکاتے تو بہتر تھا  
تمہاری عاشقوں کے پھول کو کھینچتے تو بہتر تھا  
مروا لے ہی سیرا حال کہ لے تے تو بہتر تھا

نشان گوریوں غیر و نکو تہلائے تو بہتر تھا  
جوراء عشق میں گر کر شہ بھلائے تو بہتر تھا  
جو کچھ تھی زمین میرے آؤ تہائی میں کہ  
مرا دم حسرت و دیر سے نکلو زمین انگاہی  
خطا کی جو دوبار ایا سے ہم محبت کی  
ہنایت تنگ ہوں کسی قبائریار کی صورت  
تو ملکی سر مری نے تو ہو نکاتن بدن اپنا  
نہ لوراہ عدم اللہ ہم ہی چلنے والے ہیں  
عیان ہو سکی ہو شہ پیر وہ کل کسوا چھوٹے  
گریبان چاک کرنا خوب تھا سو کی شدت  
میرٹیا زرع میں میل نہ کیا جا گکاتے  
خبر یوں بھر میں کرنا ہتی اپنے حال کی انکو  
نہ جاتے پاس انکو اب غیرت کو معنی تھو  
پلا کر جو جو بھی کیا ہو کو کیا حاصل  
اگر دو چار آئسو بھر میں بکھلے کو کیا بکھلے  
فرج اونکایہ ہو جو کچھ کر وہ ضد سمجھتے ہیں  
جو تم کہتے تو ہو جاتے شلغہ غنچہ خاطر  
جو یہ ہوتا تو افسانہ غیر کیوں اند دل ہوتا

<p>سرمشک نام سوگدین وصل کی شب تین دن کی ہم اندو دل کو ہی اتنا جو سمجھاتے تو بہتر تھا</p>	<p>سرمشک نام سوگدین وصل کی شب تین دن کی ہم اندو دل کو ہی اتنا جو سمجھاتے تو بہتر تھا</p>
<p>امد است پر اگر اس کو اس خوش تہی گناہوں کی مرو اعضا بھی آنسو ہو کر بھجائے تو بہتر تھا</p>	<p>امد است پر اگر اس کو اس خوش تہی گناہوں کی مرو اعضا بھی آنسو ہو کر بھجائے تو بہتر تھا</p>
<p>عاشق پھر اپنے دل سے بھی کچھ بدگمان رہا بتلا تو یا آج کی شب تو کہاں رہا اللہ کو پسند مرا امتحان رہا ہو چکا کہاں میں بڑھ کر کہاں آسمان رہا منجھ تمام عمر گلے پر روان رہا بھگو خبر نہیں کہ مراد کس کا رہا آرام سو نہ میں نہ وہ آرام جان رہا اک جا تار سے نہ کہی سمان رہا ٹوٹے ہوئے مکان میں یہ بیان رہا بلبل کو بوستان کا سبق بربان رہا ہو چنیں وہ چنچ پر یہ تیر آسان رہا اوس کا تیار نہ اسی کا نشان رہا بلبل کا آشیان نہ ہمارا مکان رہا کوئی دہان ہو چکیا کوئی یہاں رہا بلبل سے ہم سے باغین غل فغان رہا کوئی حسین یہاں کوئی عہد وہاں رہا منزل پہ ہی ہو چکے نہ یہ کاروان رہا آدھا شہید ہو کے ہر اک نیم جان رہا نامہ وہاں ہو چکیا قاصد یہاں رہا</p>	<p>یہ جا کے تیرے پاس جو ایجان جان رہا ما صبح ہجر میں جو مراد دل تیاں رہا میں عمر بھر جو سور و جور بتان رہا جوش جنون میں تیز روی میری دیکھنا دل سے نہ مرتے مرتے گیا ابرو کا عشق اسد رجب ہو تھا جب اوٹھا نرم یار سے تہا بھگو خوف وصل میں کچھ اوس کو خیال سرکشگان عشق کو راحت ہو کیا نصیب ثابت ہر زخم سینہ سے دل کی شکستگی بھولی تمام چھپے کچھ قفس میں پر کیا تیرے خاکسار کی آہیں بلب نہ ہیں ایسا شاید چرخ نے فرما دو قیاس کو جاتے ہی فصل گل کے ہو دونوں بیوطن کہنچے جو میں ہجر میں کچھ نالے نرم گرم کیا ہی نہیں جو ہو گئے ہمدرد ایک جا کوٹھا تھا میرا وصل میں ہمپا یہ فلک گر کر زمین پہ بھگئے دریا کی طرح اشک اونے لگائیں نیم نگاہوں سے بر چہاں خط لیکے نامہ بر سے مر اشوق اوڑ گیا</p>
<p>خود تھا عدوی نرم میں کہتا تھا وہ لکھ بتلا تو یا آج کی شب تو کہاں رہا</p>	<p>خود تھا عدوی نرم میں کہتا تھا وہ لکھ بتلا تو یا آج کی شب تو کہاں رہا</p>
<p>خوش رہو گئے تمہیں ایک نظر دیکھ لیا</p>	<p>بس یہی کام تھا اے رشک تم دیکھ لیا</p>

تیرا شکونے بھی کچھ اسکی لگی کم نہ ہوئی  
 دیکھے رخصتوں میں اویس وقت درانی پہلی  
 خان سی پہنے جلد ہو کر ہی تھے کہ نہ وہی  
 ستر گین چشم نہیں بھیج صفا مانی سے  
 بزم میں غیر سے رہتے ہیں مخاطب دے  
 خود تر پہنے لگے اعباد کو تب چڑھ آئی  
 ایک بل بھی نہیں اس غوغا کی آنکھوں کو قرار  
 سامنے آگے تر سے تیر لطف کھاتا ہوں  
 رات کے کھلتے ہی بل پڑ گئے کتنے آہیں  
 اون سے جا کر نہ کسی نے بھی مرا حال کہا  
 دلوں کو چھپسہ بنا کر یہ کہا قاتل نے  
 یار کی بزم میں نالوں سے کہا یہ یہ ہیں  
 قبر میں رکھتے ہی تمہیں پھیر لیا یاروں نے  
 موہنی آنکھ میں دلبر کی قیامت کی ہے  
 آئے ہو یار جو فرقت میں تسلی دیتے  
 ہاتھ رکھ کر مرے سینے پہ میر جاں تینے  
 دسترس ہوئی گیا یار کے سینے پہ مرا

یاس کچھ اور ہی آپ تم ہو تو فیض جلال  
 قدر کرنے لگے سب اہل ہشتاد و یکم لیا

کمان سے تیر جدا ہو کر پھر کمان سے ملا  
 نرا کسی کے لبو کا چین زبان سے ملا  
 عجیب لطف یہ خاموشی زبان سے ملا  
 غارتہ وصل میں وہ لطف جو بیان سے ملا  
 زبان اپنی تو باہل مری زبان سے ملا  
 جواب بھی نہ مگر یار کی زبان سے ملا

کوئی جوان جو مجھ زار و ناتوان سے ملا  
 شب وصال کے بوسہ کا حظ بیان سے ملا  
 ہر آن کی سنتے ہیں پر اپنی کچھ نہیں کہتے  
 ہے نوکر عیش بہ از عیش یہ شکل سے ملا  
 خیال ہے جو تجھے اپنی نعمت سنجی پر  
 ہزار مرتبہ پہنے سوال وصل کیا

فلک کو پست یہاں کی زمین سے پایا  
چلا جو گھر سے میں دیا نہ کوئی جان کو  
جو قتل کرتا ہی مجھ کو تو آنکھ اوٹھا کر دیکھ  
تمام عہد نہ جانا خوشی ہو سکنا نام  
ترے خیال نے فرقت میں دل کو ہلایا  
ہو چکیا کسی دل تک ہمارا نہ پست  
یہ اتحاد تھا کیسا ہمیں نہیں معلوم  
ہمیشہ اپنا رخ زرد و دیکھ کر ہنسنا  
اوٹھا اوٹھا کے ستم دلوں بڑا دل کا  
جب اونکے چہرے کو دیکھا شہرہ مار تیر  
عدم کی آہ لی اس سر پہ بھر کے عاشق نے  
ہمیں نشان دیے اسے مثل قبلہ بنا  
دل اپنا دیکھ کے پاس اونکے یہ کہا میں  
کلے سے کوئی تو لپٹا وہ خود کہ تیغ ستم  
ہمارے دلیں جو جذب عشق آیا ہے  
پڑا جو تیر کسی کا شکاف تھا پہلو  
جگہ وہ دیکھ رہی تھی کہ آہ کی ہنسنے  
جب دوسرے گئے صد ہونے ہم تو وہ آیا  
بنجیل کتا ہو کون اسکو رنج جسے سہی  
اوٹھا جو در و درے دلیں ہو گیا میں خم  
جو بقیر می و شوخی ہے یار کی ہمیشہ  
چکون کے عشق میں ایسا جو میں کا ہنید  
کمال عشق میں کیا کیا نہ کچھ ہوئی تعظیم

تپا مکان کا تیرے اسی نشان سے ملا  
یہاں سو ساتھ تھا کوئی کوئی وہاں سڑا  
شکار کیل مگر تیر تو کمان سے ملا  
کبھی ملا ہی تو اک بیخ آسمان سے ملا  
ہوا کچھ آہ سے حاصل نہ کچھ فغان سے ملا  
نہ تھا بلند مگر جا کے لامکان سے ملا  
دل اپنا بڑھ کے تیر جہانستان سے ملا  
یہ ایک رنگ ہیں کشت زعفران سے ملا  
ہمیں کچھ اور مرا اسکے تھان سے ملا  
سوائے خار نہ کچھ سیر بوستان سے ملا  
یہ جھٹکے یاو سیریاں زنگان سے ملا  
تپا کسی کی گلی کا دل تپان سے ملا  
کیا تھا کم جسے ہمیں تھیں کہاں سے ملا  
نرا وصال کا قاتل کے امتحان سے ملا  
کیا ہو جاو دہر و سن نہ نہان سول آ  
میں کج کھو لکے دل اپنی سیماں سے ملا  
ہمارے تیر کو دیکھو عجب کمان سے ملا  
ملا ہی یار تو کیا آ کے نیچاں سے ملا  
کبھی ملا ہی ہمیں کچھ تو آسمان سے ملا  
کمال جبک کے میں کج اپنی سیماں سے ملا  
تو اے فلک اسو میرے دل تپان سے ملا  
صبا فرڈ ہونڈا تو بلبل کے آشیان سے ملا  
کہ اوٹھ کے در و جگر تیر نا تو ان سے ملا

کچھ ہمیں فیض ہو مونس کا کچھ نہ فیض طلال  
وگر نہ یاس کمال آیکو کہاں سے ملا

رونے سے بخار اسکا نکلیجائے تو اچھا  
میرے دل داعی سے یہ ہوتا ہے مقابل  
کیون ملکیا اوس شہنشاہ کی انگلیا کا سالا  
کیا طفل سرشک مکہ میں ہر آنکھ سے گر کر  
وہ غیر کے پہلو میں ہوں میں ہجر میں ہوں  
میں بوسہ طلب کرتا ہوں پہر چاہی دنیا  
کیا بخل ہے عاشق کو ہنر و وصل میر  
روٹی ہوئی عاشق کو مناتے جو نہیں تم  
سنگاتے ہیں رہ کر مری دلکو وہ ناحق  
بولے شب عہد جو پڑی چاندنی اوپر  
بوسہ لیا ابرو کا تو حاضر ہے گلا بھی  
میں آہ کروں تیغ نگہ کا وہ ادھر وار  
جا دو کی طرح ہو مری آہو نکا ہر ایک تیر  
کچھ ایسے اشاری ہوں کہ دیکھ لیاں شہنشاہ

یونہی دل بہار بھلجائے تو اچھا  
بھگہ کسی محفل سے کنول جائے تو اچھا  
ہاں اسکے عوض دل مرا بھلجائے تو اچھا  
اوس شہنشاہ کو دامن میں بھلجائے تو اچھا  
اس سے جو میری جان نکلیجائے تو اچھا  
اچھا جو ترے منہ سے نکلیجائے تو اچھا  
سار اتراجو بن یونہی نہ بھلجائے تو اچھا  
لینے کو اوس سے بیک اجل جائے تو اچھا  
اگر کاش یہ اکدن کہیں بھلجائے تو اچھا  
میلی ہو یہ پوشاک بد بھلجائے تو اچھا  
بل آپ کی تیوری کا نکلیجائے تو اچھا  
اکدن یونہی کہیں جو بھلجائے تو اچھا  
رہ جائے تو برعکس ہو بھلجائے تو اچھا  
حسرت یونہی کچھ دلی نکلیجائے تو اچھا

بس یاس نہ کر ضبط دلہا آہ کی تاثیر  
کچھ رنگ زمانے کا بد بھلجائے تو اچھا

رر اہیں ہی پتا اے سیاب دیتا جا  
پکارتا ہو تجھے دل جواب دیتا جا  
جنون تو دیکھیے کہتا ہوں یوین شوق  
چلا ہو منہ کو چپا کر جو چہرے سے مرے  
اسی سے جانیئے زندہ تری فرامین لوگ  
چلا ہے پاس سے اوٹھ کر تو بغیر ارسی  
دل ایک دیکھ کئی بوسے میں جو لیک چلا  
یہ مجھے کہتا ہے گردون نمود کو کچھ کر  
پہری ہو مجھے نگہ یار کی تو مدت سے

یہ کر کے کیسے لیے ہو جواب دیتا جا  
اسی کو ساتھ لے یا صبر و تاب دیتا جا  
یہ میں سے نام کا قاصد جواب دیتا جا  
تو کوئی گالی ہی او بے حجاب دیتا جا  
نہ لیتا جا دل پر اضطراب دیتا جا  
تو اپنے منہ سے مجھ کو کچھ خطاب دیتا جا  
تو مسکرا کے وہ بولے حساب دیتا جا  
نشان اپنا مستقال بہاب دیتا جا  
فلک زمانے کو کچھ انقلاب دیتا جا

ترے بچہ پڑنے سے نرمرہ ہو گیا مرا دل  
ہر ایک آنکھ سے کہتا ہوں یا دھنیں یہی  
پلایا خون جگر کے بدلے جو اسے غم  
گلے لگا کر چلا ہو جو چھوڑ کر بیتاب  
بہک کے کہتا ہوں زاہد سی خوش مستی میں  
پکار تو ہین مجھ شوق قتل میں عاشق  
نری فراق میں شاید اسی سحر جی پہلے  
جو تہسری کا ہے مجھ کو خیال اس حاسد

زرا تسلی سے اس شباب دیتا جا  
کہنا ہر دے تو بوی گلاب دیتا جا  
گزن کو طائر دل کی کباب دیتا جا  
یہی خوشی ہو تو اور اضطراب دیتا جا  
کہاں جلا مرے ساتی شراب دیتا جا  
زبان تیغ سے قاتل جواب دیتا جا  
پے تسلی دل اضطراب دیتا جا  
تو کچھ سخن کا بھی میری جواب دیتا جا

لحد میں یا اس لکیر میں تے کہا مجھے  
ہمیں جواب تو اسے ناصواب دیتا جا

نالے اثر جذب نہ دہلائیے پھر کیا  
اوس مرثیہ کی طرح نہ اب آئیے پھر کیا  
غم و ملین ہمارے نہ ہے گا تو تم ہو  
اکبر تو سنکر مرا حوال نہ بولے  
تیر سوج زلین تو شرمندہ ہو کر کج  
اوس باروان زاہدوں کے شام ہی کو  
پہلے جو نہ وہ تیر تھے وہ تھاسن کا تقاضا  
ہم جان کو عاشق ہو کر کیوں کی ہین ناہج  
ولین تو کسی کے کہی تھی تھین تاثیر  
بیاک ہین دل لینو میں جو حد سے زیادہ  
دل کو کہو تو برسوں سے ڈھونڈ رہی ہین  
ہین ابر ہی عالم میں جو ہین مست و معشوق  
جب اوٹیکے وہین ہر دے کے مانند رہو گا

منہ چہرہ کی مر کو دے اور جائیے پھر کیا  
وہ خبر میں انہو مجھے تڑپائیے پھر کیا  
اپنی تو غذا ہو یہی ہم کہا آئیے پھر کیا  
ابھی جو کہو گنا تو وہ فرما آئیے پھر کیا  
گل وقت سحر باعین اتر آئیے پھر کیا  
ہو وصل کی شب آج یہ چلا آئیے پھر کیا  
دل لیکے وہ عاشق ہو کر جائیے پھر کیا  
سمجھا ہو جو خود یہ او کو سمجھا آئیے پھر کیا  
افلاک مری آہ سے تھرا آئیے پھر کیا  
عشاق سو وہ وصل میں شرم آئیے پھر کیا  
گر معشوق ہی جاتے رہے تو با آئیے پھر کیا  
بہنو جو ہو کر آپ میں وہ آئیے پھر کیا  
وہ نرمرہ وانی نہی مجھے اوٹھو آئیے پھر کیا

نیا فصل بہاری میں جنوں ہو گا ہین طہر  
یا اس اپنی فہمست میں وہ دور آئیے پھر کیا



بٹھا ہے ثواب عاشق مضطر نہ اٹھیکا  
جیتک کہ نہ تو وصل کا اقرار کر گیا  
تو غیر سے ہمہ تن دین آنکھوں کی دھون  
مر جاؤں نہ دیکر کہیں الفت میں تبونکی  
فرقت کا اوٹھا لوٹکا تری کو ہر انبار  
راحت سے بٹھا دو کر جو یا مال کو اپنے  
ٹکڑاؤنگا سر میں درو دیوار سے اپنا  
جیتک نہ جواب اسکو مرے خط کا وہ  
در سے تری ٹھہر زار کا اوٹھنا تو بھلا کیا  
انہی اثر ضعف سے ہو عند غم محکو  
جنگار سی جاگل کی جگائینگے نہ گروہ  
بیٹھے گا تری نرم میں ای شوخ جو اگر  
عاشق ہوں کہ نہ بنا عاشق کیسو  
دیوار توڑے اوٹھتی ہیں جس طرح کہ گھر سے  
اوشے جو مجھے قتل کیا غم سے چھڑایا  
بیٹھے ہو کر آواز سے کرتا ہوں جو مالے

اسکا د محبوب سے بستر نہ اٹھیکا  
قد ہوں سے تری یار مرا ستر نہ اٹھیکا  
بیجا ہی یہ ناز اسے مرے دلبر نہ اٹھیکا  
بہاری کی بہت مجھے یہ تہر نہ اٹھیکا  
پر بات کا اغیار کی لنگر نہ اٹھیکا  
پہر جاں نمان فتنہ محشر نہ اٹھیکا  
زار سے ترے غیر کا گھر نہ اٹھیکا  
بھیا ہی جو بیٹھے وہ کیو تر نہ اٹھیکا  
سایہ بھی تری کوچے سے گر کر نہ اٹھیکا  
اونسے بھی مری قتل نہ جعفر نہ اٹھیکا  
سو گیا یونہیں فتنہ محشر نہ اٹھیکا  
پہر دلکی طرح عاشق مضطر نہ اٹھیکا  
مجر زار سے ای یار یہ کنگر نہ اٹھیکا  
اس طرح کہی فتنہ محشر نہ اٹھیکا  
احسان سے قاتل کے مرا ستر نہ اٹھیکا  
دہر کہتے ہیں ہمسے تو تر اگر نہ اٹھیکا

اجاب و غزیز آئے مجھے چوڑے یہاں  
یا س اسبو مرا تیر سے بستر نہ اٹھیکا

ساتھ ہی میرے جنون دست گربان نکلا  
جا کے دیکھا تو وہ اک طفل دستان نکلا  
شوق ہی دکا مری سلسلہ جنیان نکلا  
کہ فلک پر ہمہ نوسر گربان نکلا  
دلین نہان ہوا لکھیا کہ نہ ادا مان نکلا  
ہوں وہ میخوار کہ ترا سیہ بھی داما نکلا  
نکلا جو مست ادھر ہو وہ غزل خوان نکلا

یا د کیسو میں جو بکریاں پریشان نکلا  
ہم یہ سنتے تھے کہ ہر عشق میں جنون اوشا  
کون تھا جو مجھے کوچے میں ترے لیجاتا  
دیکر کفرم ترے ابرو کا یہ شرمندہ ہوا  
دیکھنا پر وہ نشینوں کی محبت کا اثر  
نار ووزخ نے جلایا مجھے گولا کھ برس  
کیا اثر کہتی ہے ساتی تیری کوچے کی ہوا

دنگ ہو ہو گم کرجب لاشہ عریان نکلا  
 گرجا ہیٹھے سروسن تو گریبان نکلا  
 قبر سے ساتھ لیجسرت وارمان نکلا  
 چاند بکر مرے عاشق کا گریبان نکلا  
 نکلا جو تیر وہ انگشت بدندان نکلا  
 دل پکارا کہ کنوین سی مہ کیغان نکلا  
 منہ سے نکلا جو دیوان ہی نشان نکلا  
 قطرہ سمجھا تھا میں آنسو کو وہ طوفان نکلا  
 دم نہیں سنو سے نکلا مرارمان نکلا

تیر کو بھی محکفن و زرد لے مجھ جوشی کی  
 دیکھنا دست جنوں کی کوئی چالاک کی  
 حشر میں تیری اعمال بھی میرے گویا  
 مہ نو دیکھ کے کہتا ہو وہ رشک خورشید  
 آج کیا حال ہمارے دل محروم کا ہر  
 خال اوس گل کی زرخندان پہ جو دیکھا میں  
 یا دگیسویں جو پھینچی کوئی آہ سوزان  
 جوش کہار جو بڑا دنگو مرے لے ڈوبا  
 چڑھ کے جہانی پہ کیا فوج جو قاتل نے مجھ

لوگ چلا گئے کہ کھلتی ہے کتاب الفت  
 یاس جب بزم سخن میں مراد یوان نکلا

### رویت بار تازی

یہاں آویاس جاؤ نہ تلوار کے قریب  
 سنبیل او گا ہو زرخین ہمارے قریب  
 ہے صبح کا طور شب تار کے قریب  
 بلبل کو موت آگئی گلزار کے قریب  
 تربت تیرے جو یار کی دیوار کے قریب  
 خود رکھ دیا تھا سر تری تلوار کے قریب  
 بلبل نہ آئے آہی گلزار کے قریب  
 آیا نہ ابر شمشیر گہر بار کے قریب  
 یوسف گیا جو مصر کی بازار کے قریب  
 پانی ہو چکا سیر کسار کے قریب  
 آئی نہ برق آہ شہر بار کے قریب  
 خود گل سے کان رکھ یا شکار کے قریب

لاؤ نہ دلو ابر و خمدار کے قریب  
 گیسو نہیں یہ دیدہ دلدار کے قریب  
 عارض نہیں یہ گیسو دلدار کے قریب  
 ہم مر گئے پہونچ کے دربار کے قریب  
 تب جانیں ہم کہ سخت ہمارے رہا ہوئے  
 تیرا ہی ہاتھ مر گئی میں نے تو شوق میں  
 سیا دکھات میں تو گنجین ہو تاک میں  
 بر سائے میں اشک تو شرمناک ہو گیا  
 شہر شخص نقد جان سے خریدار ہو گیا  
 طوفان اوٹھا بسا پہ نہ بریں یکا جہ شہر  
 بجلی گرسنہ داو سپہ تو کیا دور ہے کہو  
 کیا شوق ہو کہ سننے کو بلبل کی داستان

و دوچار بھول بھینکے منقار کے قریب  
نالہ پہنچ کے رک گیا منقار کے قریب  
جائیں نہ آپ نرگس بیمار کے قریب  
بیمار کو نہ لائیے بیمار کے قریب  
سب کا ہجوم ہے ترسے بیمار کے قریب  
صیا و جانہ مرغِ گرفتار کے قریب  
خنجر پہنچایا ہے دل نزار کے قریب

صیا و بلبل کی ہے بلبل کو آرزو  
بلبل قفس میں اسی ہوئی ناتوان کج  
ایسا نہو کہ چشمِ سیہ کو منظر کے  
رکھو نہ اپنی آنکھ پہ نرگس کے بھول کو  
اندوہ و درد و حسرت و حیرانِ بچ و پاس  
لازمِ حیرانِ اسیروں کی آہ سے  
ابر و عشق میں مرا سچا محال ہے

اگر مایوس اب ہمارے جو بن ہے یار کا  
پوسو نگو منہ رکھو گلِ زہار کے قریب

اپنی عاشق کو نہ دیا نہ بناؤ صاحب  
تھوہن کو نہ بلبل کو اور او صاحب  
اپنی پہلو میں نہ غمِ دل کو بٹھاؤ صاحب  
چہرہ گل کا زرا رنگ اور او صاحب  
مثل پروانہ نہ ان سب کو جلاؤ صاحب  
مست آنکھیں دیکھ گشتیں کہاؤ صاحب  
تم جو اپنا رخ پر نور دکھاؤ صاحب  
ترجی تلواریہ عاشق کو لگاؤ صاحب  
خونِ عشاق کی مندی جو لگاؤ صاحب  
مر گیا ہوں مجھے ٹھوکر سے جلاؤ صاحب  
آنہ ماہِ منور کو دکھاؤ صاحب  
میری سر کی قسم آؤ ادھر آؤ صاحب  
ہو اگر کسیو شکلیں کی شکھاؤ صاحب

میری سر پر نہ بلاؤ لطف کی لاؤ صاحب  
وہ بھی عاشق ہے جو نالان اور پاؤ صاحب  
دیکھو بدنام ہو جاؤ یہ دھڑکا ہر مجھے  
باغین جا کے دکھا کر رخِ زکین اپنا  
شمع و تم ہو تو عشاق کے ولسوز رہو  
شوخی چشم پہ ہے ناز بہت نرگس کو  
چشمِ خورشید ایک جاؤ ابھی گردون پر  
قتل کرتے ہو تو پھر کیوں ہو شکن اور پر  
وہ چمک رنگ کہ ہو پنچہِ مرجان بھی محل  
خلق میں کوئی عوی ہے سیجانی کا  
نقص جو رخ میں ہے اسکا اور معلوم نہیں  
جو کہ ہو غائب ہو اخیر لب جانے دو  
عود و غنیر ابھی گر جائیں نظر سے سب

خفی اسے مرجان رہی گئی کب تک  
پاس بیتاب ہو پاس اپنے بلاؤ صاحب

یہنچ اوسفاک ابرو کی زرا شمشیر اب

ہو چکے تیرنگہ سو سیکر و نچیر اب

ضعف ہوا و رشک لیلی یا و نکی زنجیر اب  
 حسن ہر جانی ہوا کم ہو گئی تو قیراب  
 و یکہ پایا و نور و روشن جو تہا را ز نقاب  
 سیل اشک ہجر جانان نے تو سکودا دیا  
 ہر جگہ کہنچین بہین عاشق و معشوق کی  
 بات بھی اہل سخن کی پوچھتا کوئی نہیں  
 یہاں تو جو پیش خون ہم سیر گل دیکھینکے کیا  
 فصل گل آئی یہ ہر صحرانوردی کی بہار  
 تہا جنون پہلے مجھے اب زلف کا سودا ہوا  
 مر گیا آتش گمان زلف سے کوئی ضرور  
 وصل نہ کیا تھا ہوا ہر صحنہم انجہام کار  
 کیا عجیب ٹھہر نہ مضمون کوئی بندش میں اگر  
 آہ نکلی منہ سے بیان آئے دل بکڑی ہو  
 جوش ہو سودو کا سر بار گران ہو دوش پر  
 کاٹ سوا بروی قاتل کی چنگی خاک جان  
 ام حسین سن نکی تیری گشتگو خاموش ہیں  
 جان بلب ہوں ہجر جانان میں یہ عرصہ کیا ہوا  
 واقعی مجرم ہوا بے حکم دوسرے لے لیا  
 وہاں پہنچو ابرو بیان نرگان تہی دلو و ارباب

ملگنی تصویر مینوں و مری تصویر اب  
 جا بجا کہنچنے لگی احوال تیری تصویر اب  
 گر گئی سب کی نظر سو ماہ کی تصویر اب  
 خانہ و لکی کہو کیونکر کروں تعمیر اب  
 ہو گیا خامہ ہمارا خامہ تصویر اب  
 اسلئے خاموش ہیں ہم صورت تصویر اب  
 طوق گردن میں پڑ گیا پاؤں میں زنجیر اب  
 توڑا ہر دست جنون پہر حلقہ زنجیر اب  
 ہو گیا تار یک کیسا خانہ زنجیر اب  
 ہر بیازندان میں شور نالہ زنجیر اب  
 دوستو ظاہر ہوئی اوسخ اکی تعمیر اب  
 حال ہوتا ہوا دل بیتاب کا تحریر اب  
 کی ہر میرے نالہ شکر نے تاثیر اب  
 جلد کر قاتل ہمارے قتل کی تدبیر اب  
 اگنی میری جگہ تک کہنچا یہ شمشیر اب  
 بند ہیں سارے فصیح و کوب تقریر اب  
 احوال ملند آئے میں نکتہ تاخیر اب  
 بخشند و تم اپنی صدقین مری تقصیر اب  
 یاس توڑ پچا جگر تہی اس کما نکاتیر اب

ہند میں گھبرا رہا ہے یاس کا دل اندون  
 کر بلا بلاو ایسے یا حضرت شہید اب

پیرا ہن جنون ہوا تار تار کب  
 اتو جانچان رہا نہ ترا منتظار کب  
 اکی یاس میرا دل نہوا بقیرار کب  
 کب آئی اور گزر گئی فصل بہار کب

سودا ہوا جس سودا آئی بہار کب  
 ہم تیری یاد میں نہوے بتقیرار کب  
 فرقت میں یار کی نہ رہا اضطار کب  
 مڑھابے پہول ہلتو تہی ثابت نہ یہ ہوا

<p>لائی نہ حشر جان پہ زفتار یار کب جائیں گی یہ بلامرے پروردگار کب آیا ہمارے شیشہ دلین غبار کب آنکھیں نہ وارہیں مری ہو انتظار کب شہر افراق میں یہ دل بقرار کب یہاں نہ فرار کر گئی فوج قرار کب میرے گنہ کا ہو گا کسی سے شمار کب دل پر ہا کسی کا بھلا اختیار کب</p>	<p>کس روز اونکے چال پہ عاشق نہ پس گیا اوچھن سی مجھ کو رہتی ہے سوداؤ زلفین وہ شکر دل ہی مجھے مکرر ہا کیا کس روز اونکی یاد میں ترپا کیا نہ میں سڑپا پاسو زہر نے سیاب کی طرح ہر معرکے میں فل مرثا بت قدم رہا ہو جائینگے فرشتہ بھی عاجز حساب میں عاشق تو پہنچو ہوا دیوانہ ہو گیا</p>
<p>کیا ڈر ہمیں غلام ہیں ہم تو تائب کے اے یاس ہمیں قبر میں ہو گا فشار کب</p> <p>ہو گی تمہارے بزم میں مکرار بے سبب ہر روز قتل ہوتے ہیں دو چار بے سبب دو چار با سبب ہو کر دو چار بے سبب مجھے کہنا ہوا برو خدا رہے سبب کیون دل ہوا عشق میں بہار بے سبب کب ہو ہماری طبع گہر بار بے سبب پامال کرتی ہے تری زفتار بے سبب اے یار اب ہو وصل سے انکار بے سبب جاؤں طلب ہو کیون سے تمار بے سبب دلین مری کہن گنے لگے خار بے سبب</p>	<p>مجھے رقیب و جہنم ہیں ہر بار بے سبب قاتل کی میری مشق ستم ہے بڑی ہوئی آئینہ نگاہ تہ سے محفل میں اوسکی قتل ہیٹے تو آنکھ بھر کے بھی دیکھا نہیں اسے عاشق نہیں میں یار کی چشم سیاہ کا سب ہریدہ و مدحت دندان یار کی میں بنبرہ چمن نہیں برگ خانہ میں اب بات کیا ہو کہ بھی مرے آپ آجکے عاشق ہوں زحکا زلف کا سودا نہیں مجھ کو آیا نہیں خیال ہی شرکان یار کا</p>
<p>اے یاس اسکی یار کو پروا نہیں زرا شور و فغان و آہ ہے ہر بار بے سبب</p> <p>جام بہر بہر کہ پیچے و غلط سر بہر شراب کرتی ہو کار و دم خرمی دل پر شراب ہنگامی میرے لیے آب و دم خسر شراب</p>	<p>گر کبھی چکھ لے مرا چو نہ پیر دم بہر شراب خون و تابون تری فریقین میں پیکر شراب مر گیا میں بحر میں پتو ہی اک ساغر شراب</p>

یہ وصیت ہے جو موت آؤ مجھے امیکشو  
 گھر کیا ہوا ہے ہم مستو کو قلب ضامین  
 فصل گل ہو شیشہ و ساغر یہ کیا ہے پ  
 چال آفت ہو قیامت ہو کسی بہت کی  
 نیکشون کو دخت زر کی تاک سنتی ہو دم  
 آج بکھو منع کرتا ہے گلہ اسے میکشو  
 رنگ ہو جاتا ہو دونا جو پیتا ہے وہ گل  
 دور میں ہفت آسمان کو یہ ملا سا مانع  
 یا چشم مست بکھو خون و لاتی ہے دم  
 ہر ساقی میں جو ہو پیتا ہون جاتی ہے زہر  
 گاک بوتل کا کوئی دم میں اوڑی گا میکشو  
 چشم میگون کے تصور میں ہو کانا لگا  
 ساقیا کیا پوچھتا ہے ہم وہیں کے مست ہیں

بدلو پانی کے چہرنا میری مت پر شراب  
 دیکھنا شیشے میں اوڑی ہو پری نیک پر شراب  
 دل نہ کیوں مائل ہوں انروزوں ہو چرخ  
 دیکھنا بریانہ کر دیو قنہ محشر شراب  
 چوٹی ہو دیکھتے مستو نسو اب کیونکر شراب  
 اکدن واعظ پی کا خود سر نہر شراب  
 سرخ کر دیتی ہو خیرہ یار کا احمر شراب  
 آبرو طرب یا رستانی فصل گل سنا شراب  
 فرقت ساقی میں غم کھاتا ہوں پیکر شراب  
 رنگ چہر کا مر کر دیتی ہو انصر شراب  
 دیکھنا اسکو لگا یا چاہتی ہے پر شراب  
 سچ ہے یہ میخوار کو کر دیتی ہو لاع شراب  
 جس جگہ جاتے ہی سر نہ بگنی اکثر شراب

اے مولا کو کونگا شرمین امی یاسین  
 دینے جو کہی مجھے یا ساقی کو شر شراب

عشق میں بٹھا لگا اکدن نشان عندلیب  
 خیر سے گزرے اگر فصل بہار اب کے برس  
 بے ثباتی چمن کا ہے یہ شبنم کو الم  
 نالے کرتی ہو جو یہ صیا و خوش ہوتا ہے کیا  
 گریو ہیں گل توڑنے پر دلی دیشام روز  
 رخ عاشق باعث خوشنودی مستوق ہو  
 رات بہرین گل کھلے جتنے وہ توڑی صبح کو  
 سکے فصل گل کا غل لے لے ہیں مرغان چمن

آتش گل ہونک دیگی آشیان عندلیب  
 چماؤں پہلو لونسے چمن آشیان عندلیب  
 رات بہر دیتی ہو سن سنکز فغان عندلیب  
 رنگ نمونکا دکھاتی ہو فغان عندلیب  
 کھینچ لیکا باغبان اکدن زبان عندلیب  
 گل کھل جاتے ہیں سن سنکز فغان عندلیب  
 باغبان نے لکے لولا کاروان عندلیب  
 تہنیت کو جمع ہیں سب نستان عندلیب

لطف اہل دل کو اوٹھے گا کلام یاسین کا  
 جو کہ عاشق ہیں وہی ہیں قدردان عندلیب

## رویف بار فارسی

میر ویرانی میں پیدا ہو بہا آئی ہے آپ  
 بے سبب روتی نہیں سماع فرار آپ  
 سنج کیوں ہو گئی اوس گل کے غدار آپ  
 طائر دل ہو جاتے ہیں شکار آپ  
 دل نازک میں کشمکش لگے خار آپ  
 دل اوٹھاؤ مرقہ بوس و کنار آپ  
 کہ چلا ہوں طرف کو چہ یار آپ  
 صاف شق ہو گا مرا شک فرار آپ  
 نہیں اٹھتی مری سینے سے شرار آپ  
 آگیا جو دل نالان کو قرار آپ  
 روٹو گھل سے جو اڑانگ بہار آپ  
 جل اوٹھا جسم مرا مثل چار آپ  
 بھگیا ہو جو چراغ دل زار آپ  
 دوڑتا پھرتا ہوں مخجون کا غبار آپ

کیا شکستہ ہوں جو جاوہ یار آپ  
 میری سب سے یاد آتی ہے یا تنہائی  
 خواب میں بھی ہو آیا نہیں ہو کر خیال  
 تیرے گانے دکھاؤ نہ کہاں ابرو کی  
 جپ خیال کیا کہی یار کی ترکان کا مجھے  
 یار کا وصل تصور میں اگر ممکن ہو  
 نہیں معلوم یہ کس بات کا سودا ہو مجھے  
 بعد مرے کی بھی جاگنا نہ سودے کا اثر  
 یا جگر جلتا ہے یا آگ لگی ہے دل میں  
 یار کو دیکھ لیا اسنے تصور میں ضرور  
 باغین کو کساکل سیر کو آ نکلا ہے  
 دیکھ چلنے نے مری کی یہ پورے پورے پیدا  
 کیا یہ امر نہیں ہو آئی بلا کیا اسیر  
 خاک ہوئے یہ بھی چوٹی نہ بیان کر دی

و مجھنا یا نس علی آئے کھد میں شاید  
 یک بیک ہو گیا روشن جو فرار آپ

## رویف تار فوقانی

مشک کا غنہ پھر کتا ہو قلم آجکی رات  
 کل کے آنکلی بھی لوٹنا میں قسم آجکی رات  
 فرقت یار میں کرتی ہر قسم آجکی رات  
 کچھ پوچھو جو اڑٹھاؤ میں قسم آجکی رات  
 باغ ہر رشک گلشن ارم نے کی رات  
 صبح تک یار کو لپیٹے رہے ہم آجکی رات

کہہ رہا ہوں صفت زلف صنم آجکی رات  
 آج تو آئے گئی روز کو بعد آپ یہاں  
 رلف کا ہو جو خیال اور بھی ہو داہر مجھے  
 کیا ہی تر پا ہوں جدائی میں ہماری صفا  
 شب بہ مشاب جو وہ جو رلف آیا ہے  
 کیا اوٹھاؤ میں مری وصل صنم کے دلنے

دسیان آیا جو مجھ پر وہ پنجم کا ترے  
 ہو کر آیا جو تری نیند بھری آنکھوں کا  
 وقت یا میں جو دہین بپاس مرے  
 باغ و دلدارو تہ و مطرب و ساقی و شراب  
 زلف کے ذکر میں یہاں یا کمر کا اوکلی  
 یار کے آتے ہی ظاہر ہوئے آثارِ سحر

ہو گئی حق میں مریخ و دو دم آجکی رات  
 گل نرس بھی ہوا شرم کو ہم آجکی رات  
 غم و ہم درد و نقب بچ و الم آجکی رات  
 ششہت میں یہ یہ سامان ہم آجکی رات  
 لیجی ہلکو سو ملک عدم آجکی رات  
 ہو گئی برق کی خشک سوسہی کم آجکی رات

دیکھ لیا کہ کھنک نہ اوٹھنے کے آجکی رات  
 یار کے پاس اگر سوٹھنے کے ہم آجکی رات

ہو ہی سرت کہ دیکھوں ہر سہر میں وہ دوست  
 شام آفت زلف پہ پہنچ قیامت تو دوست  
 دیکھوں کاشوق اسکو اسکو شوق کو دوست  
 خواہیں اکثر کیا کرتا ہوں میں سیر ارم  
 ہو عناصر میں تو توار کا پانی شرب  
 اوکلی زلف و کھی دراز می کہ کھلا ساریہ خال  
 وصل کی شب یار کی گردن میں بہن مری  
 ست ہونا چاہیو ایسا شرابِ عشق سے  
 بلبلو نسو یار کی آواز سن لیتے ہیں ہم  
 یار کی خیم فونگر سے یہ دل مارا پڑا  
 دیکھتا رہتا ہوں اس لیلیٰ کا مین مزاج  
 شرم سے ہو جاؤ گا سیدہ میر نوحی سرج پر  
 نرم میں آؤنگی نہ آتا اگر قریب رو سیاہ  
 یہ بھی رنگیں برہین او ترا ہوا ہے یار کا  
 پردہ رہنود و دلاد پار کا خواہان نہ ہو  
 کیا کدورت تھی چلاؤں رک کر گردن پر مری  
 خط نہیں ہوئی کتابی پر یہ ہے قرآن حسن

شام سے پیش نظر ہوں ات بکریو کو دوست  
 مطلع خوشید شمشیر مطلع ابرو کو دوست  
 دید و دول میری جگہ بچیل ہیں سو دوست  
 دکلور تہا ہو میری دم خیال کو دوست  
 دل مرا کیونکہ نہ ہوتا آشتی ابرو کو دوست  
 پیچھین لاتی ہیں بڑھ بڑھ کر مجھ کو دوست  
 تانکے سر ہوا ہی تاج ہار کو دوست  
 آنکھ ڈالی جانب و میں نہ دیکھو سو دوست  
 یا تمہیں ہر گل سے آجاتی ہو ہلو کو دوست  
 تیغ کے مانند مجھ پر چلیا جاؤ تو دوست  
 اور دیوانہ نہیں ہوں نہیں عاشق دیکھو دوست  
 منفصل ہو تیغ گرد دیکھو خیم ابرو کو دوست  
 چوڑتا خالی نہ دم ہرین کہ ہلو کو دوست  
 بار آئی قلمو گل کی ہلو کو دوست  
 صورت موی عشق آئیگا جو دیکھا سو دوست  
 خنجر بران میں ہی پائی سرخو کو دوست  
 تیل بسم اللہ یہ مطلع ابرو کو دوست



سانپ بن بکر ڈرا تو میں مجھ کو گیسو کر دست  
خانہ دلیر ہاں ہی ہو گیا قابو کر دست  
بسکری پیرا ہن کی مین میرے زور کر دست  
دل کمنا جاتا ہو سینہ سر ہمارا سو کر دست  
شیر بن بکر ڈرا تا ہو مجھے آسو کر دست  
زیر سر مین ویکتا ہوں تیکہ زانو کر دست  
بنگیا اعجاز میری داسط زانو کر دست  
وکیٹا طول قیامت بنگیا گیسو کر دست  
خاک ڈرنے کو اگر لجا کر کھو کر دست

کیا بلا آئی شبِ فرقت کی میری جان پر  
ہر گز ہی نہیں خیال یار رہتا ہے سخن  
وصلی شبِ پارسی یہ صبح تک لپٹا رہا  
کچھ نہیں کہتا کہ یہ گیسو کش ہر اوی خدا  
چشمِ قدر آلودے او کی تہ و بالا ہر دل  
عیش کا آنا تھا کہ جا کر جنت خواہیدہ مگر  
دیکھ کہ چشمِ منور مگر مجھ کو سخت ہو گئی  
پاؤں تک پہنچی ہر بکریا کی لطف دراز  
جانبہ دشت مین ہم ہیوں سامنے کو نہیں

یاس بر سوئسو کی ہر کر بلا کی دین مجھے  
ایک مدت سے ہے اس سر مین ہوا کر کو کر دست

فقیر ہارنگ مرا مثل سحر ساری رات  
تار کو گستاخ نہیں ہر شب تک سحر ساری رات  
آج حوٹن ہر وہ رشک سحر ساری رات  
میرے دل کو یہ راخون و خط سحر ساری رات  
نہو کر خشک مری دیدہ تر ساری رات  
کیا ساؤں ہوئی کس طرح سحر ساری رات  
تھک کر بیٹھا تو پہر خود مرا سحر ساری رات  
آمد آمد کی سنی سمنے خبر سحر ساری رات  
باغ مین کون لٹاتا ہر یہ زر سحر ساری رات  
کروٹین لی مین اوہ اور اوہ سحر ساری رات  
گو مین ماند ہا کیا مضمون کس سحر ساری رات  
نہیں معلوم گئی اگر کہ ہر سحر ساری رات  
ظلمت گور دہا کو مجھے گھر سازی رات  
شام کی بیٹھ کے لکھوں میں گھر سازی رات

یاس آیا جو وہ رشک سحر ساری رات  
جاگ کر سوئی ہر فرقت مین سحر ساری رات  
جشن مین عیش مین آج کی سحر ساری رات  
بول ادا ہے نہ کوئی سر سحر سحر ساری رات  
چما گئی غم کی گستاخ تو ہو بسا کیسے تھک  
کہی ویسا کہی تڑپا مین تری فرقت مین  
کو بکو لطف کو سو دین ہا سار سے دن  
ہو گئی صبح اور آئی نہ سواری اونکی  
گل نظر آتے ہیں ہر صبح مجھے مالا مال  
ہجرت کی رات کو آئی نہ مجھے نیند اک دم  
دل اکو جس سے وہ مضمون نہ کوئی ہاتھ آیا  
وہی حسرت ہوئی اک نہیں آخر شب وصل  
جلوہ گر ہو نہ کسی شب جو مرا رشک فر  
صبح تک ختم نہ قصہ گیسو کے دراز

<p>اج ہے وصل کی شب ریحاسارے دن تم کسان تھو کہ میں تڑپا کیا بسبل کی طرح یا دانی کسی مہر کو جو کوٹھی کی مجھے لغزش حیرت تھا مجھ کو نیند ہلکا کیا آتی</p>	<p>رہو خاموش پراپر مرغ سحر ساری رات کسی پہلو نہ تھا درو جگر ساری رات درو دیوار سے بٹکا کیا سر ساری رات تیری تصویر رہی پیش نظر ساری رات</p>
---	--

جلوہ حسن خدا و صنم سے شب وصل  
بج مہتاب رہا یاس کا گھر ساری رات

<p>نکلے تھے ولین جو ارمان خدا کی قدرت ہو تعجب کہ جو ممنون وفا داری ہے ہر جگہ شعرو میں کھینچی ہے تیر کی تصویر ضعف سے ہاتھ نہ اٹھاتا ہمارے سودین ہر جگہ نور کا جلوہ نظر آئی اس سے میری نسبت میں نہ سنتی نہیں بے گویوں کی الفت چشم سرم کی دل وحشی نے مری سخت جانی سو نہ تھی حیرت میں مرنکی امید بے اجازت تری یاس اور تو آئین جان میں دیکھا کرام پیہم غش ہو کر موسیٰ کی طرح نہ جانان سے مقابل جو ہوا آئینہ</p>	<p>ہو گیا وصل کا سامان خدا کی قدرت ماننے وہ بت مرا احسان خدا کی قدرت ہو سراپا مراد یوان خدا کی قدرت ہو گیا چاک گریبان خدا کی قدرت جو بنو خاں سے انسان خدا کی قدرت کہ نہ وہ نہیں ہو گئے بکاں خدا کی قدرت جانور ہو گیا انسان خدا کی قدرت دم نکلنے کا ہر سامان خدا کی قدرت سکورو کے ترا دربان خدا کی قدرت ای صنم آپ کی ہر شان خدا کی قدرت ہو گیا دیکھ کے حیران خدا کی قدرت</p>
--	---

کسے قاتل کیا قاتل کو مرے قتل پر یاس  
خود بخود ہے وہ پیشمان خدا کی قدرت

<p>لوگ سب نگوں ہیں اس شک چین کی صورت دیکھ لی میو جو اس غمہ دہن کی صورت چشم جانان میں جو حشر ہے ہر ہر کی صورت آنکھ کہلتی ہے ہوا بند قفس میں افسوس عشق اک بت کا ہو حضرت ناصح کو بھی اتنی مدت ہوئی صحرائے خون میں لے</p>	<p>برم راستہ سو آج دو دہن کی صورت دل شگفتہ ہوا گلہا چین کی صورت رخصہ گیسو ہی ہیں جو دہن کی صورت میں وہ بلبل مہن کہ دیکھی نہ چین کی صورت دیکھنا ہو گئی کیا مشفق من کی صورت کہ مجھ پر یاد نہیں اہل وطن کی صورت</p>
---	--

کہ نکل آئے مری گور و کفن کی صورت  
 جاک کر تا ہوں گریبان کفن کی صورت  
 صورت گل نظر آتی ہے کفن کی صورت  
 دیکھتا ہوں میں جو اس عہد شکن کی صورت  
 داغ دیکھے مری زنجین ہیں چین کی صورت  
 دیکھتا ہوں میں جو حرامین ہرن کی صورت  
 دیکھ لی تھی جو تری چاہ ذوق کی صورت  
 تغیر ہوئی مرغان چین کی صورت  
 شہر سارا ابھی بسجاؤں ختن کی صورت  
 نو بنو ہو وہی اس حرج کن کی صورت  
 ہے دم نظم یہ ارباب سخن کی صورت

اتنی امیدیں گردش گردون سر مجھے  
 دشت غربت کو سمجھتا ہوں لحد سو دین  
 جوش خون زخم جگر جو ہوا بپس مرگ  
 رنج بڑجاتا ہی یاد آتی ہیں اگلی باتیں  
 اندھنوں باغ جنوں میں ہی بہار آتی ہے  
 یار کی چشم سیہ یاد مجھے آتی ہے +  
 احسین کیا مہر کفان پہ کنوین میں گذری  
 آؤ ہی فصل خزان رنگ اور اہر گل کا  
 لائے خوشبو جو تری زلف معنبر کی صبا  
 قیس و امن کی طرح مجھ کو بھی برباد کیا  
 سہرا نو ہے کہی سر تو خموشی ہے کہی

کر یار کا ملت جو نہیں مجھ کو نشان  
 تنگ رہتا ہوں میں ایسا نہیں کی صورت

### روایت تارہندی

زمان ہجر کو ای دور انقلاب اولٹ  
 جہاں سے جاتا ہی عاشق زرا نقاب اولٹ  
 خراجی ہو جو یون پیخ پر کباب اولٹ  
 گیا تمام مراد قر حساب اولٹ  
 اب اپنی پردیکو ای عالم شباب اولٹ  
 ہمارے دل کو نہ تو کہا کہی سچ و تاب اولٹ  
 اب اپنی دور کو ای ساغر شراب اولٹ  
 نقاب چہرے ایو رشک فتاہ اولٹ  
 بڑ ہی جو سیل گئے ساغر حباب اولٹ  
 سپید ریش کو اس طرح انصاف اولٹ

یہ روئے ہم کہ گئے دیدہ پر آب اولٹ  
 کہیں نہ حسرت دیدار دلیں رہ جائے  
 جلا امو عشق شرہ دلوں و لون جانب سی  
 عوض گنہ کے کوشش میں ثواب مجھے  
 قریب آگئی بیری یہ وقت تو بہ ہے  
 بڑ مانہ جوش جنوں و شہو نگا اے کیسو  
 ہرک ہوشہ میں یہ چور کچہ خبر نہ رہے  
 جہاں ہر آنکھوں میں تاریک بے تری دیکھے  
 میں دیا ہجر میں ایسا کہ چپ گئی پستلی  
 بنا دے رند کی صورت پر آج زاہد کو

<p>جہان کو آج تو امی دیدہ یار اب اولٹ جو اوسط طرف کو گیارو ڈھائی فٹ اب اولٹ</p>	<p>جو ہجر میں نہ اوٹھا پھلوٹھیکا کٹ فان نقاب یار تے شاید بھی دھٹائی تھی</p>
<p>حسین یاس کے دلو بہت دکھائی ہیں انہی ابتویہ سب عالم خراب اولٹ</p>	<p>ہمارے لیت ہر باقی شراب کے باعث نہ کہلتا راز جو ناصح نہ مجھ کو سمجھاتے</p>
<p>روایت شامش</p>	
<p>یہ روشنی ہو فقط آفتاب کے باعث ہو امین خلق میں سوا جناب کے باعث وہ نجیر بہن جہان سے شباب کے باعث ہوئی نہ دیدہ میر نقاب کے باعث اوٹھائی آنکھ نہ اوٹھ کر جناب کے باعث تباہ ہوں اسی خانہ شراب کے باعث شباب رہتا ہو کچھ دن جناب کے باعث ہر ایک کشت ہری ہو جناب کے باعث وہ بولتے نہیں شرم و حجاب کے باعث لکے نہ ہمہ تر اس جواب کے باعث قرار دلو نہیں جناب کے باعث</p>	<p>یہ سچ ہر عالم فانی ہے عالم اسباب جگر کے داغ ہیں شاداب اشک حسرت ہے دہن کاراز کھلے ہمہ وصل میں کیونکر سول وصل پہ کیونکہ لکھد یا فراق کا لفظ فراق یار میں یہ رات دن ترپتا ہے</p>
<p>عجب طرح کی کشاکش میں یاس کا دل ہو تھارے زلف سے اس چہرہ و تاب کے باعث</p>	
<p>روایت جیم عربی</p>	
<p>ہر نگاہ ناہن ہر ابرو سے حمد ارکج کیا اوڑھ گیا پنہانہ جب ہو تیرا یار کج وکیہ لے اوس تہنہ گر کر کہی قمار کج آٹھ دس سہ لکھ تو پڑ گئے دو چار کج</p>	<p>دیکھتے ہیں جسطرف کچھ ہے ہوا یار کج تیری اس تہی نگہ سے ہو چکا مجروح دل کج روی اپنی اتنی سب ہو بجائے آسمان تیرے شرکان صاف بھٹکے ہیں کج چلے</p>

<p>رستم و ہر اب کے ہی پھل اور جانیں ہی اب میں ہی میرا مالے میں ہوا وہ تمام وضع یہ اوستا قاتل عالم نے کی ہر اختیار عاشقوں کو خاک میں اگدن ملا سکی حضو</p>	<p>خونسو تھرا میں گر کہیں کلاہ یا رنج کیا بھلی گنتی ہو تیری زنجیر زلف کی یا رنج ما تھہ میں تلوار کی اور سر پہ جو دستار رنج ایک کی بانگ کی اور تری نگر زلف رنج</p>
<p>برسون ہو جو کہ دل ہو مرا بتلائے رنج عشق تباہ میں کہہ ہی پنا یا سو اسے رنج غم دوست میں خوشی میں ہی ماتم کی ہو رنج صدے سے میں الفت کیسو کیار میں ایو یار لب ہو جو نہ شکایت سے آشنا زردی گلونہ ناکہ بلبل میں در دہے تیر بھی ہو گدرا گر آہ میں کروں نہ ٹالا انہی میں پہنچے جو گدرا وہ دلر با</p>	<p>دیکھو بڑھیب اچکل قاتل کی ہر تری جی غنہ پاؤں پڑ جائے کہیں تیر نہ یہ تلوار رنج انکار عشق یار سے ہر ابتدا سے رنج ستارہوں رات دن میں برابر جہاں سے رنج سر میں ہمار کی ہر گئی ایسی ہوا سے رنج گھیر کر ہو جو ہو دلو ہمارے بلا سے رنج ہمنے تھار ہو ماتھہ کی کیا پنا سے رنج بانع جہان میں ایسی بند ہی ہو ہوا سے رنج روئے وہ دہت بیان کروں ماجر سے رنج الفت کا یہ فراموش کہ آفر نہ پائے رنج</p>
<p>دنیا کی آفتوں کا اسی جا مقام ہے دل بگیا ہی پاؤں ہمارا سر سے رنج</p>	<p>دنیا کی آفتوں کا اسی جا مقام ہے دل بگیا ہی پاؤں ہمارا سر سے رنج</p>
<p>ہو عدم تک صفت ہو مجہ زار کی شکل ہو رنج ہر گھڑی بیتابی دل کا تقاضا ہو یہی قبر تکسا گیا ہو پنجا ونگو اسین شک نہیں جستجو میں تیری اگد م ہی نہیں اسکو قرار ہو یقین ہوئے نہ دہیا حشر تک کا کہی آتش شوق شہادت پہر نہ ہر کے قدقین ہے تھوڑو تھو تیرا تو منظر آتا نہیں</p>	<p>دیکھ کر کیے لپو اسے خنجر قاتل ہو رنج مثل لہل کو ٹٹا تا کو چہ قاتل ہو رنج ایک دن اپنی بھی ہو جائیگی تا منزل ہو رنج قیس ہو بیتاب جلد ای صاحب محل ہو رنج میر کی خون کی ہو اگر تا دامن قاتل ہو رنج اب خنجر کی جو ہوتا سینہ لہل ہو رنج منزل میں خدا را اسے میر کا مل ہو رنج</p>

باریابی آجکل عیون کو ہر جس نر معین سخت دل کیا آؤ میری تھم طوفان خیر تک	ایک دن انبی بھی مان بہا سنگی ایدان ہونچ کس طرح اس طفل کی ہوتا لب ساحل ہونچ
یاس مگر مجبور بنے ایسا کیا زار و حیف ہو گئی سینہ سولب تک آہ کی شکل ہونچ	

### رولیت حار حلی

<p>دل تپان ہو جو مریلو میں سہل کی طرح صبح کا تارا چمکتا ہو ترے تل کی طرح بہا گئی ہو مجھ کو اک لیلی شام کی طرح تین بران میں بھی آؤ اپنی شامل کی طرح ایک بوسہ پاڑ مڑی ہو ہن سائل کی طرح رات بہر ہلو میں میری وہ رہو دل کی طرح سینہ سوزان میں سیر و تھم راہ کی طرح برق نو ساری اوڑانی ہو مری دل کی طرح میرا دل تیر نہیں ہو آپ سائے دل کی طرح یار نے آئینہ توڑا ہو مرے دل کی طرح دل و دل وشن ہن میری ماؤ سائل کی طرح تیرا قیدی غل جاتا ہے سلاسل کی طرح اسکی موجوں سے کنارہ کش ہوں ساحل کی طرح تیرو در تک لوٹتا آیا ہوں بسل کی طرح</p>	<p>بہا گئی ہو اسکو شاید یار قاتل کی طرح رات و کھلاتی ہو تیرے گیسو فکی تیرگی کیون نہ مجنون کی طرح چپا نون سیا بانو کی خاک ہے مچی تلوار کی ایجاد اوس سفاک کا بے لیا ہو نہیں بٹنے کے تیرے در سے ہم وصل کی شب بخت خوابیدہ مری جا گایے چہن سو گذرانہ اک دن مجھ کو ہن وہ غم نصیب ابر نے اس دیدہ گریان کا سیکھا ہو چلین سختیاں وقت کی محراب نہیں اٹھتیں صنم دوسرے کو جب مقابل اس میں دیکھا ہے کہی یہ اثر اوس غیرت خورشید کی الفت کا ہے اس کو گریان زلف کی زنجیر کی اوتھی بند عشق کے دریا میں تھلیر نہیں ہے اسلے نا تو ان ہوں بقیہاری سو مگر دل کی صنم</p>
---	--

یاس کیسی ہی زمین ہو اوس میں کتنا ہونچ  
سہل ہو آؤ مرے گوہر وہ شکل کی طرح

<p>چاندنی میں ہو ہمیں جام شراب اچھی طرح دیکھ کر ابرو کی کج کو اور ٹڑپنیے زونج نیکیاں جتنی ہو ہیں اوتنے گنہ جسے ہوئی</p>	<p>شکوہ ساقی طلوع آفتاب اچھی طرح ڈال لو چہرے پر او قاتل نقاب اچھی طرح دیکھے ہم اعمال کا اپنے حساب اچھی طرح</p>
---	--

مصحف خسار جاناں کی شاک کی ہر دم  
رکھدی خسار پر خسار لپٹے خوب سا  
نزع میں ہوں میری آئین پر نہ روؤں چکر  
اب تو گر سامنا ہو جاؤں جسبیر یار میں  
گر دوش چشم و نگہ سوا دل و دہر کو  
کس نے میں تو کیا کرتا ہے وہ محشر بیا  
کالیان وہ دھو تو بوسے مجھ کو لیا چاہی  
خود بخود او کی ہوا نے کر دیا اس طرف  
بعد مدت مل گیا جو جسے ولدار میں

یاد رہے شبہ ہو کہ یہ کتاب اچھی طرح  
وصل میں مجھ سے ہو وہ حجاب اچھی طرح  
چپ رہو آئندہ اب عاشق کو خواب اچھی طرح  
اشک ساؤں میری چشم پر آب اچھی طرح  
آج کروں کو دکھاؤ انقلاب اچھی طرح  
کیا قیامت ہوگی جب ہوگا شباب اچھی طرح  
دون سوال یار کا میں بھی اب اچھی طرح  
سراوٹھا نہ بھی بنایا تھا حباب اچھی طرح  
میں پوچھا اول خانہ خراب اچھی طرح

پاس تلخ و شہتے تھے تو کلیجا پاک گیا  
آج میں اختیار کروں گا جواب اچھی طرح

آپ سے باہر ہر دل قابو میں آؤں کس طرح  
جانسی جاؤں تری کو چہ سی جاؤں کس طرح  
زینہ معشوق عاشق ہو کر یادوں کس طرح  
اعتبار آؤں آئینے میں بیان کیوں کر کر دوں  
نہ مری اپنی مجھے اوٹھتی کو کہتا ہی جو تو +  
دیکھ کر میرا غیر دیکھ کر نہ کیوں کر شک ہو  
آپ سے باہر ہو کیوں طفل اشک و منت دل  
بن پڑی کی کیا کام جب دل پر قابو میں نہیں  
جب وہ خود عاشق کسی ہوں تو پہچانوں تو  
وصل کے وعدہ یہ کہا ہی تھا ہے مجھ کو یار  
دیکھ کر مجھ کو یہ کہتا ہے تری مہندی کا چور  
راہ میں تیرے دل جان تک نہیں مجھ کو عزیز  
شوق کا دیکھ لے تھا تھا ہو کہ چلیے سوئی یار  
یار کہتا ہی تری دیکھا جو کرتا ہو نہیں پاس

دیکھ کر دیکھ کر کو چلا ہے مٹاؤں کس طرح  
خود ہی اوٹھ جاؤں قدم ہیا اٹھاؤں کس طرح  
جلو دہو کر یار کو دل میں جاؤں کس طرح  
دل جو کہتا ہی مرا تھکواؤں کس طرح  
پاؤں سوتے ہیں میری آنکھوں کس طرح  
نازیجا آپ کے ایجان اوٹھاؤں کس طرح  
گر گوی جب آنکھوں کو اوٹھاؤں کس طرح  
یار کو جذب محبت میں دکھاؤں کس طرح  
اپنی دکھا حال میں آنکھوں دکھاؤں کس طرح  
پاؤں نہیں مہندی لگی ہو آج آؤں کس طرح  
خوف بد نامی کا ہو دلوں چراؤں کس طرح  
صبر کی دولت کو لیکن میں لیاؤں کس طرح  
ضعف کہتا ہی قدم آگے بڑھاؤں کس طرح  
کہ خدا کا اسکو کہتی ہیں جلاؤں کس طرح

<p>دیکھ کر تربت کو عاشق کی یہ کہتا ہی دہن چاہتو ہین ناما فرقت میں میاں میں خوش ظلم پر اوس شوخ کے بیشک کرونگا صبرین یار کو دکھیا تو پھر لیکھا پڑے گا دید کا نہ نہین سکتی عداوت جو کہ الفت ایک سو وصل پر گستاخ ہوں کیونکہ کہ پاس عشق ہی منع کر دیں تو منہ سے اب نہ لونگا اذکارا اوس پر کیا جلوہ کتا ہی ہی عشاق سے دل میں ہی تیز انصو سامنے لاتا نہین</p>	<p>بھول کو بدرا بھلا تیور چھی پاؤں کس طرح ضبط کہتا ہی کہ میں فتنہ اوٹھاؤں کس طرح رو کر اپنی حال پر سب کو ہساؤں کس طرح منہشت کا یہ روگ نہ نکرونگو لگاؤں کس طرح وہ گستاخ ہیں محبت میں بڑاؤں کس طرح سو رہیں ہیں چین سو اونکو جگاؤں کس طرح نقش ہی دلیر مری اسکو مٹاؤں کس طرح دل تمہارا تنگ نشیہ ہی ساؤں کس طرح رشتہ کہتا ہی کہ آنکھوں کو دکھاؤں کس طرح</p>
--	--

دل ہوا تہا را ہر وہ چٹکیا رستی میں یا اس  
میں تپا اوس شوخ کے کوچ کا پاؤں کس طرح

### روایت خارجہ

<p>پہنتا ہے وہ قاتل پر ہن سرخ شفق سے ہے جو یہ چرخ کہن سرخ یہ غصہ کسیہ ہے بتلا تو مج کو پہ سر میدان جو اپنے خونین لوٹا مر سینہ کیا داغون نے رنگین نہین انتون پہ تیرے سرخی پان کہ لگی ترم میں پر دانوں کو قتل سوہن غصے سے اوسکی لال آنکھیں یہ کتکو قتل کی شادی ہے قاتل</p>	<p>مجھے ہی دوستو دنیا کفن سرخ دنگا ہے کسکے خونین پیرین سرخ ترا جہر ہے کیوں او گبذن سرخ ترک کشتی نے پایا پیرین سرخ ہجوم لالہ سے ہے یہ چین سرخ نظر اتنے لگے درعدن سرخ پہن جامہ تو ای شمع لگن سرخ یکایک ہو گئے کالے ہرن سرخ نظر آتی ہے تیری آنجن سرخ</p>
--	---

یہ شادی قتل کی محکو ہوئی یا اس

ہوا خون سے مر اسب تن بدن سرخ



## روایت دال معلوم

کس طرح ہلاکت خالی کا ہو در بند  
جس طرح کہ اوڑتا ہو گہنی طائر پر بند  
رکھا ہو قفس میں مجھو صیاد نے پر بند  
دربان کو مجھے دیکھتے ہی کر لیا در بند  
رکھا اوسے مینے شب و صلت میں نظر بند  
لوحِ محراب عاشق صادق ہوا شربند  
دل ہو قفس تن میں مری طائر پر بند  
یہ سنگ وہ ہر حسین کہ تڑپیں شرر بند  
خواب الفت کیسو نے کیا مجھ کو نظر بند

رہتا نہیں کدم ہی مرادیدہ تر بند  
اس طرح مری روج بھی ملک عدم کو  
بلبل ہوں مگر بھی ہر دشوار رانی  
آنا بھی مرا اونکو گوارا نہیں شاید  
اوہل نہ کیا آنکھ سے تاصبح صنم کو  
روز آئی نہ کیوں فاطمہ پڑھنے کو وہ دلبر  
کیسوی محبت میں یہ کس طرح نہ پھڑکے  
چھڑو نہ مرے دکھو کہیں آگ نہ دیدے  
دل لیتے مرا کر دیا آنکھوں کے حوالے

اے یاس غزل کہنو سے چپ رہنا ہر بہتر  
رکھتو ہن دم اپنی زبان اہل ہنر بند

کیا فوق اسقدر ہو اگر آسمان بلند  
جو اسقدر ہو گردِ گردہ کاروان بلند  
ہوتا جو تو نہ اسقدر اسے آسمان بلند  
سر پر کیے ہمارے مری استخوان بلند  
وقت میں ہو گا جب مرا شورِ فغان بلند  
عاشق کی آہ کا یہ ہوا ہو دیوان بلند  
دستِ کرم رہے ترا پیرِ فغان بلند  
کیون اسقدر رہنا تو ہن نغم مکان بلند

ہر عرش سے بھی یار کا میری مکان بلند  
اس قافلے میں ہر کوئی یوسفِ قاضیور  
آہو نسیمِ جبرین تری سینے کو چھانستے  
مرنے پہ تیرے کشتے کو معراج ہو گئی  
ناؤں سے میرے عرش پہ پتھر آنگے ملک  
جسکو کہ لوگ ابر سمجھتے ہیں خلق میں  
بہر دی ہمارا حامِ صمد اسی اونڈیل کر  
انجام کار جائیگے اگر وز خاک میں

کہتا ہر یار وصل کی شب چھیرے کو یاس  
ہر صبح ہر جگہ ہوئی بانگِ اذان بلند

## روایت دال ہندی

ہو کہو یاس انجورِ زار پر گھمت

اونکو ہوا سپہ ابر و دھسار پر گھمت

اندوہ و درد و ہست و حیران ہیں اس کا  
 او نکو ہوا نیویدہ فتنان پر گزریاں  
 ہم سے فقیر خاک کی چادر میں بست ہیں  
 اسی طرح تجھ کو بے جوہر و ساجد کا  
 لاتا نہیں خیال میں وہ بادشاہ کو  
 ہو کیا خیال نہیں جو دریا پر بند ہے  
 ہم اونچی چشم بست کی الفت میں جو ہیں  
 ہیں میری گل کے طالب ویدر شہر شہر  
 برسوں ہو کر سوئے ہیں پہلو و یارین  
 ہو آسمان کو گرہ و خورشید پر دماغ  
 لبس مل ہوں اک اشار میں جس کے ہزاروں

حاشق کو تیری ہو نصیب و چار پر گھنٹہ  
 ہو کو ہو اپنے اس دل پہاڑ پر گھنٹہ  
 منعم کو ہو جو خلعت زرتار پر گھنٹہ  
 ہو کو ہو اپنی چشم گہر بار پر گھنٹہ  
 او کو ہو اپنے عاشق نادار پر گھنٹہ  
 ہو عاشقوں کو روزانہ دیوار پر گھنٹہ  
 ہے سیکشون کو خانہ خمار پر گھنٹہ  
 یوسف کو کیا ہے مصر کی بازار پر گھنٹہ  
 ہو کیون نہ اپنی طالع بیدار پر گھنٹہ  
 عشاق کو ہو حسن رخ یار پر گھنٹہ  
 ہو کیون نہ اد نکو ایر و خمدار پر گھنٹہ

چشم ہمیں گنہ کا غلام علی ہیں ہم  
 انور یا اس ہو ہیں اسی سرکار پر گھنٹہ

### رویف ذال مجہ

شوق کا مینے جو لکھا کاغذ  
 قتل نامہ مرا لکھا جو گیا  
 تہی جو افتادگی مفتد رین  
 مینے لکھی جو دل کی بیتابی  
 ایسا مخلق لکھا جواب او سے  
 روئے وہ شکے میری مرنے کا خط  
 مانگا دل بد نے جب قبائے دل  
 نہ مرا خط لیا نہ خود بھیجا  
 گل رخسار کے بٹنا جو لکھی  
 ہفتے عشرے میں تو لکھا کرتو

خود سو یار اوڑ گیا کاغذ  
 یک بیک سرخ ہو گیا کاغذ  
 میرا قاصد سے گر پڑا کاغذ  
 ہو گیا ہاتھ سے جد کاغذ  
 نہ کسی سے پڑا گیا کاغذ  
 ہو گیا اونکو مرثیہ کاغذ  
 مینے خوش ہوئے لکھ دیا کاغذ  
 کب پڑا او سے کب لکھا کاغذ  
 جز گلستان کا بلیا کاغذ  
 میر حبان اک بڑا بہا کاغذ

خط مجھے بھیج کر وہ کہتے ہیں +	نامہ بر تو نے کیوں دیا کاغذ
یاس خط کے جواب میں اوسے	نامہ بر کو دیا پھٹا کاغذ
رولیف رار مہلہ	
<p>بلبل کرے جو نالہ و شیون نہر بار بار نکلانہ ایک اشک ہی عاشق کی لاشق ہوں وہ شہید ناز کہ ابرو کی تیغ سے برسون ہی ہجر بار میں رو کیا ہو نہیں اکثر مودا سے چہرے پہ ابرائی زلف یار ستی لگا کے باغین جب آگیا وہ گل جلوہ تو کیا بار بھی آتا نہیں نظر اص صرغیا ہی دیکھی اوسے مجھے لاگ ہی آئی کہی ہمار چین میں کہی خندان کہتے ہیں صد اسے نہ کہی فاتحہ پڑھا</p>	<p>دیکھنے خزان بہار میں گلشن نہر بار بار رکھا کسی نے آنکھوں پہ دھن نہر بار بار کٹاؤن اپنی شوشتے گردن نہر بار بار برسا سحاب خیمہ کی ساون نہر بار بار عاشق کے دلوں کو کس گئی ناگن نہر بار بار مڑھایا شرم سے گل سوسن نہر بار بار پہر کیا کرین جو ادھشتی ہو چلین نہر بار بار ہو گی جو شمع قبر پر روشن نہر بار بار بگڑا بنا ہمارا شمیم ہند ار بار بار آئے تو سوئے وہ سرور فن نہر بار بار</p>
اے یاس شاعر وں کی تیغ نہ ہو سکی	دوڑا تو نے فکر کا تو سن نہر بار بار
<p>جانتا ہے دل نازک کو شکر تھپتھر شہر کے طفل جو مارین نہیں کنکر تھپتھر رحم کر مجھے اب اوتھتی نہیں یہ سختی ہجر سخت اندام میں یوں قتل نہ کر اتر قاتل فصل گل آئی ہے پھر شور ہو دیو انو نغا کیا درازی ہو کہ کا لسی نہیں کشتی ہے وہ بت مہر لقاؤں جو رکتا ہے ہی مانع عشق صنم ہوتا ہے ہم زندوں کو</p>	<p>ایسے آئینے کو سمجھا ہو وہ دگر تھپتھر سمجھیں دیوانی تری پھو کیسے ہنر تھپتھر اس قدر دلوں نہ کر اپنے شکر تھپتھر کاٹ پڑھائے جو جائے ترانہ تھپتھر طفل بہر دہن لیو یا حقون میں کنکر تھپتھر شب فرقت ہی جو آتی ہو تو کنکر تھپتھر صاف بجاتا ہو رشک بہر انور تھپتھر آج واعلا کو لگائیں سر سبز تھپتھر</p>

عشق کا دل جو ہوا ایک صنم کا مجھ کا  
سخت نالو میں کرونگا جو نہ تو اسے گا  
الفت اوس بت سی جو کی ٹوٹ گیا دل میرا

جا کے کعبہ میں بھی جو ماکیا اکثر چھپ  
تیری گہراج میں بھیکو نگا برا تھپ  
السیو شیشے پر گرا زور سے اگر تھپ

یونین اعجاز بیان فضل خدا سی ارماس  
سکے تقریر گہلجا میں نہ کیونکر چھپ

سوز بستر اور چادر زیر پا بالائے سر  
ایک دل ہو جائے کیونکر زیر پا بالائے سر  
کو کہن سے بے ستو بھی سختیاں کیونکر اوشن  
کشتی تن عاشقوں کی کیون نہ طوفانی رہے  
فرش قائم پاؤں تلے ٹھہر ہو سر پر تاج ہو  
ہو تو بین پا بال مرد و قتل ہو تے ہیں ملک  
ہر زمین مجھے مکدر آسمان دشمن مرا  
خاک قبر ہو تے ہوں گرد و سر پر دانہ ہوں  
شکستے پر بھی ٹھہر دوں گا کہی اوبت سچے  
ہیں نگاہ لطف کی امید میں بسبت و بلند  
تیرے گیسو پاؤں سے بھی بڑھتی ہیں اے صنم  
گاہ ہنر کے کیطرح کہ طرہ گل کیطرح  
تو اگر جو یا کہ مضمون بلند و سبت ہے  
فرش گل اور سائے طوبیے ریاض خلد میں

قبر میں ہو خاک اکثر زیر پا بالائے سر  
آپ کی زلف معنہ زیر پا بالائے سر  
جائی فرس و سقفت پہن زیر پا بالائے سر  
دوڑتی ہو آب خنجر زیر پا بالائے سر  
ہر ہی ایجان بہتر زیر پا بالائے سر  
چال سی تیری شکر زیر پا بالائے سر  
تیری خوبا ہوں دلیر زیر پا بالائے سر  
دیکھیے اوندہ پرور زیر پا بالائے سر  
آہنگی یہ خاک اکثر زیر پا بالائے سر  
دیکھ لو ہر سمیٹ زیر پا بالائے سر  
اندون ہر شہنیل تر زیر پا بالائے سر  
باغ عالم میں ہوں اکثر زیر پا بالائے سر  
دیکھ لے طبع ہنر زیر پا بالائے سر  
پانگلی مداح حیدر زیر پا بالائے سر

اس جاحط سے نکلا کہ اس جائیگا کہاں

ہر زمین و جہنم احضر زیر پا بالائے سر

مجھے خبر نہیں نکلا یہ سب لا کیونکر  
یہ جنون ہر اسی فکر میں پریشان ہوں  
کر کار کسی پر کہی کھلا ہی سین  
مجھے خبر نہیں سوز و رن و فرقت مے

دل جنون زدہ اوس لفافہ میں نہیں لکھ  
ٹیلیکس سر سو کسی زلف کی بلا کیونکر  
بڑا عجیب ہے کہ مضمون یہ بندھا کیونکر  
مثال شمع مراد دل جلا دیا کیونکر

کسی کو بیچ میں لانی کیا کسی کو اسیر  
ہوئی تھی ترک محبت تو نکلی اسے زاہد  
لب اسکو کیسے ہیں شیریں سخن ہو کیا مین  
گلے میں طوق زنجیر پاؤں میں پھنسی  
در اسی بات میں وہ تند خو بگڑتا ہے

یہ زلف یار ہوئی اس قدر رسا کیونکر  
زبان ہو میرے نہ نکلے خدا خدا کیونکر  
ملے نہ یار کی باتوں میں بہر فرما کیونکر  
مرے جنون کا ہر اک جا یہ غل مجھ کیونکر  
کہو میں یار سے پر حرف مدعا کیونکر

شیراب خوب پلائی جھکا دیا اسکو  
تجھے دعا میں نہ دے یا اس سا قیا کیونکر

روح کیون نکلی ہماری خانہ تن چوڑ کر  
کیون نہ لو میں میرے دل کو شیم و گیسو پار  
کسیہ و لین ہو جب تو ہر کہہ جاؤ خیال  
اگر پری تیرے لب نگین کا جو شہرہ سنا  
دل ہنسنا نیکو نہ بکھر زلف اپنے زنجیر تو  
اگر صنم تیری نگلی گاہ سے ہم کیا ہٹیں  
دیکھوں کیا کرتا ہے میرے حقیق لب یہ فتنہ گر  
زلف کو چہرہ پہ بکھر بلالاتا ہے یار  
تیلیان خط شاعری بنگین لشد رخصت  
گاہ گاشن میں کہی صحرا میں کہ گھاسار میں  
کیلے رکھتے ہو سینے پر مرے سنگ گران  
قدر دان مجسا نہیں ملنے کا بھگواؤ جنون

اوڑ گئی بلبل کہاں اپنا نشین چوڑ کر  
کب ساغر کو بہلا جاتے ہیں نہرن چوڑ کر  
دیر سے جاتا ہو کب بت کو برہمن چوڑ کر  
بحر میں جا کر چسپے ہیں لعل معدن چوڑ کر  
بان بچانا دام امی صیا و گاشن چوڑ کر  
جائگے موسیٰ کہاں وادی امن چوڑ کر  
نرم جابان میں چلا ہوں لسا دشن چوڑ کر  
عاشقوں کو دل کو ڈسوا تا ہر ناگن چوڑ کر  
در میں و دوزخ شید و دیٹھا چوڑ کر  
خاک پر برباد میری تیرا دامن چوڑ کر  
میں کہاں جاؤ نکایا ر و کج مدفن چوڑ کر  
دیکھنا سچا نکا تو میرا دامن چوڑ کر

میرے دوستی کرنا تو میرا ہم ملجا میں کیا  
مرد جو ہیں وہ بہلا جاتے ہیں رن چوڑ کر

میں کو آؤ ٹھٹھ سکتا نہیں ان کو روح لیٹر چوڑ کر  
اوٹھ گیا دنیا سے آئینہ سکندر چوڑ کر  
اس صفائی کا ہون فاک وادہ آئینہ رو  
کہتی ہو گویا عمارت شمعون کی بعد مرگ

تو کہاں جاتی ہو میرا جسم لاغر چوڑ کر  
چل بسا جھیشہ خالی اپنا ساغر چوڑ کر  
اوٹھ گئے ہیلو سو تم دل کو مکدر چوڑ کر  
آؤ یہی حالی گئے یہی خاک تھپھر چوڑ کر

تہا ہی لازم کہ لوح قبر بنتا آست  
سیکڑوں مضمون کیے دندان ناگہ لکھے  
اشک مکھنیں بھراؤ در و ساو لکین ہٹا  
جب وراق یار کہ صد نہ اس کے اٹھ سکے  
آج بھینس جانیے دل و چار کہ کپشہ لکین  
مٹی و بیکر لوح رکھ کر دوست ساری حلیہ  
فصل گل کی ہو تو تیر ہن زد و سخا و دور  
تا بہ دہن یار کے پہونچاؤ تو احسان ہے  
سچ کون مجھ کو نہتی اوس بیوفا سے امید  
ناتے آوارہ نہ کیوں ہو تو تلاش یارین  
کیا تعجب بعد میری بھی جو ہو یہ سو گوار  
ہر بھی مطلب کہ اپنی جان و اب ہر مین  
آج و کیوں کا مقرر تجھ کو ای پر وہ نشین

اسکو ٹہنا ہی ہتا گور سکت در چوڑ کر  
ہم گم کو دنیا سی کیا کیا بعل و گوہر چوڑ کر  
قصہ خوان بہا گا بہاری عسک و قمر چوڑ کر  
روح ہی بہاگی بہار احسیم لاغر چوڑ کر  
نرم مین بٹھا ہی رخصت زلف و لب چوڑ کر  
قبر پر میری سگنے سب خاک تہر چوڑ کر  
بیٹھے ہن گوشونین اہا پڑ منہر چوڑ کر  
خاک کو میری کہاں جاتی ہے صرصر چوڑ کر  
یون چلا جائیگا میرا حال اتہر چوڑ کر  
ٹھوکرین کہا نیگا وہ جا نیگا جو گھر چوڑ کر  
بکیسی میری نہیں ہتی جو بستر چوڑ کر  
اوٹھکے پہاڑ میری وہ جو خنجر چوڑ کر  
اب کہاں جاتا ہو نہیں اماں شہر چوڑ کر

جان دید و پر نہ اوسکے عشق سے باز آویاں  
مرد اوٹھ جاتے ہن اپنا نام الکش چوڑ کر

طرفہ عالم کی تھاری زلف عنبر نیز پر  
لوح کو طوفان کا شیک چہ چشم طوفان خیز پر  
اوس بری کیون کا وصف لکھا ہر قلم  
مٹر کے دیکھا جطون عشاق سبیل ہو گئے  
جا کی پلہ تار دم مین صورت پیک نظر  
اشک جب بہن لگے میری تو خود بہتا پرا  
دل تو بہر ایسی تھا پھیرا جو اوسور و دیے  
نبرہ عارض پہ کیوں عاشق ہوا ہماریم  
نالہ جب کہنہ کہ کما کی کہنہ اثر تو آئین وہ  
سر جہا کرنا بدن سے کام ہے تلو ارکا

سیر محل کا گمان ہے سیرہ خوش پر  
ہر سندر کا گمان ہر اشک شور انگیز پر  
کیون پھراؤرتا ہری کہتا ہے شہد نیز پر  
تیغ کا عالم ہی قاتل کی نگاہ تیز پر  
نامہ بر میرا کہو تر ہے نہایت تیز پر  
سیل کا عالم ہی میری چشم طوفان خیز پر  
بہگیا صدمہ جو پہونچا ساغر لب میر پر  
پی گیا مین زہر گرفت اس سے پر ہر پر  
مخضر و صل جذب آہ در دا میر پر  
جانکر عاشق ہوا ہون ایر و خونہ پر

چیرتے ہی شب مشکین کھک اور فریگا  
واہ ری زنگ الفت واہ ری تاثر عشق

صاف میل نہیں نخل لے دم مہر پر  
کو کین شیرین پشیرین جان کی پرویز پر

یاسس ہاتھ آیا ہے عشق یار میں غلجگر  
ناز ہو کیونکر نہ ہو اپنی دست آور پر

ہوا وہ آشنا میرا بت نا آشنا ہو کر  
چرا لیا جینکے پہلو سے دل در و جہا ہو کر  
یہ حال اوسکا سو ہم صحبت زلف رسا ہو کر  
تہونکے ولین رحم ناسوا تو ظلم مشکل ہے  
نہیں کہہ دہیا نہیں لاتا سکندر ہو کہ اڑا  
جلد میں وان ہر کار وان اشک کیونکر  
عجب ہو وقت بہینی بہینی بواتی ہر کہہ مجھے  
بہ جانان کہ بوسہ لیکے شادی گہونا تھا  
چلے تھو وہ کہیں اڑھکر گریو کا نراکت فر  
یہ ہر کی آتش سوز محبت اک پریر و کی  
رنج رنگین کے بوسہ کا اگر میں قصد کرتا ہوں  
نہیں جاتا کہی لے خیال اونکی جفا و نکا  
کے گلگشت گلشن میں اگر وہ سرو قد آیا  
خط آیا کیا ملی گویا مجھے شاہی زمانے کی  
ریگی بقیاری میں ہی کثرت جو آہوں کی  
رسانی سے مقدر کی جو وصل یا ممکن ہو  
وہ عشاق کی ہو جائیگی خاک اپنی تربت کی  
وہ عاشق تھا کہ بعد قتل ہی اک رنگ لایا ہوں

کرو نہیں ہونا فی اوس کیونکر با وفا ہو کر  
بلا کا پیچ دینگے یار کے گیسور سا ہو کر  
یہاں ستر دل گیا تھا وہاں سو آیا اک بلا ہو کر  
تعجب ہو جو دل دہری کر وہ دلر با ہو کر  
ہوا وہ بادشہ میں یار کو در کا گدا ہو کر  
نکلیا تار ہونا نہ دلے آواز دیرا ہو کر  
گلی یار کی آتی ہے کیا باد صبا ہو کر  
ہماری زندگی نے مار ڈالا خود قضا ہو کر  
خدا کی شان دیکھو رہ گیا محشر بیا ہو کر  
مرا دل رہ گیا پہلو میں میرے آ بلا ہو کر  
ہر گ کیسوی جھپٹتا ہو ہتھارا اثر دما ہو کر  
زبان کی شکریہ ہی اپنی نکلتا ہے گلا ہو کر  
کھپ پاسی لپٹ جائینگے گل رنگ خا ہو کر  
پڑا سا یہ کیو تر کا تر سے نطل چہا ہو کر  
نکلیا میگا دم عاشق کا فرتین ہوا ہو کر  
لپٹ جاؤں تن نازک سو اوس گلکی قبا ہو کر  
اثر اکیر کا پیدا کرینگے ہم فٹا ہو کر  
ٹپکتا ہے مرا خون ست قاتل سر خا ہو کر

زیارت ہو شرف ہو کہ ہم ام یاسس چین  
بہت سیدی ہو راہ باغ جنت کر بلا ہو کر

نشاہت گل سو ہو کہ عشق عناول کیونکر  
عاشق نکا ترمی جانے پھر کیونکر

کس طرح اپنی ف میں تجو مائل کر لوں  
 ناز پروردہ ہو کس طرح سو رخ فراق  
 اسو سہل تو کیا تر جہی نظر سے تو نے  
 سختیاں عشق صنم کی جو اوٹھائی و نرات  
 کیا تصور ہے کہ وقت میں تیا نہیں یہ  
 نہیں تاکہی سیاب کو آتش پہ قرار  
 مینے اسکو تو اندھیرے میں نکالا نہ کہی  
 عیش کے دن تہو جوانی میں یہ تو بکیسی  
 آتش شیشہ جل اوٹھو جو دکھاؤ سو مہر  
 منہ برستا ہر توجہ کی ہی چلتی ہے ضرور

یا رانیا سا بنالون میں ترا دل کیونکر  
 مستحل ہو مصیبت کا مراد دل کیونکر  
 دیکھتا تھا کہ تڑپتا ہی مراد دل کیونکر  
 ٹوٹ جائے نہ مرا آئینہ دل کیونکر  
 آج ہر چین سے پہلو میں مراد دل کیونکر  
 ایکجا سینہ سوز انہیں مراد دل کیونکر  
 ہنس گیا زلف مسلسل میں مراد دل کیونکر  
 ہٹ گیا عشرت دنیا سے مراد دل کیونکر  
 یار کے رخصتی مقابل ہو مراد دل کیونکر  
 رو و نہیں جگر میں تڑپے نہ مراد دل کیونکر

جذب الفت ہو دل یاس کا اور یار کا ایک  
 دوسری سمت مخاطب ہوں بھلا دل کیونکر

قیدی زلف ہے ناؤ ناکار سے دل کیونکر  
 مشتری زہرہ جبینان جہان کے ہو کے  
 ہے تو ایک ہی معشوق مستحضر ہوا  
 ماہ کو تیر یونج صاف سببست کیسی  
 آؤ محبون کی ہوا دشت میں جب مل جائے  
 شوق کتنا ہو ڈیر ہو ضعف ڈیر ہی ہن قدم  
 جمع ہن ولین غم و حشر و رنج و حرمان  
 قلم عشق کے طوفان میں ہر کشتی اپنی  
 لاسکے حضرت موسیٰ ہی جب تاب جال  
 میں تو تڑپا ہی نہیں یاس دل کو تیر تیغ  
 خواب میں ہی مجھو آیا نہیں ابرو کا خیال  
 منکسر ہوئی سفاک نہیں عادت ہی نہیں  
 خیم ابرو دو شاہ بہرے بہت خم اسکا

غل مجھے نہ گرفتار سلاسل کیونکر  
 سر کو پٹکین نہ اسیر چہ با دل کیونکر  
 بند کرتی ہن پر ہی شیشی میں عامل کیونکر  
 جو کہ ناقص ہو کہوں اسکو میں کمال کیونکر  
 پہلو ٹھہری نہ صبا پر وہ محفل کیونکر  
 دیکھتے ہوتی ہو طوطی عشق کی منزل کیونکر  
 ہر جگہ تنگ نہ لکیرے یہ محفل کیونکر  
 دیکھتے ہو نظر آتا ہے ساحل کیونکر  
 میری آنکھیں ہن تری دید کے قابل کیونکر  
 بہر گیا خون سے مرے دہن قابل کیونکر  
 مل گیا آکے گلے خنجر قابل کیونکر  
 جھک کے پر مہرے ملا خنجر قابل کیونکر  
 سر نہ جھک جائیں سو خنجر قابل کیونکر



اندون جوشن ہر حسن حسدیان چمن  
بچ کر تباہ تو منہ پھیر لیا کیوں تو لے  
نصیل گل کی ہر چپکین نہ عناول کیونکر  
دیکھتے قاتل نگران ہیں تر و بسمل کیونکر

یا شمس کیا غم نے کیا تیرا ہوا پانی ایک  
اشک میں خون جگر ہو گیا شامل کیونکر

جان دیا ہوں بت بیاک پر  
بچ ہوئے میں ملا ایسا مزا لیا  
جلد قاتل پھیر دے گرد نہ تیغ  
مدتیں اکی اسیری کو ہو میں  
کیوں نہ ہو دیا بھینڈو نے رجوع  
عقد پر دین خوشہ انگور میں  
داعون کی کثرت سیو شابت ہوا  
وہ ہنس رہا ہوں لے جگر جلنے لگے  
باعث رحمت سیو مرگان کی خلش

چکر گئے پتھر مری اور اک پر  
لوٹے ہیں تر و بسمل خاک پر  
رکے ہیں رخسار کو ہم خاک پر  
جھاڑ گی لب لباقفس میں خاک پر  
جان دیتی سیو یزن اساک پر  
چرخ ہر قسم کا کھان ہر تاک پر  
چادر گل کی دل صد چاک پر  
گر پڑی بکلی خس و خاشاک پر  
نجیہ ہو تا ہے دل صد چاک پر

یا شمس کس بے رحم سے یا لالہ پڑا  
ظلم پر ہے ظلم مجھ غمناک پر

تھے جنازہ وہ نکلتے ہیں گل سے باہر  
عاشق اک پر دہشتیں کا ہوں تباہ نہیں کیا  
مخت دل منہ سیو تو آنکھوں سے گری ہو میں اشک  
بروز ہونی کا تیرو ہے جو ای یار خیال  
زلفین ہر وقت تر و زخیم چپٹی رہتی ہیں  
سحر و شام کا رونایہ شگون بد سے  
شمع و کسوختہ تا صبح اسے رویہ سلی  
تشنہ بوسہ نہ اسکا کبھی سیراب ہوا  
حلقے پر حلقہ ہو اور ترک ترمی کا کل میں  
میرا کیا ذکر ہے پڑ جاؤ اگر عشق کا تیر

بو گل جاننے لگی ابو چمن سے باہر  
نام آتا ہی نہیں میرے دہن سے باہر  
درعدن سیو تو ہو لعل میں سے باہر  
آنے دیتا نہیں ہوں لکھو دہن سے باہر  
چاند آتا نہیں اکدم ہی گھن سے باہر  
نالے کر بلبل ناشاد چمن سے باہر  
لاسن پروانے کی چھینک نہ لگن سے باہر  
پانی آیا نہ تر سے چاہ و دقن سے باہر  
کس طرح نکلے گلا ایسی رسن سے باہر  
آہ نک نکلے نہ رستم کے دہن سے باہر

ہو یقین ننگو تری چشم سیہ کا شہر  
قیاس گنبد مینا میں بن سب اہل جہا  
ساتھ برسو نکا ہو کیونکر یہ یکایک چوٹے  
تھی بس اسکو تنائے ہم آغوشی یار

دشت آمو کو بھی لیجاؤ ختن سے باہر  
کوئی جاسکتا نہیں خیمہ کن سے باہر  
روح نکلمری کس طرح بدن سے باہر  
اسی ہاتھ بہن عاشق کو کفن سے باہر

جو کہ قاتل ہوا مصحف ناطق کا یا حسن

ہو ابے شبہ وہ از باب سخن سے باہر

زلف شبگون ہو کہیں مشک ختن سے بہتر  
اوسین یوسف ہی گریو سہین گریو سیکر و دل  
کھلے ہر تن پہ گل زخم دکھاتے ہیں بہا  
یہ نزاکت ہو نہ یہ بو ہو نہ یہ رنگت ہے  
سحر رخ شب کیو کی بیاض اور سواد  
نہوین خوشی مجھو عریان ہی کریں دفن اجنا  
وروندان کو مضامین ہیں ہر جانتے  
درد کا غم ہو نہ رہن کا دواں کھٹکا ہو  
اسکے نظارے سے کیا سیر دل بلبل ہو  
بزم گل میں بھی جسے دیکھو لب لبتہ ہے  
جتنے محسک ہیں وہ دنیا پہ پھری جاتے پڑ  
دفن کرو تن پر دغ ہمارا عسریان  
اسی پہنے ہوئی جاتے ہیں خدا کے آگے  
سر جھکائے ہو تو کس ناز سے چلتی ہے  
ہو وہاں نقص ترقی ہو بیان روز بروز  
جام ہاتھو نہیں ہیں یا شاخو نہ گل پھول ہیں

ردی رنگین ہو تر یا زمین سے بہتر  
چاہہ کندان بھی نہیں چاہہ ذوقن سے بہتر  
کوئی قاتل نگر و سہے جہن سے بہتر  
غنجہ گل نہیں اوس گلکے دہن سے بہتر  
حلی آئے سے مشک ختن سے بہتر  
دھن دشت کی چادر ہو کفن سے بہتر  
ہو ہر اک بیت مری ملک عدن سے بہتر  
منزل گو زریاں ہو وطن سے بہتر  
شاد گل کی سجادٹ ہو وطن سے بہتر  
کوئی مجمع نہیں از باب سخن سے بہتر  
انکے نزدیک کوئی شو نہیں زن سے بہتر  
ہمکو یہ پھولوں کی چادر ہو کفن سے بہتر  
کوئی جامہ نہیں دنیا میں کفن سے بہتر  
ہو شکر تری تلو او لوہن سے بہتر  
ماہ نو بھی تو نہیں داغ کن سے بہتر  
آج ساتی تری محفل ہو چین سے بہتر

مجھے سنکے مرے یا حسن وہ کار و لولا

زمرے میں تری مرغان چین سے بہتر

ڈونک مارا دل مجھ روح پہ بچھو ہو کر

مہر نو آج کیا سامنے ابرو ہو کر

دگر شراب اور کو محسوس جو خفا تو ہو کر  
 چکیان لہنے لگے دلمین وہ دیکھو ہو کر  
 بیدار خون کی جو کی سرور صورت پیدا  
 زہری خون کی اک ہونداوٹھا تو وہ رنج  
 نہ ہوئے صورت رہ خیر نہی ست سنبھل  
 لامکان ہو گیا جسے کہ ہو عشق ترا  
 دست نازک ستر زری تیغ و خطا پر جو گئے  
 لطف و کلماتی ہو ہو شب تاریک فراق  
 دونوں جانب تری ہلو میں چوڑی ہین قسب  
 صحبت یار کی شیر کوئی دیکھتے تو پہ  
 جوش رقت زریہ طوفان اوٹھایا شب بحر  
 میری ہلو میں در آیا ہو جو اسے تیز نگاہ  
 ہجر ساقی میں جو پیا ہوں تو رقت کی سبب  
 یہ بلا وہ نہ ہو چوڑی کی کہی ساتھ مرا  
 آمد و رفت سوا سکے ہو مرے دل پہ قسب  
 ناتوانی تو وہ کچھ اور یہ صحر اگر دی  
 ہتھانگاہ میں ہم ہو کو سبک تل بیٹھے  
 تر یا مرو ہو ہو واسکے تعجب کی ہے جا  
 جس طرح ناز ہو عاشق کو کیا تو نے قتل  
 ہوا ہو کو دکھا دیتی ہے انداز قضا  
 ای پریر و تری زینت میں ہی اک شوخی ہو  
 پالا پر جائے گا اوس شوخی آنکھوں سے اگر  
 بعد رو نیکی جو ہلو میں ترپ تھی وہ ہین  
 حسرت دید جو رانی تھی دلمین مسکے

آنکھیں رہا میں مری خون کی چلو ہو کر  
 درد ہلو ہو کر آسائش ہلو ہو کر  
 لیلی آئی تھی گستاخیں لب جو ہو کر  
 رہ گئی دلی کلی غمچہ شب ہو کر  
 بے ثمر رہ گئی شاخ سر آ ہو ہو کر  
 رنگہی یار مرے دلی جگہ ہو ہو کر  
 خوشما جامہ تن ہو گیا تو ہو کر  
 شر آ ہوں کے چمک جاتے ہین جگنو ہو کر  
 آہ بکھلے نہ کہیں تیرے ہلو ہو کر  
 دل جو آیا بھی مری پاس تو بد خو ہو کر  
 رنگہی لب پہ نغان سر دل ہو ہو کر  
 چند دن رہ ہین ارمان لی تو ہو کر  
 مے گلزنگ نکلتی ہے اچھو ہو کر  
 تیرگی نخت کی رہا نیکی گیسو ہو کر  
 درد رہا ہے کہیں تکیہ ہلو ہو کر  
 قیس سرگشتہ ویر باد چھرا ہو ہو کر  
 رنگہی تیر جو قاتل کے تر ازو ہو کر  
 پانی کسے میں جگہ خال سے نہ ہند ہو کر  
 کاش چلتی تری تلو ار ہی ابرو ہو کر  
 آنکھ اوس شوخ کی چلتی ہو تو جاو ہو کر  
 تار می افشان کو اوڑا کرتے ہین جگنو ہو کر  
 رنگ نرگس کا ٹپک جا بگا آنسو ہو کر  
 دل مرا یہ نکلیا ہین آنسو ہو کر  
 آخر آنکھوں سے ٹپکنے لگی آنسو ہو کر

رنگ کر تو ہین عجم میری زبان سوا میاں

رنگ پیدا کیا ہندی نے بھی اُردو ہو کر

### رولیف رابر ہندی

سینے کی اوس سر محبت وہ سحر بجا بگاڑ  
ہو یقین اب عمر بھرنی کی صورت ہی نہو  
کچھ دنوں میں اب میں پہچانی کر لوگ سے  
تو زاید دل اوس سے پہر گستاخان لی میں شروع  
مجھے کہتا ہے کہ مجھ کو کیوں بُرا تو نے کہا  
جانکا دشمن نہیں ہوتا کوئی تیری طرح  
دوڑ کر جتنا چلے تو جلد ہم گر بھی پڑے  
وہ نہ کچھ عاشق ہیں میری میں نہ کچھ اونکا عہد  
آج اس مقصد کو میں مکیو کرونگا دیکھنا  
وہ تلون بیشہ ہیں کچھ اعتبار ایدل نہ کر  
بھیٹا بگڑی فراج یار تو ایسا نہیں  
ہجر کے جگر ٹون سو جان ناتوان تو چٹنگی

کچھ خطا اوکی نہیں ہی میری قسمت کا بگاڑ  
یا تو سوسے ہوا ہے اس قیامت کا بگاڑ  
رہج دیو کی نہ شکل عاشق شیدا بگاڑ  
پہر بگڑ جاؤنگا میں گر یار سے ہوگا بگاڑ  
جو بٹ سچ کا یار نہ دوسے کیا پیدا بگاڑ  
عاشق و معشوق میں ہی بہت دیکھا بگاڑ  
جتنی الفت بڑھ گئی تھی ہو گیا اوتنا بگاڑ  
کیا میری اونکی محبت کیا مرا او سنگا بگاڑ  
یا صفائی ہو گئی اوس سے رہ گیا بگاڑ  
دونوں کو کیساں سمجھ لیا صفائی کیا بگاڑ  
مجھے جو رد ٹھایا ٹہر کا نیکا ہر سار بگاڑ  
ترک الفت ہو گئی ابکی ہوا اچھا بگاڑ

وہ او دوسرے ہوئے ہیں میں دوسرے ہوئے ہیں  
پہر صفائی کس طرح ہو یا سن جب ٹہرا بگاڑ

### رولیف زار مجھ

آسمان کے دوڑیں رنج و الم با تو ہیں روز  
حال دل و شعور پر داکو ہو چکا تو ہیں روز  
سر مرگ بیک کو ناحق کو لیے کہا تو ہیں روز  
صبح کو ہلو میں اپنی ڈھونڈتے ہیں لگو جب  
ہو سناں برسات کا فضل میں اپنے لیے  
صبح کو اوجھل کر چلا تو ہیں وہ روتا ہوا ہیں

ہم ترک کوچی میں آکر ہو کر میں کہا تو ہیں روز  
کام میری تو تو بھوٹی نا تو ہی آتے ہیں روز  
حضرت تاحیہ جو آ کے سمجھائے ہیں روز  
کوچہ جانا میں ہم جا کر اسو پا تو ہیں روز  
اپنی ابر چشم سے ہم اشک برسائے ہیں روز  
سُنہ مرادہ اشک کو پانی سے دلو اتے ہیں روز

<p>محبوبی ہمارے دیدار کو شرماتے ہیں روز شام کو تو آتے ہیں تو نگین محبت یار ہیں روز جھوٹی قسمیں میری سر کی اگر وہ کہتا ہیں روز اشک تو میری برستی ہیں وہ گرتا ہیں روز سامنے سے ہم تری تیر نظر کھاتے ہیں روز کل ضرور آؤں لگاؤ ہنس لے سکے فوٹا ہیں روز تا رہتا کہ ان کو سانپ بنجاتے ہیں روز دیکھ کر احباب محبو میرا غم کھاتے ہیں روز دل کو اپنی ہم ہی کہہ لکے سمجھاتے ہیں روز</p>	<p>شوق چوہر کا ہوا ہوا اب نہید جس سوا و کہتے ہیں شادمان و صبح تک محبو ہوا سرک صحبت غیر سے ہوتی نہیں برسوں ہوا میں تو رہتا ہوں انہیں ناہم غصہ کیسے رستم و سہل کے یہ دل جگر ہوتے نہیں ایک دن بھی وصل کا وعدہ وفا ہوتا نہیں شام کو بند تھائی او کی کا کلون کا جو خیال زلف زلفہ یہ کسی کو غم نے محبو کہا لیا مضطرب تاناؤ آتے ہیں وہ آتے ہیں وہ</p>
---	--

یاس یہ او کی عنایت ہر ہمارے حال پر  
آدمی کو بھیج کر وہ محبو بلواتے ہیں روز

### روایت سین مہلہ

<p>پروان کی طرح میں پہراؤ ٹھکے آس پاس رنگہ ہوی میں جام گلونکے جو پاس پاس ہر جامہ حیا بھی مری خوش لباس پاس ہم مرد ہیں تو آنہ و نیلے ہر پاس پاس گشتے پڑتے ہیں کوچہ قاتل میں پاس پاس کیون آؤ آپ آج بھی پورا وہ پاس پاس بیٹھے ہیں یہ ضرور کسی خوش لباس پاس بیٹھا کر نیلے جا کے کسی حق شناس پاس کیا کچھ گاہ بیٹھے مجھ دل او اس پاس چلتا ضرور کسی اختر شناس پاس</p>	<p>شب بہر وہ مشرور جو رہا میری پاس پاس گلشن میں آج کون سا میخوار آئے گا عاشق سے وصل میں بھی ہوا وہ نہ بجا باب کیسی ہی وصل یار سے ہوں نا امید یار اندکی پناہ غضب رن پڑا ہے آج جو رنج و غم تھے ہجر کے وہ سب گزر گئے کپڑے جو رنگ رنگ کے پہنی ہوئی ہیں گل صحبت سے اب بتوں کے متفرق ہو آہیں رہتے ہیں آپ اور ہی حلسوں میں آنجل درپیش صبح گو ہر دندان یار ہے</p>
---	---

اسکو تھارے وصل کی امید ہی نہیں  
اک شب تو سو رہا میرا جان آگے پاس پاس

## ردیف شین معجم

<p>شورِ محشر سو کو کیوں نہیں رہتا خاموش بات بھی اب نہ کرو نگاہوا ایسا خاموش ہجر میں رہتا ہوں مثل لب دریا خاموش نہیں معلوم ہوا کیوں دل شیدا خاموش پہر قیامت ہو جو ہو جائی مسیحا خاموش دیکھتی ہیں جو مجھ پر ہم میں بیٹھا خاموش مثل تصویر دہن رکھتا ہوں اپنا خاموش اندھنوں رہتا ہوں دیوانہ ہمارا خاموش گفتگو نے تری یہ مجھ کو بنایا خاموش پہر نہ لی سانس بھی اس طرح میں یا خاموش صورتِ ابر تر ہو ہجر میں رویا خاموش کوئی بڑھاتا ہو کوئی ہو بیٹھا خاموش جس طرح دیکھتی ہیں میں لب دریا خاموش یہ بھی اک بات تھی وہ شوخ جو بیٹھا خاموش بات بھی کرتے ہیں یوں ہم کہ ہیں گویا خاموش</p>	<p>قبر میں سوتا ہر اک ہجر کا جا کا خاموش زندگی میں مریں ناؤں سو وہ گہرے تھے رعایتِ طرح کہی شور نہیں کرتا میں آج آتی نہیں ناؤ کی صدا سینے سے غمِ ناؤں میں تیرے لبِ جان بخش پہ کیوں چھیر نیکے لہو جو چھیر کی کرتے ہیں وہاں چپ کمان کی یہ لگی ہو نہیں معلوم مجھے کچھ سبب ہو کہ جو ناؤ نہیں کرتا دل زار بولوں کو نہیں جی چاہتا چپ رہتا ہوں ہیلو گور کو میں یا رکا پہلو مجھ سے بتپڑی سے نہ تڑپا میں کہنی کی طرح یاد کرتا ہوں ہلک تجھ کو ہر اک پردے میں شور کرتا ہوں محبت میں بظاہر چپ ہوں گالیان درو سنوا دین مجھے محفل میں بہو ساکت یہ کیا عشق نے تیری آستین</p>
---	--

لوگ کہتی ہیں کہ سکتا ہوا شاید یوں  
مرضِ عشق نے یہ مجھ کو بنایا خاموش

## ردیف صا و مہملہ

<p>خلوت کی یہ جگہ تیرے ہون جمع عام خاص قاتل کی ذوالفقار کا ہر یہ قیام خاص رہو کے یار کے ہیں ہی و مقام خاص یہ میسر یار ہی کی ہر طرزِ خرام خاص</p>	<p>دلین چاری یار ہی کا ہر مقام خاص اون دونوں اثر و نگاہ میں مقام خاص آنکھوں میں یا قیام ہی یا دلین ہے جگہ طاؤس نے ہی سیرِ حرم میں اوڑائی ہے</p>
--	---

<p>قاتل کو میری قتل میں ہی اہتمام خاص جاتو میں اوکھ کو چرمین ہم صدمہ خاص کہتے ہیں جسکو عرش وہ ہوا دنگا بام خاص خوشید و ماہ ہین مری بنی کے جام خاص ہین خلق میں ہی تری مجھونکے نام خاص کدی بچو چین میں ہمارا سلام خاص آئیکا یار ہی کے ہویہ انتظام خاص کھدینا نامہ بر مرے دلکا پیام خاص رکتی ہین کوئی یار میں اپنا قیام خاص</p>	<p>میں بروشرہ کے اشاری اسی طرف منظور آنکھ کو رخ و گیسو کی دید سے یوں تو ہر ایک جا پہ ازمین کا مقام ہی کشتی می ہے کوثر و تسنیم پر لگی دیوانہ کوئی کہتا ہے وحشی کوئی اسے جائے جو تو توابیل نالان سے اسے صبا ہر سو چین ہین جو گلوں کی صفین میں پہلو میں بقیار ہوں جب ہو چٹا ہے تو دیوانے ہم نہیں جو ہرین قیس کی طرح</p>
--	--

اگر یا تس تین چار سے مطلب نہیں ملے  
بعد نبی علی ہے ہمارا امام خاص

### روایت صنادیچہ

<p>نشر فساد ہم رکتی ہین خنجر کے عوض طاہر دل میل جائے گا کوثر کے عوض زہر کیا مینے پیاسہ شیر مادر کے عوض باغ جنت ہی نہ لین ہم کو کوثر کے عوض کوئی سر ملتا نہیں بکھو مری سر کے عوض کانچ بچو آتا ہو نہیں بچو لونکے بستر کے عوض آہیں اپنی دلیں ہم رکتی ہین لشکر کے عوض دے خدا دولت قناعت کی محو زر کے عوض وہن قاتل ہی میری خون کو محض کے عوض آب حیدوان ہم نہ مانگیں آب خنجر کے عوض اس صدف میں لعل ہم رکتی ہین گوہر کے عوض زہر کھلو آئیکا بکھو عشق شکر کے عوض</p>	<p>یہاں شرہ سو عشق ہی ابرو کو دلبر کے نس جب کسی صورت نہ ہو چنگام انحطاط تک سفرہ زنجیرینوں کے جو میں دیتا ہو جان استقدر دل کو پسند آئی ہو کچھ یہاں کی نصا کیا ہی تیرا شکنا ہو لبسای سودا کو زلف شام ہو رہتا ہے چوثر گان قاتل کا خیال ہباگ جائینگے غم و دور و الہم سب ہجر کے سلسلہ الفقر و فخری کا کہ یہاں پتین سے خون ناحق کی گواہی حشر میں ہو جائے گی خضر و قاتل دونوں ملکر سامنے آئیں اگر وصف لب میں سیکڑوں مضمون نگین دلیں میں ہو رہا ہوں لبونکے پاس سبر سے کا نم</p>
---	---

<p>اس قدر خانہ بدوشی نہ دیا ہر اپنا ساتھ ہم میں غم دوست جو رنج و الم بہت ہیں چونکہ تو آج تو اپنی لب شیریں تہ مجھے عید کا دن ہو تا دیکھو پیستی کے طریق مگر تو مرغ حین صیاد نہ کرتے جو بال</p>	<p>کو چہ محبوب میں تھی ہن ہم گہر کی عوض ہر ہین دور فلک ہی و ساغر کی عوض بوسہ محکوب چاہتین تندر لکھ کی عوض ساقیا بیٹھ آئے کشت خم پیہن کی عوض قطع رشتہ زلیست کا کیا ہو گیا پر کی عوض</p>
--	--

خاکساری میں لبر کرتی ہن اپنی عمر میں  
خاک پر اکثر پڑ رہتے ہن بشر کی عوض

### روایت طارِ مطبقہ

<p>گر گیا کہیں کمر سے خط ہوں میں گردن جھکاؤ اقبال دیکھوں تو کیا لکھا ہے دلبر نے دو دو لکھی ہن ایک اک کی عوض رنج جانان کا وصف ہے ہر جا میر کی دلخواہ اسپین مضمون ہو یار آتا نہیں کہی تجھ تک ہر قیون کی سمت تو ہی سلام یار سے نامہ و پیام رہے جمع کچھ دن میں ہو گیا مکتوب جان اپنی جسے کہ ہو دشوار</p>	<p>تو جو آیا ہر نامہ بر بے خط کیونچہ تلوار اور دیدے خط جلد تلے نامہ بر بھی دے خط ہن مری او نکلی پاس دے خط خط گزار ہن ہمارے خط یا خدا وصل کی خبر دے خط میں لکھی ہن کیسے کیسے خط اتو لکھتا ہی یار اپنے خط آئین جاوین ادھر ادھر کے خط میں دلبر کو بھیجے اتنے خط عاشقوں کا وہ لکھا جائے خط</p>
--	--

یار سے رسم یون بڑا دیا  
ہیان سے جانے او دھر سے آئے خط

### روایت طارِ مجملہ

<p>عشق چشم یار میں ایدل بہا کیسا لحاظ</p>	<p>آنکھ ہی جب بند کر لی پھر پاک کا لحاظ</p>
---	---



او کو جب میرا نہیں محلو ہو کیا اونکا لحاظ  
سامنوں آتا نہیں کرتا ہونین ایسا لحاظ  
جب میں دیوانہ ہی ٹہرا پھر بہا کسکا لحاظ  
تو ہی کر اوس شوخکا او عاشق شیدا لحاظ  
واہ کیا ہی شرم فوکی انکھ میں ہو کیا لحاظ  
جان پر جب غلبی ایدل تو پھر کسکا لحاظ  
تیرو لبس کو ہے قاتل چشم جو پھر کسکا لحاظ  
آپ کو رسا ہی تھا یا حضرت موشا لحاظ  
یا جس جب باقی نہیں دس شوخ کو اپنا لحاظ

وہ رقیبوں پاس میں دس مشوق یا  
دعین آگتا ہوں تصور تو ہی اونکا او کی طرح  
ہو کر عاشق کیون اونکا نام پھر رشتا پڑن  
وہ تو ہی بیباک دیتا ہے جو تجو کا لیسان  
سرو مثا کر بات تک عاشق سی وہ کرتے نہیں  
مضطرب کر دی وہ میں تو سزا میں کہنچکر  
یہ جھکا ہی ترے تلوار کے نیچے جو سر  
تسائی سنکے کیون دیدار کے طالب ہو  
تو ہی پپردہ اوٹھا دی شرم دنیا کی نہ کر

روایت عین مہملہ

یہاں لگا ہوں مری سینو میں ددل شروع  
تاج پر یونکا ہی ہو جائے سر محفل شروع  
تائے مجنون زکیے او صاحب محل شروع  
رقص اب کر نکید میں قاتل تری سہل شروع  
جب کر گیا ناکہ جانسوز میرا دل شروع  
گریہ ہو جائیگا جب اپنا لب ساحل شروع  
اب سوال وصل کرتا ہو ترا سائل شروع  
اب بیان ہوئے کو ہی عاشق کا حال شروع

کی جو سرگوشی خم بردوں بان قاتل شروع  
سب حسنان جہاں میں جمع نرم یار میں  
دیکھ لاو سکی طرف پر دس نہیں ڈر جائینگے  
قتل اگر تو لے کیا سی یہ تماشا ہی تو دلیہ  
خود ہی دوڑ جو آو گے اپنا جگر تھام ہوئے  
دیکھنا طوفان پر طوفان اوٹھے تو سہی  
اوشہ خوبی ملے اسکو جواب باصواب  
کہراہل نرم سے بٹھین جگر کو تھا مگر

عاشقان خال فرخ میں گشت و خو ہو جاں گدا  
یا جس جس ہو گئی بحث حق و باطل شروع

ہو نچائے تابہ عرش سہرا فتحا ر شمع  
رہتی ہے جہر میں ہی مری غمک ر شمع  
کرتی ہر شام سی جو کھڑی انتظار شمع  
روتی ہے کسکے واسطیہ زار زار شمع

گر اپنے ساتھ لیکو چلے میرا یا ر شمع  
اگر وصل میں دکھاتی ہے اپنی بہار شمع  
کس باہر کے آئی کی یہ دیکھتی ہے راہ  
دنیا سو اٹھ گیا ہے کوئی ہمساد جل

<p>تاریکی لمحہ میں جو پیدا ہے روشنی بہر رونے جیب سحر او نکو تو نکال دلکی لگی کے راز کو انشا ہی کر دیا ثابت دہوئیں سو ہوتا ہو مکہ میں خیال وقت کی رات نہ نہیں معلوم کیا بلا ہم تو کسی کے گول بدن پر بہن شیفیتہ</p>	<p>کسے جلائی آ کے بروئی فرار شمع رکھو ہین شام سو جو وہ آنکھوں کے تاریں روتی ہو پھوٹ پھوٹ کر بے اختیار شمع پروانہ کے لہو ہوئی کیا سو گوار شمع اندھیری رہی گاجا جلاؤ نہرا شمع اینا دکھا رہی ہو کسے صبر زار شمع</p>
<p>کائنات کی طرح دلین کشکشا ہوا سکا گل بے یار یا تس ہو کو تو دیتی ہو خار شمع</p>	

### روین غین مجھ

<p>کیون جلاؤ ہین بہلا میری سڑن چراغ اس طرح محرم سے ہستیاں جانان کی نمود کہ ہلا معلوم ہو گا اونچے نچ کے سامنے کیون نہ جہہ جانی مراد عشق زلف یارین قلب سے آخر کو سار جسم داغی ہو گیا رات کو میں جہاں کہنے آیا ہوں اپنی یار کو شب کو وہ مہر جو نکلا سیر کو ہو کر سوار عاشقوں کو جس سے ہو معلوم راہ معرفت اونکے چہرے پر کبہر کر نقد دل لیلی زلف</p>	<p>رہی پائے گا ہوا کا ماتھے سے روشن چراغ ایک چار روشن ہین دو گو یا تہ و ان چراغ روز و کھلائی جو ہکو وادی میں چراغ سامنے کار کے رہتا ہو کہین روشن چراغ ایک ل کیا رفتہ رفتہ ہو گیا سب تن چراغ تو ہی دکھلاؤ مجھ کو دیدہ روزن چراغ تھی زمین پر ہر جگہ نقش تم تون چراغ کوئی دکھلاؤ تو ایسا وادی میں چراغ اوشن کے وقت گل کر دیو ہین نہن چراغ</p>
---	--

ہر کرتی سے دل باؤں کے چمک تی ہین باس

خانہ زنجیر میں ہی ہو گئے روشن چراغ

<p>جو اونکا ابرو پر چمک اہی کہاں سے فروغ جبیں رنج تیز دونوں ہین نور سے پیدا جو برسی لاکھ برس تک یہ ابرو دیا بار وہ قلب صاف و ستور مجھی الہی دے</p>	<p>ہلال کا نبی کہ کچھ آنکھ میں سما کے فروغ یہ ارتفاع کی جا ہی تو یہ وہ جا کے فروغ ہمارے جیہ کے آگے کہی پائے فروغ کہ مہر کا نبی نہ کچھ کہ میں سما کے فروغ</p>
--	--

وہ پاک صاف کہ در سوسہ ہمارا دل میں خاکساہون کیا کام مجھ کو نیست سے وہ ماہر و مر کوٹھے پہ جلوہ فرما ہے جو دیکھ پاؤ کوئی زلفیت فقیری کو بہت ہی نسبت ہر اوس لو جو انکی نصبت سے	کہ جسکے سامنے آئینہ بھی نہ پائے فروغ نہ آؤ پاس مر مر کدھیالسی جائے فروغ کہ ہر ہر چاند کہ نیازا دکھا کے فروغ تو شاہ کاہنی کچھ آنکھ میں سمائے فروغ یہ چرخ پیر کسی اور کو دکھائے فروغ
---	--

ہر ایک شعر میں تالیخ سال ہر آری یا نش  
رویت اسلو تم اس عزل میں لائے فروغ  
۱۲۸۶ھ

رویت فار معجمہ

ذو حنین

مجلو لہجہ کی جنون گر کوئی جانان کی طرف جو دم کراؤ ٹٹی گٹا کوہ و بیابان کی طرف نصل گل آؤ ہی وڑا میں بیابان کی طرف انہر سودو کا تماشا بھی کہا دو زمین سجے نفت ہنستا ہر صیبت میں یوسف کی طرح غل مجاؤ ہیں وہ جو ہیں تیری گیسو میں آبر آگنی نصل جنون تلو کو ہی اچھلانے لگے دیکھ کر کتنوں کے سترن سے جدا ہوئی ہیں راج روزی روشن تر محفل میں جو دیکھیں یہی تیرے دھون کی صفت لکھنا تناب کی کرو	رخ نہ برسوں ہو مرا صحن گلستان کی طرف مست آج آؤ ہیں ساتی تیری ڈکا کلی طرف کنجنگی باہر جنون خار مغیلان کی طرف یہ لیل ارجو ش جنون مجلو بیابان کی طرف ڈو بنی جاتا ہر دل چاہہ زرخدان کی طرف انہر دیوانوں کو ہجوادی تو زندان کی طرف پاؤں پہر کھنچنے لگو خار مغیلان کی طرف بے طرح جاتا ہے قائل کوئی میدان کی طرف جائیں پروا نہ پہر شمع شبستان کی طرف جاؤ زمین ملک عدن ہو گزشتان کی طرف
---	--

و آہ آفت سوسہ سے و لگو بجاؤ کوئی پاس  
یہ کنجی جاتا ہر اب گیسو بچان کی طرف

رویت قاف معجمہ

کیون مجھے ناتواں کو ہر لب لبر عے عشق	بیشتر ہوتا ہوا ایدل ہو کر کو شکر عے عشق
--------------------------------------	---

ایک مدت سو ہو مجھ کو ابرو و لب سے عشق  
خلق میں ایسا جدی اپنی دل مضطر عشق  
الفبت گیسو میں ہی الفبت مقرر کی بھی مجھے  
الفبت گیسو ہی جانا لگا ہر سو آدم کے ساتھ  
موسلمان ہیں خلیل اللہ کے وہ دوست ہیں  
جام و آئینہ بنایا نقش چشم و دل کہنے  
نہی رہتی ہے یہ مجھے عشق کی جان کی طرح  
کیا مہ و خوشید کا جلوہ سامنے آنکہ میں  
جو دیا ہو کھو خدایا صرف کر ڈالا ادا سے  
کیون دل پر داغ خوش اس چشم گرایا نہ ہو  
واہ ہوئی ہے کہاں تقدیر جا کر دیکھئے  
قصہ فرماؤ مجھ کو کونسا کرتا ہوں روز  
ہم برابر جانتے ہیں شاہ ہو یا ہو گدا  
عاشقان رخ نہ کیونکر ادوں لب و لہجہ بہرین  
خال و مکر کھئے کاشنیتہ ہر دل سے جو

ہو نہیں وہ مرد جبری کہتا ہوں جو عشق  
سیکھہ جامی جسکا جی چاہی ہمارے گھر عشق  
ہوں تو دیوانہ مگر کہتا ہوں نہیں نشتر عشق  
جان جائیگی بچا سیکھا ہمارے سر سے عشق  
کیا عجب ہے ریت پرستوں کو جو ہوا ز سر عشق  
پہر محو کیونکر نہ ہو جیشد و سکندر سے عشق  
نا تو انی کو ہر کچھ میری تن لائے سے عشق  
یار مجھ کو تو ہر تیرے عارض انور سے عشق  
ہر تعجب بقدر قار و نکو تھا کیون ز سر عشق  
بشیر طاؤس کو سوتا ہی ابر تر سے عشق  
ہر تبوں سے عشق کیا گویا کہ ہر تب سے عشق  
آجکل مجھ کو ہوا ہر عشق کو دفتر سے عشق  
ہر نہ غفلت سے ہرین نفرت نہ اہل ز سر عشق  
جنتی جو ہیں او نہیں ہر چشمہ کو ز سر عشق  
ہر اداسی بیشک جہان میں حضرت فہر عشق

بادۂ اطر سے عشر میں جھکا دینگے مجھے  
یا اس ہے مجھ کو خباب ساقی کوثر سے عشق

### روایت کا ف عربی

ترے جو ر و ظلم کا شہر ہے قاتل تا فلک  
آگ لگا کر زمین اسے لیکو قاتل تا فلک  
ماہ کو گردن ہے تار و تین کہ دور جام ہے  
الامان سب ساکنان آسمان تھر آگئے  
مسلوک مادہ نو یہ جلوہ گر ہے چرخ پر  
چرخ چارم پر سچا سچا ہر تے ہیں دم عشق کا

یہ تیغ ہے یا کہ ہو بچا خون لعل تا فلک  
سر گر کہنچین ہمارے شعلہ دل تا فلک  
ہو گیا ثابت کہ جاری ہے یہ محفل تا فلک  
ہجر میں ہو بچہ جو میری نالہ دل تا فلک  
دیکھو ہو بچا ہے عکس تیغ قاتل تا فلک  
اب تر شہر اہر ایسی شہما کل تا فلک

<p>بزم میں شیر خا آتے ہیں کبھی اور خوش          بام تک اوس شک عیسیٰ کہ پہلا پہونچو نہیں کیا          حال مجھ کو کھا نہیں سنتی وہ اللہ رسے غور          آسمان پر سچ کی شب میں نہیں تاری عیا          وقت محبوب میں ہوتا جو سر گرم فغان</p>	<p>یہاں سو جاتی ہیں ملک تہاں سو ہو دتا فلک          خرم ملک انسان کا جانا ہر شکل تا فلک          ایتھو پہونچا ہر داغ زیب محل تا فلک          تیری آہوں کو سر پہونچو ہین ایدل فلک          میرے نالوں کو یقین ہو رات بہر فلک</p>
---	---

اگر ملاکی سمت اوٹھنے کے جو میری پاؤں پاس  
 اوڑکے جا بیگا غبار راہ منزل تا فلک

<p>فلک نے لیا آسمان زیر خاک          ہر یوسف کا بھی کاروان زیر خاک          کیا چوڑ کر کاروان زیر خاک          سنائی نسی داستان زیر خاک          ملا کیم نہ اونکا نشان زیر خاک          ملے گا اگر آسمان زیر خاک          چلے گی جو میری زبان زیر خاک          سنا ہو کہ ہے آسمان زیر خاک          بنائیں اب اپنے مکان زیر خاک          کرو لاکھ آہ و فغان زیر خاک          یہ عالم ہے سارا روان زیر خاک</p>	<p>کیے چور چور آسمان زیر خاک          گئے آہ کیا کیا جوان زیر خاک          مجھے دوستوں کو غادی کہاں          پھرایا نگیرین نے سر مرا          جو ہنسے ہی پہلے یہاں آئے تھے          وہاں بھی ہم چین سے سوٹینگے          نگیرین بھی بند ہو جائینگے          وہاں بھی یہ پیسے گا کہہ شک نہیں          یہاں ہنسنے دیجانہ سکو فلک          نہیں پوچھتا کوئی اگر خبر          نہ مر کر کوئی آسمان پر گیا</p>
--	---

فتار رخ سے بچائینگے یا پاس  
 علی ہین مرے محرابان زیر خاک

### بر دیف کاف فارسی

<p>عاشق زار ہو گیا کوچہاں سوا لگ          دم تدویر میں دیا کہ چنے تیرے لوگ          سخت جانی آکر کہتے ہیں ہوا مثل قاتل</p>	<p>کسی بلبل بھی ہوئی ہر خستیاں سوا لگ          یہ وہ سودا ہو کہ ہوتا نہیں انسان سوا لگ          میری گردن نہوئی خبر بزان سے لگ</p>
--	--

یا رجبے ترک کیسو نہیں بل جاتے  
اک نہ اک روز وہاں جانیمنی وقت ہوگی  
دل سے چھوٹی ہے چھوٹکی دہن کی الفت  
جو گنگا رہیں ہوں مستعد جانیازی  
حق سے باطل کہی ملتا ہے نہ باطل حق سے  
منہ جو بوسہ کو بٹہ ہوتا ہوں تو کتا ہے دوشوخ  
اک نہ اک نقص بھی تھا ہر اک کامل میں  
میں اس شغل میں دن رات رہا کرتا ہوں  
ہر صغیر ان چین بختے ہیں خود آ کر پنا  
خواب میں مصر کو دیکھا نہ زلیخا کو کہی  
دست حشرت ہے جدا میری گریبان میں پڑا

یو نہیں سونہ نہیں ہوں تادل نادان سے الگ  
اسلیو رہتی ہوں ہم محفل جانان سے الگ  
کیا سکندر نہ پہلا چشمہ حیوان سے الگ  
بلکہ جو ہوں کمری ہوں کہیں سے الگ  
دین کا فری الگ کفر مسلمان سے الگ  
روٹی صورت یہ ہے چہرہ خدا سے الگ  
داغ ہوتا نہیں اک شب مہتابا سے الگ  
عشق کیسو الگ ہے رخ تابان سے الگ  
آشیان ہوتا تو رہیں گلستان سے الگ  
جذبہ الفت ہی سے یوسف ہوئی کنگا سے الگ  
خار و بوجی ہوئی ہن گوشہ داما سے الگ

یاس اس اک اور غزل لکھ کہ وہ ہو دو بحرین  
تافینہ ہونہ مگر ضبط شمعہ ان سے الگ

### دو بحرین

دل کہی گناہ اس لعل پریشان سے الگ  
عشق کا کل میں ہیں آنکھوں کو فرغا کا خیا  
ساتھ ساتھ اوکوہ جابین جیسیان جہان  
جنتیت سی مر و لکو ہر مرگان سے تری  
آنکھیں دلی میں تصویر میں جا آنکھوں کے یا  
اوکوہ مٹھون سے نہ چھوٹکی کہی سرخی پاں  
انہی محفل میں بلایا تھا عبث تمنے مجھے  
کاوش عشق مڑے تو نہیں بچنے کی جان  
چاہیے والون کو دل پہنچتی جاتے ہیں صنم  
ہو کرین کہا یگا اوکیٹ رمی کہنا تو مان

یاس قیدی بھی ہے کوئی زندہ اس الگ  
چار رہتی ہوں مر و غار سفیلان سے الگ  
غول پر ہوں کے رہیں میری سلیمان سے الگ  
شیر یہ وہ ہے کہ رہتا ہے بیتان سے الگ  
میں پریشان ہوں تری زلف پریشان سے الگ  
رنگ ہو چکا نہیں لعل مخشان سے الگ  
کیلے روٹو ہوٹو بیٹھے ہو مہمان سے الگ  
یہ وہ نشتر ہے نہوگا جو رگ جان سے الگ  
بیج ہو تو ہی نہیں لعل پریشان سے الگ  
تو نچا یگا جو اس سر و خرامان سے الگ

محبے اور اس سے نہیں فزونی دشمن کہی کیونکہ نہیں ہر وہ آبِ اُتو تو نہ ہرین	کہد و مجنون ہو میری بیان ہر الگ برقی کدم ہی کہی تہی ہر باران ہر الگ
حلقہ کیسے جان نہ دل چوٹ گیا کس بلہ ہوتا کہی ہر درخشان سے الگ	

### روایت لام مہملہ

قتل کرنے سے میری پیشانی قاتل دیکھتا کیا ہے بے خیر زبان قاتل بال کھلے ہو قتل کو جب تو آئے سایہ تیغ ہوا میرے لیے ظل ہوا کلیان جو ہر کی کہانی میں عجب طر کا رنگ فج کر کے مجھ تو نے یو نہیں چوڑا افسوس لاکھ تو سکھو بجائے نہ بچکا ہر گز شل ہو جا کر کہیں ہاتھ تڑکت کے سبب بگینہ چاسی والوں کو تہ تیغ کیا ٹہنے بے لعل کہ ہوا شور قیامت برپا نہ بچ کر تباہ تو نہ بھیر کے کیوں ٹہا ہر حشر میں جاؤ نگا فریاد کو یوں پیش خدا	تیغ کی طرح ہر خود سر گریبان قاتل جلد آجوش شہادت ہو نہیں مان قاتل کیونکہ بے لعل ہوں تہ تیغ پریشان قاتل ہو گیا قطع مجھے سخت سلیمان قاتل تیری تلواریں ہر لطف گلستان قاتل اب میری لاش ہر میان ہیر و سامان قاتل خون ناحق ہو بھر گیا ترا دامن قاتل دیکھ شرمندہ ہونا سر میدان قاتل منقت گردنہ لیا خون شہیدان قاتل اوٹھکے مقتول میں ہوا جبکہ خرامان قاتل دیکھ کہ طرح نکلتی ہو مریحان قاتل ہاتھ ہو گا مرا اور تیرا گریبان قاتل
--	--

جان پر ہنس کے آئی تیس چلو تم ہی چلو  
استحان آج کر گیا سر میدان قاتل

چاک ہوتا ہو گریبان ماہِ امان آجکل رنگ لایا ہو نیلایہ سوزِ پنهان آجکل پہر ہار آئی ہو پہر جوشِ جنون کی فصل کیا سبب جاوین جو ہو لاسما تا نہیں ہجر جان نے ہمیں تصویرِ ماتم کر دیا	رنگ پر میری جنون کا ہر گلستان آجکل ہو مرا سار بدن سر و چراغان آجکل ہو رہا ہو تار تار اپنا گریبان آجکل مثل گل وہ ماہر و رہتا ہر خدا آجکل نعم ہارِ خانہ دلمین ہر همان آجکل
---	--

فصل گل سے خوشبو نکالو غزل ہر دمین  
 بقیار سی پر مری تجلی ہی ہستی پر تیان  
 وہ بیان میں لا تا نہیں کہ قصہ یوسف کو ہی  
 فصل گل میں اتھارے توت و توت خون  
 فصل گل میں پھر خوشی کی طعنیانی ہوتی  
 عشق ابرو کا نہیں یہ سنا ہے موت کا  
 ایک دن ہی وصل کا وعدہ وفا ہو تا نہیں  
 کیا غزل سلام کو بند سے اوسی کی ہو گئی  
 مثل محبون ہو گئی ہو محبو حشمت کیا کہوں  
 و کیکہ لا لڑجے ہونٹو پیرا و نکے بولادل

بلبل گلشن میں تری ہن غزلو آن جکل  
 ابر میری حال پر رہتا ہو گریان آجکل  
 وہ صنم چمن پرانی ہو نازان آجکل  
 بڑھ گیا دہن سے ہی چاک گریبان آجکل  
 پھر خون نہ چاک کر ڈالا گریبان آجکل  
 میری گردن پر تہہ شمشیر بر آن آجکل  
 خوب یہ تہہ نکالی ہو مریبان آج کل  
 دیدیا اک بت کو ہنزدین وایان آجکل  
 جہاننا پھر تا ہنزدین خاک بیابان آجکل  
 محقر منہ چڑھ گیا لعل بدیشان آجکل

ہر طرح میں یاس کسنا چاہی کیا ک غزل  
 کیونکہ جو تیرا مرتب تیرا دیوان آج کل

خود بخلا تے ہیں تیرا کہ شبگیر دل  
 اپنے پہلو میں اس پرستی کو ہنسنے دی جبکہ  
 اشک بر سر اس قدر آنکھوں سے چھریا رہیں  
 چر گیا تہا وہ جواک تیرا گاہ او لیں  
 میری پہلو سے چڑھ کر کیوں کیا برباد اسے  
 سنہ کو کہ دیکھو ابھی پر مردہ ہو جاتا ہے  
 بڑھ گئی ہو اسکی خوشی ہوگی اب آفت بیا  
 ایک دم ہی میری پہلو میں نہیں اسکو قرار  
 آکی باتیں کیا کرتا ہے مجھے حیرت  
 مجھے تازک طبع کو عشق بت سنگین جگر  
 آگ ٹھہراتی ہو دعا غولکی جرات قلب میں  
 کم سوا جب سے تصور ہے اوسی کا رات دن  
 تیرا قاتل ٹر گیا اسپر وہ ترپا ہی کیا

کچھ خطا میری نہ نہیں ہو نہ کہ قصیر دل  
 اور اس سے بڑھے کوئی کیا کر تو قیر دل  
 غرق آب شور آخر ہو گئی تعمیر دل  
 وکیہ ای قاتل تیاں ستر میں ہو خیر دل  
 اوتم ایسا و تباددی مجھے قصیر دل  
 نام ہو در وجدانی کا فقط تعمیر دل  
 تو ہی کراؤ زلف جاناں کہ نہ کچھ بدیر دل  
 کس طرح نہراو کہیں چکا پہلا تصویر دل  
 کس طرح مجھ کو نہ خوش آئی پہلا تقریر دل  
 دیکھنا تیرے جاکر بڑھ گئی تعمیر دل  
 جسم کو میری جلانے دیتی ہے بخیر دل  
 سامنے کرکٹا ہوں اپنی آنکھ کے تصویر دل  
 واہ ری قسمت جگر کی واہ ری تعمیر دل



<p>دلجوہ متاب ہو کچھ کہ نہیں تویر دل یار کا نقش جبین ہو باعث تسخیر دل زلف پیچیدہ ہو اوس صیاو کی زنجیر دل یار کو گھر میں لگی ہو ہر جگہ تصویر دل دید کے قابل ہو اسی شک پر ہی تعمیر دل لیکے عاشق سے ہو کیا خوب کی تو قیر دل پہلے آنکھوں کا قصور اس میں ہو پھر تصویر دل لیٹ کر پہلو میں نہی تو کہی تقریر دل</p>	<p>دماغ کی ضو سے ہوا روشن سینہ خانہ مرا دیکھتی ہی لوح پیشانی اوسی کا ہو گیا بال او دہر بکھر گئے حشمت سلسلہ خباہت فی آنکھوں کا شوق اوسکو باعث حیرت ہوا خون کی رنگ نیربان گلکاریاں غولکی ہن قید رکھا توڑو الا خون کیا صدمہ دیے کیوں دکھائی او کی صورت کیوں مجھ مائل کیا اسکو کچھ رمان ہی ہو کچھ آپسے کہنا بھی ہے</p>
---	--

بت کیو پر نے ہن ہاتھوں ہاتھ اسی زار میں  
جرم الفت پر ہوئی او یاس کیا تشیر دل

### روایت مہم

<p>تو ام ہن و لون ہمسو وفا اور وفا سے ہم پیدا ہوئی ہو ہم سے بلا اور بلا سے ہم برسون لڑی ہو ہم سے صبا اور صبا سے ہم کیا ہی جمل ہوئی ہو قضا اور قضا سے ہم ہر بخلات ہمسو دوا اور دوا سے ہم چوٹیلگی ہے کت بلا اور بلا سے ہم بگڑی ہوئی ہو ہم سے حیا اور حیا سے ہم ہو اوج میں بلند ہما اور ہما سے ہم اب دور تر ہو ہم سے شفا اور شفا سے ہم آئی ہو تنگ ہمسو قبا اور قبا سے ہم</p>	<p>راضی ہو ہم سے تیری رضا اور رضا سے ہم سکونہ او کی زلف کا سودا ہو کس طرح ہوا جگاڑا ہوا تھا جو گل و بلبل کے واسطے یہ ناتوان تیرا سو جوڑو ہونڈ مانہ ہم ملے خفت نہو کی کچھ پتہ تینوں جھلیب سودا ہن زلف ہم پہ ہو ہو بہت و بال ہم تو خفا ہیں منہ سو وہ کچھ بولتے نہیں ادنی یہ ایک تیر کو بوتر کا قول ہے کہینچا ہو طول عشق کو آزار نے بہت دست جنون دراز ہو اچا ہتا ہے پر</p>
---	---

او یاس ایک دن جو کہ درت زبانی راہ  
ہم سے دیکھیں میں صبا اور صبا سے ہم

دستی ہیں عشق زلف شکن شکن سو ہم  
پہرون لڑا کر لے ہیں آنکھیں کن سو ہم

یا وطن کہی کہی گل کا بسے خیال  
عادل کا سامنا ہو گناہوں کی سرم ہو  
خبر خارِ نعم موافقت میں کچھ حصول  
یوسف کی طرح ڈوب رہیں ہم اس کے عشق میں  
بابل نہ بھی خار کہ جاتے ہیں باغ سے  
بوسہ لہون کے لٹکا جو تنگے دانت اب  
آیا جو تھو سنبہ رخ کی ثنا کا دہسنا  
تجھ کو سہاں تبوں کی خدائی سے کچھ ملا  
یہ وجہ ہے جگر جو ہمارا ہے واعندار

ای دل تینگ ہیں سو دیوانی ہیں سر ہم  
مرقد میں سُنہ چھپا دی ہو کہ کفن سر ہم  
کیا خاک دل لگائیں کسی گلبدن سر ہم  
کب دیکھی نکلتے ہیں چاہِ دقن سے ہم  
برخاستہ دل آپ ہیں اس آئین سے ہم  
جاتی ہیں اب عدن میں نکل کر میں سے ہم  
او گلین گے زہر اکیدن آنی دہن سے ہم  
پوچھیں گے بات جاگو کسی رہن سے ہم  
رکھتے ہیں عشق دلیں کسی گلبدن سے ہم

یا تیس انبی شاعری پہ ہمیں کیا غور ہو  
آگاہ کب ہیں کوچہ شعر و سخن سے ہم

در جسم خود ز فکر سخن مثل جان شدم  
عشق تمام کر دمراد شباب حیف  
در جستجو و اوچو بدر رستم از وطن ہوا  
دارد عجب بہارتن واعندار ما  
کاسیدہ کرد الفت ابرو سے نازنین  
عشق میسان یار مرا کرد ناتوان  
یک عمر رنج فرقت جانان کشیدہ ام  
دل را خیال سیبِ دقن داد تو تے  
در باغ و ہر آمدہ ام مثل بو سے گل  
نالہ زول کشم پئے یاران ز فغان  
شاید کہیے مرا بد ساغرِ شراب  
افتادگی عشقِ نجارم تبہ کرد  
دل واعندار یا فتم و اشکِ لالہ گون

این خواستم کہ نام شود بے نشان شدم  
چون د نمود فصل بہاری خزان شدم  
ماند روح از تن خالی روان شدم  
دالفت گل رخ تو بوستان شدم  
تیر قرہ فدا و بسینہ کمان شدم  
از کاہش الم چہ شد این عیان شدم  
چون نام وصل بدو من شادمان شدم  
ہر کہ کہ من طعیت شدم ناتوان شدم  
آخر چرا بجا طرہ ہر کس گران شدم  
آخر درین سرا جرس کاروان شدم  
بر این امید بندہ پیر مغان شدم  
در کوئی یار نہ خاک رہ ز فغان شدم  
در خانہ باغ الفت او ایمان شدم

ای یاس از ازل ہدف تیر القم

## در صید گاه کشته ابر و کمان شدم

پہر اپنا صبر از مائیکے ہم جو یا رہو کو یا نیکو ہم  
 مکان لبر یہ جانیکو ہم محبت اپنی جانیکو ہم  
 جو بوسہ کمانہ یا نیکو ہم تو او کو زولت نہا نیکو ہم  
 جو سیر گلشن کو جانیکو ہم تو خار ہم دہا نیکو ہم  
 نہیں ہمیں کچھ ہم کی پڑا بہت نہا ہم ناز و بیجا  
 او ہم او دہ ہون او ہا کو دمانہ تیر ناز و بیجا  
 یہ تیر تر گان جن صف را اندو گے کسکونین کر  
 جو دیکر گلشن میں شیل و گل کر نیکی یاد او کو و کال  
 یہ دہلا میں ہن جبکہ با ہم تو کیوں دہ ہم تو کو عالم  
 ارادہ ہر جان سو کر قاتل جان تیر جفا کر سل  
 ہر ایک خوش رو یہ تو ہر مال ہر ایک رسول کا ہر سل  
 بہا را تو دہ چہمین ہنیکے توشی نہ ہر دہن میں  
 ہن تیر کو ابر و جفا یہ مال مجھ کو ضرور سل  
 تہنیکے کیا حشت فرو زمین قاتل جان مجھ کو خنیز  
 یہ خد بلایت ہر انہو تہین کہ رنگ گل سطح چہمین  
 مرا ارادہ سمجھ گیا ہو کہ وصل کا اسکا مدعا ہے

اوی کو پہنا زار و چھا نیکو ہم اوی پہل گانیکو ہم  
 توجہ او نکی جو یا نیکو ہم حکایت لٹا نیکو ہم  
 منہ اپنا کسکو دہا نیکو ہم جو طرح منہ کی گانیکو ہم  
 خیال رخ زمین لائیکو ہم نہایت کا داغ اٹھا نیکو ہم  
 بلا سیر بخور یا را پنا اوی سر پہل گانیکو ہم  
 بری میں لیر چلین کسما مان راہ او کسکو چھا نیکو ہم  
 یہ او نکی آنکو چھا ہر اشار کہ عاشقو نکو دلائیکو ہم  
 و کما کو داغ دل پنا بلبل گلو توجہ نہا نیکو ہم  
 اشار کو زلفو زہین یہ ہم کسکو دکو نہا نیکو ہم  
 خیال ہر نام کا جو ایدل نشان ہن پنا نیکو ہم  
 چہی دیوانہ میں ہر ایدل تہی گمانکاب جانیکو ہم  
 صبا اگر سر سر او نہیں لی تو دہمین او نیکو ہم  
 ہم یہ سیر گوشیان میں قاتل و جگر میں جانیکو ہم  
 ہرین لی بخیر اگر خون میں تو دیکنا غل مجھ کو ہم  
 شہ صال او کو ہرین میں شال نحت سائیکو ہم  
 دہ شوخ نہیں نہیں کو کہہ ماسر بلا دہم کو نیکو ہم

## بیان کرین کیا ہم اپنی حشت نہ ہمواتنی کہاں لیاقت

ساجو اگر یاس زکرت تو بوا کر و ز جانیکو ہم

دیکھتو ہن زور و شب تیر کو رخ روشن کو ہم  
 عشق میں بالکل تیر نیک و بدر رہتی نہیں  
 ضعف کا ہر زور عشق کیو محبوب میں  
 آجکل مرغوب ہر اس درجہ سو دے کی خلش  
 شفیقہ اپنا کیا تو ہے مگر یہ جان لے  
 تیغ قاتل چلکئی باد بہاری کی طرح

دھیان میں کیا لائین ہر و ماہ کے جون کو ہم  
 دوست اپنا جانتی ہیں اس فاشن کو ہم  
 دست حشت سیر پڑائین کس طرح دامن کو ہم  
 جلا کو ہما و تیر ہن خار و سو خود دامن کو ہم  
 حشر کے دن ہن پھوڑے گئے تر و دامن کو ہم  
 دامن گل جانتی ہن زخم کے دامن کو ہم

کس طرح و در خمین چیدن لسی تر دهن کو ہم  
جا کو خود سود میں بند ہوا تو دین گردن کو ہم  
شرنگین با تو ہین کشن گل سوسن کو ہم  
عشق ابرو دین گہرا جانتی ہین ان کو ہم  
ہجر کے کچھ دن تصور کرتے ہین ساون کو ہم  
روز مرہ جانتی ہین نالہ و شیون کو ہم  
دیکھن تو او رشتہ گل دیکھن تیری جو بن کو ہم  
اک گھر وند جانتی ہین قیس تیری بن کو ہم  
یا کرتے ہین اگر تاریکی مدفن کو ہم

میں گناہوں پر جو رو یا خیر میں آئی صدا  
تیرے کیسے تصور میں اگر گھٹتا ہر دم  
جب سیالیدہ لب کا تیرے آجاتا ہے فکر  
گوشت غزلت سمجھتی ہین ہم شمشیر کو  
اب سو اس فصل میں ملتا ہر رونے کا مہر  
وقت جانان میں اسی غم کی عادت ہوئی  
ہوٹ جائیں اسکی آنکھیں تجھ چوڑا لے نظر  
ایسوا سیر کھیل تیرے عشق میں کیسا بہت  
داغ دے گئے جلتے لگو ہین یہ ہوتا ہے قلع

یاس پیری میں جوانی کا آساف ہو ہین  
یا کرتے تیرے جوانی میں یوہین چپن کو ہم

### ر د ی ف نون معجمہ

دکھا کے جلوہ خورشید آفتاب سخن  
بہر ہر شیشہ دلیں مری گلاب سخن  
دکھا رہا ہے چک نور آفتاب سخن  
کسی کو شک ہو تو وہ دیکھ لے کتاب سخن  
عروج پر ہے بہت اندون شباب سخن  
دکھاؤں جو ہریوں کو جواب تاب سخن  
زبان جو بند کروں پھر کھلو نہ باب سخن  
زبان کلید سخن ہر توب ہین باب سخن  
غضب ہو گھلکا جو ہو جائے بند باب سخن

اولڈ سے شاہنہی اگر نقاب سخن  
دماغ کیوں نہ معطر ہوں سنو والو نکلے  
زمین شعر کو توجہ آسمان کی طرح  
ہر ایک شعر مرا کم نہیں ہو دیوان سے  
مرے کلام کا ساری جہان میں شہرہ ہو  
صفائی نظم گہر پر نطسہ کرین نہ کہی  
خدا نے مجھ کو بنایا ہر مخزن اشعار  
ہمارا سینہ بے کینہ ہے خزانہ شعر  
اگر ہے طبع میں تیزی تو پھر خموشی کیا

زبان دہن میں ترے یاس سیف بران ہو  
مجال کیا جو کوئی دے سکے جواب سخن

انکی بہار دیکھتے فصل بہار میں

یہ سیکڑوں جو گل ہین دلِ داغدار میں

سوعطریکیلی کاسے خوشگوار میں  
شیر و نکلے بدلے ہر تے ہیں کہ پہاڑ میں  
تو نے تو مجھ کو والد یا ہے فشار میں  
کیا کیجئے کہ یا نہیں اختیار میں  
گھیرا خزان نے باغ کو فصل بہار میں  
بوئے و فانی نہیں چمن روزگار میں  
بوئے و فانی نہیں چمن روزگار میں  
میری زبان بند نہوگی ہزار میں  
درکار ہو نکلے لوہے کے سختے فرار میں  
اٹھتا ہے لطف و صل میں تظار میں  
جاتے ہیں ہم حلب میں کہی کہ تار میں  
کھتی ہے زندگی اسی لیل و نہار میں  
پر کیا کروں کہ دل ہی نہیں اختیار میں  
مجنون کی کیا ہر خاک ہمارے غبار میں

ساتی بسا گلابو نکلے یوں بہار میں  
گردش پہیلیوں کو نہیں چشم باریں  
شوخ تو دیکھو کتنی ہیں بوس و کنار میں  
جلتے رقیب دیکھکے بوس و کنار میں  
آغاز خط ہوا رخ رنگین یار میں  
رنگ خزان پر باغ جہان کی بہار میں  
کیا خاک ان گلوں سے محبت کرے کوئی  
کھلجائیکا جو باغ میں بولینگلی بلبلیں  
جوش جنون رہا جو یہی بعد مرگ بھی  
ہر وقت ہیں کسی سے تصور میں ہنس جل  
سودا ہوا اک آئینہ برو کی جوزلف کا  
رہتا ہو زلف و رخ کا تری روز و شب خیال  
میں لاکھ چاہتا ہوں نہ افشا ہو راز عشق  
اوٹھکر بچد سے دشت میں جاتا ہو بار بار

ایک یاس یار آئے نہ ملنے تو کیا کروں  
کیونکر پر ایا دل ہو محبلا اختیار میں

یہ ناز نزلے یہ ادب ہیں ہی جد ہیں  
وحشی ہیں پریشان ہیں گرفتار بلا ہیں  
کیون جی ہی کہتی تھے کہ ہم اہل و فانی ہیں  
ہر عقل بھکا نہ مری ہو شس بجاہ ہیں  
وہ حور لقماہ لقما ہر لقما ہیں  
گویا چمن دہر میں ہم برگِ خانی ہیں  
گردن نہ ہلائیے کہ ہم اہل و فانی ہیں  
قامت جو قیامت ہر تو گیسو ہی بلا ہیں  
بت مائل ظلم و ستم و جور و جفا ہیں

بجائیں سو جی سے جو ہم مہر و فانی ہیں  
جسم و ز سے ہم شفیق زلف و دوا ہیں  
دودن کی محبت میں یہ عاشق سی براتی ہیں  
سودا محبت میں زخو درفتہ ہوں ایسا  
کیونکر ہوں حسنین جہان و نگو مقابل  
پیسا ہے یہیں عشق نے ان گلبدنوں کو  
حاضر یہ یہ شرسوق سے تو کاٹ لے قاتل  
پامال جہان اس سے تو خلق اوس سے پریشان  
اللہ اس فت سے مری و لگو بچائے

سکون کی جو ہر فوج تو آہو نگاہیں را  
ماہر یہ سوار ورمز دستِ جنوں کا

ہر سب سے جدا رنگ تری کون کا اسی کا  
بندش ہر جدا ہر یہ ضامین ہی جدا ہیں

رُکے قتل میں جو وہ قاتل نہیں  
مہبت ہر لگین حقیقت میں میں  
جو بیٹے کہا نہیں دید ونگا جان  
نصو کیا جسکا دیکھا او سے  
محبت کا حسین ہو چھپا اثر  
خوشی کو عوض نہیں رہتا ہے غم  
تری بیوفائی سے اوی لے وفا  
سافر عدم کے رہے قبر میں  
جو یوں دیکھیے تو بہت سہل ہے  
بلا زلف جیون غضب قہر چشم  
کہانی کہوں کس سے میں غش غلی  
کہ ورت سے یہ صاف ہر دل مرا  
جبیں ہنور تری چاند ہے  
یہاں جمع ہیں سب جہان کے حسین  
سو اسرت و در و اندوہ کے  
اوٹھا لونہ جو ناز مستوق کے  
کڑ گیا نہ غل اسکا قیدی کبھی  
کیا جب طلب بوسہ بولا وہ شوج  
ملی نہتا سب الفت کی کب

جو تڑپے تیر تیغ لب لب نہیں  
تو نگہی خدائی کا قاتل نہیں  
تو بولے کہ ایسا ترا دل نہیں  
مری بریں آئینہ ہر دل نہیں  
وہ تپتے سہرے ہر پھر دل نہیں  
یہ دبست لہرن ہر مراد دل نہیں  
جو پہلے تھا اب و مراد دل نہیں  
کہ بہتر کوئی اس سے منزل نہیں  
مگر عشق سے بڑھے مشکل نہیں  
بتاؤ مرا کون قاتل نہیں  
یہ قصہ تو کہنے کے قابل نہیں  
کہ آئینہ اسکے مقابل نہیں  
سارا ہر زحار کا قاتل نہیں  
پرستان ہر تیر ہی محفل نہیں  
کچھ اس عشق کا اور حال نہیں  
میں اسی محبت کا قاتل نہیں  
یہ زلف رسا ہے سلاسل نہیں  
تری بات سننے کے قابل نہیں  
یہ دریا وہ ہر جسکا ساحل نہیں

جو چاہو تو اک بوسہ دو پاس  
کہ آسان ہے یہ بات مشکل نہیں

اگر سوئین کہی ہم اوس مہ کا مل کے پہلوئین  
جگہ ملجا تو حسرت کو اگر بل مل کے پہلوئین  
نہ کیونچ لطف نہ ہوئین اونکی زردیدہ گاہوں  
نہ حسرت کوئی سہین نہ کوئی آرزو آسمین  
مرا پھر رو ہی آباد کروے اسکو دنیا میں  
نہ اینکی نظر محو خوشی کی شکل دنیا میں  
جلکہ کے داغ کچھ دکھار ہوین طرہ کیفیت  
مکہ مجھے رہتا ہے رقیب روسیہ میرا  
جگر ہی ل بھی لہا ہم جدائی میں تڑپتی ہیں  
اوٹھو دنیا سو جب پہر کچھ دنوں سہین ہی کن کر  
تصویر کیا لیلی کو اپنے پاس ہی پایا  
یقین ہے آج قتل میں ہی باری ہی جائے  
ہوا خون میری آرزو کا دایرہ بیدردی  
خدا جانے یہ بیداری تھی یا خواب پریشان

شعاع نور پیدا ہو ہمارے دل کے پہلوئین  
بسر کر دو یہ اپنی عمر میرے دل کے پہلوئین  
لٹا ہو قافلہ حسرت کا اکثر دل کے پہلوئین  
فقط جلوہ کسی کا ہی ہمارے دل کے پہلوئین  
خدا یا اور دل دواک مجھو اس دل کے پہلوئین  
غم و رنج و الم ہیں جمع میرے دل کے پہلوئین  
چمن تازہ کھلا ہو یہ ہمارے دل کے پہلوئین  
ہمیشہ خاک و ڈاگر تھی ہمارے دل کے پہلوئین  
کوئی سہل تان ہو جس طرح سہل کے پہلوئین  
سہرے گور بھی ہو آخری منزل کے پہلوئین  
رہا اس طرح مجھوں صاحب محل کے پہلوئین  
یہی جاتا ہو دل مجھو میرے قاتل کے پہلوئین  
کسی ظالم کی محفل میں کسی قاتل کے پہلوئین  
وہ سو گزرات ہر مجھو گلے مل لگے پہلوئین

بہت دشوار تھا اسکا رولف قافیہ لکھیں  
غزل تو نے کہی ایسی کس شکل کے پہلوئین

تجسما جہان میں یار کوئی ناز نہیں  
پر مہر و ماہ میں کوئی تجسما حسین نہیں  
دامن ہو کر تو جیب نہیں آستین نہیں  
خالی مکان ہو کر تو ہن ہزاروں کمین نہیں  
آجی نہیں یہ آپ کی ہر دم نہیں نہیں  
کس کام کا وہ نام کہ جسکا کمین نہیں  
ہو آسمان کو چوکی تیرے زمین نہیں  
ہاں ان بہت ہو خوب بُری نہیں نہیں  
پر کیا کریں کہ یار دم واپس نہیں

کیا جسم ہو لطیف کہ سایا کمین نہیں  
یہ رخ نہیں یہ زلف نہیں یہ چین نہیں  
دشت میں نہ تن پہن ہو کمین نہیں  
انسوس کا مقام خرابات دہر ہے  
جس طرح ہو گا بوسہ اب آج لینگے ہم  
حسنِ سخن وہ ہے کہ ہر اک دل پہ نقش ہو  
دور سے بھی جلوہ گاہ کے رشکِ نجوم نہیں  
انکار وصل موت سے بدتر ہے مجھو یار  
ہم وقت مرگ صحیفہ زحار دیکھتے

یادش نخر آج مرا یہ حسین نہیں  
صحرا کی یہ زمین ہرچمن کی زمین نہیں  
یہ طور پر عتاب کا چین حسین نہیں  
یوں کہ تیری بات کا محبہ یقین نہیں  
یا آج تیرا ہجر نہیں یا ہمیں نہیں  
یا غیر رو سیاہ نہیں یا ہمیں نہیں

ساتی ہو مگر عیش کا سامان ہر باغ ہر  
ہو خاک چین و شست نور می میں آنجنوں  
آتی ہی میرے یار کو تیرا بدل تھے  
میں جو یہ کہا کہ میں عاشق ہوں آپکا +  
کاٹنگے ہم گلاب جو نہ آئے گا شام سے  
دیکھیں تو کون رہتا ہے اب بزم یار میں

قائل کرے مجھے کوئی گویا ہو یا اس اگر  
چندر کا جو عدد ہو وہ کیونکر لعین نہیں

جو تو نہیں تو پھر یار کچھ چین میں نہیں  
جو دل کو داغ نہیں ہر لطف و چین میں نہیں  
تو سپینے کی بو عطر یا چین میں نہیں  
مری حبیب کا جلوہ کس آنجن میں نہیں  
گناہ کا کہیں دہسارے کفن میں نہیں  
ہمیں کلام کوئی یار کے دین میں نہیں  
خطا مغف ہو یہ مشک تو ختن میں نہیں  
جواب یار کا واللہ بانگین میں نہیں  
وہ بات کو نسی ہو جو مرے سخن میں نہیں  
جس آنجن میں ہو تو میں اس آنجن میں نہیں  
کسی کی آنکھ میں سوخی ہو جو ہر آنجن میں نہیں  
یہ تیرا آن تو کہیں باد کہن میں نہیں  
مسافت میں مری جو میں وہ وطن میں نہیں  
نقاب چہرے پر ہو چاند یہ کہن میں نہیں  
ہمارا ذکر بھی اس بت کی آنجن میں نہیں  
یہ رنگ تو تو مرے جامہ کہن میں نہیں  
کمر میں راز ہے جو وہ تری دہن میں نہیں

کوئی فرا گل و بلبل کی آنجن میں نہیں  
ہمارا سو گلون کی بھی آنجن میں نہیں  
مہک یہ حضرت یوسف کے پیر میں نہیں  
عجیب لطف ہو و خدا میں اوجی کثرت ہر  
خدا کی عفو نے یہ پاک کر دیا پس مرگ  
نہ ہم عدم کے ہن قائل نہ او کی تہی کے  
مثال دون کسے اس کا کل معبر سے  
یہ سچ یہ وہج ہو کسی میں نہ تیرا ش و خراش  
خدا کو فضل سے ہر رنگ میں کسے اشعار  
وہاں ہر مجمع اغیار یہاں ہر جم ملال  
ابھی ہر چشم غنایت ابھی ہر نظر شیر ہی  
کسی سے آنکھ ملی اور ہم ہو سرشار  
نکلے تن مری روح نے کہا نصرت  
کسی کے رومی نور سے ہو حجاب اسے  
خدا کی شان کہ میں غیر باریاب وہاں  
فلک پکارا جو قاتل نے پتھر کپڑے سرخ  
عیان ہو او کی نزاکت تو اسکی پوشیدہ



یہاں عدو کا نہیں ڈر جو بوسہ لہ نہ سلوں  
گمیں تو آ کے بہا میری آئین میں نہیں

میں وہ جہاں میں ہجران نصیب نہ ہو  
کہ وصل کا کہیں نہ ہوں مرے سخن میں نہیں

نظیر اپنا نہیں کہتا وہ گلہ خوش بانی میں  
وہی بلایا ترا عالم بھی اے مہر جوانی میں  
بلا پر جو بلا آتی ہے اس دنیا کو فانی میں  
کہا جو حال اپنا وصل میں دوسرے کو دل بولا  
خیال ہجر وصل یا میں آتے ہی دیا میں  
شزل کا خیال اکثر تری میں بھی رہتا ہے  
تہمین جو دیکھتا ہو شہری ہو تا ہو جو جان  
تہمین پر جان بیکار زندگی جتنک کہ باقی ہو  
یکایک عشق زلف و قد نے مجھ کو اگلھیرا  
مے مضمون اگر آب و در و ندان جان کے  
حار کو وہ آنکھیں دیکھ کر میں ست ہوتا ہوں  
خوشی کسی ہمیشہ صدمہ و الام رہتی ہیں  
قلم میرا ہمیشہ نقش پر در احسان ہے  
ہماری داستان شکر جگر شیریں کو کہے ہیں  
یہ بدبختی معاذ اللہ یہ کثرت گناہوں کی  
دم زخمت انگوٹھی اولہ جب انگلی تو وہ بولے  
ہوا آزار ہو عشق چشم یار کا پہلے  
زرا آرام دنیا میں نہ پایا واسے بیدری  
عرق آلودہ ابرو دیکھتی ہی جان ہی میں نے  
نہیں معلوم وہ عیسیٰ کو کہا پردہ کی باتیں

کہاں یا تو یہ لہنے عند سب دوستانی میں  
سنا تھا حسن یوسف کا جو کہنے کہانی میں  
کوئی معشوق ہو بیشک تباہ آسانی میں  
گزر جا سکی ساری رات اسی قصہ کہانی میں  
ہوا سامان غم میرے لیے کس شادمانی میں  
مکیش نگہ رہی ہی پیری بھی جوانی میں  
سنا تھا ذکر یوسف کا فقط ہم نے کہانی میں  
کہی عاشق نہ کوتاہی کر گیا جانفشان میں  
مقدر نے ہنسایا کس بلا کو ناگہانی میں  
قلم میرا نہ کوتاہی کر گیا پر روانی میں  
نہو گانشہ یہ ہرگز شراب ارغوانی میں  
سو خرچ و غم پایا نہ کچھ دنیا کو فانی میں  
نہو گی یہ صفت تو خانہ بہرہ و دمانی میں  
نہ ہو گا دبہ ایسا تو رسم کی کہانی میں  
نرون ہو کہ وہ سے ہی پائے میزان گرانی میں  
ہم اپنی یاد دیتی ہیں فقط تجھ کو شانی میں  
تب فرقت نے زور اپنا کیا پھر توانی میں  
پڑی سر پہ ہمارے عشق کی آفت جوانی میں  
سفینہ میرا ڈوبا ہوا ہر اسی خنجر کے پانی میں  
کسی کو وصل کب ہوا نہ کر لڑائی میں

بند ہا ہر دوزمرہ ٹھیک ٹھیک استاد کا اپنے  
عجب لطف زبان ہو کیا سحر شاعر خونی میں

میر و ناتھا کہ گنگھور گھٹائیں آئیں  
 سا قیام آج وہ دن ہر کہ چلے جام پہ جام  
 ہوسین آگین دنیا کی ہمارے دین  
 کسے بانٹی ہریہ او تری ہوئی پوشاک پی  
 ٹھنڈی سانسوں سے مری بھگدو ان بجری  
 عشق گیسو و خط و حال سینے گھیرا  
 کوئی صحر کو چلا کوئی سو میح نہ  
 سیر کرتا ہوا وہ ماہ جد ہر جا نکلا  
 جسکے شایان ہوا جو اسنے کیا وہ حاصل

سرا ہونے ہوا ونپہ ہوا میں آئیں  
 جھوم کر خوب گھٹا ونپہ گھٹائیں آئیں  
 ہر گیا سر وہ ہوا ونپہ ہوا میں آئیں  
 جو گلو تنکے لیونگین قبائیں آئیں  
 شمعین گل ہو گئیں آنروہ ہوا میں آئیں  
 میرے دلیر یہ بلا ونپہ بلا میں آئیں  
 جب بہار آئی جنون خیز ہو میں آئیں  
 ادھر آنا ادھر آنا یہ صدائیں آئیں  
 صبر آیا مجھے قاتل کو جھائیں آئیں

الحی ہم جو ہو سکے یا اس اجابت بولی  
 میں ہی موجود ہوں تیری جو دھائیں آئیں

وہ نہیں جس مقام پر ایسا کوئی مکان نہیں  
 ضبط اسی کا نام ہو دو جگر عیان نہیں  
 مجھے بیان ہو کیا ہلا حال عدم عیان نہیں  
 تازہ عدم سہو آیا ہوں جان پوچھو میرا کچھ  
 فصل ہمارا کھی جام دے سا قیام نہیں  
 پرتا ہوں خاک چھانتا ایسا مجھ جنون ہوا  
 حسن کا تیرو جانبان شہر نہیں کہاں کہاں  
 بیٹھے آگے متصل شہر زرا گکے دل  
 ضعف بڑا ہو اس قدر ڈھونڈ ہو اگر کوئی شہر  
 جائیں ہمارے دل اولٹا نکالے گروہ لے لپٹ  
 دھونسو جائیگی ہل ہل ہو وہ ہمارا جکل

جلوہ ہر او سکا ہر جا شان خدا کہاں نہیں  
 اپنا ہی بس یہ کام ہو چلے ہیں اور ہوں نہیں  
 وصف دہن کرو نہیں کیا کام ہی کی زبان نہیں  
 کون ہن کیا بتاؤ نہیں نام نہیں شان نہیں  
 نبت غنہ کو ہر سو تن میں ہمارے جان نہیں  
 زلف کا یہ سلسلہ پاؤ نہیں شریان نہیں  
 کہتا ہر سراسر اسان ایسا کوئی جوان نہیں  
 قصہ ہر میرا جاکسل کوئی دہان نہیں  
 جسم کا فرش خواب پر نام کو بھی شان نہیں  
 گردش چشم یار کچھ گردش آسمان نہیں  
 جہین خزان کا ہو عمل وہ مرا بوسان نہیں

کٹ گئے ہیں قیام سب فقر و ہن آگے عجیب  
 تیغ تیز و غضب یا تیس مری زبان نہیں

لشہ شربت ویدار رہا کرتے ہیں  
 الفت چشم میں ہمیں رہا کرتے ہیں

عاشق ابرو چہ دار رہا کرتے ہیں  
 گیسو پار کے پابند ہیں اک مدت سے  
 عاشقوں کو یہ فضا بہا تری ترکہ کو چے کی  
 نقطہ خال کا سودا جو ہوا ہے ہلکو  
 الفت چشم بین دنیا کی جسد کیا ہلکو  
 ہوش آتا نہیں موسیٰ کی طرح مد سے  
 زندگی خوش نہیں آتی ہیں اس صد محو میں  
 اوس جگہ جانے کو کیا خاک مزاجی چاہو  
 درد و رنج و الم و یاس کا منو تو نہیں  
 آجکل وصل صنم فضل خدا سو ہے نصیب  
 درد و رنج و الم و غم سے بہتا ہے دل  
 اک نہ اک بات نکلتی ہے تانے کے لیے  
 بیٹھا کرتے ہیں جو اوس گل کا دبا کر ہلو  
 جگر و دل ہی نے اک ساتھ دیا الفت میں  
 چھپے کرتے ہیں مح نوح جان میں مدام  
 نہوا چاک محبت میں گریبان نہ سہی  
 دیکو در حضرت یوسف کو زینخانے لیا  
 پاس رکھتے ہیں نشانی یہ تریے اثر کی  
 فصل گل میں بھی نہیں کہوتا صیاد نفس  
 منتظر حضرت موسیٰ کی طرح کون رہے  
 سرمدیان وہ بھی تیغ ادا کیجیں کوئے

ہم شہادت کے طلبگار رہا کرتے ہیں  
 اس سلسل میں گرفتار رہا کرتے ہیں  
 صورت سایہ دیوار رہا کرتے ہیں  
 چرخ میں صورت پر کار رہا کرتے ہیں  
 نشہ عشق میں سرشار رہا کرتے ہیں  
 محو نظارہ و لہار رہا کرتے ہیں  
 ہجر میں جان سے بزار رہا کرتے ہیں  
 بزم و لہر میں تو اغیار رہا کرتے ہیں  
 ہجر میں یہ مرے غمخوار رہا کرتے ہیں  
 سخت تفتہ مرے بیدار رہا کرتے ہیں  
 میرے ہر دم ہی دو چار رہا کرتے ہیں  
 وہ مرے درپے آزار رہا کرتے ہیں  
 غیر کی آنکھ میں ہم خار رہا کرتے ہیں  
 یہی دنوں مرے غمخوار رہا کرتے ہیں  
 بدل گلشن بخار رہا کرتے ہیں  
 سینہ چاک اور دل افکار رہا کرتے ہیں  
 ہم ترے دلے خریدار رہا کرتے ہیں  
 ہم جو باندھے ہو تو توار رہا کرتے ہیں  
 ہلے اوڑ جانے کو تیار رہا کرتے ہیں  
 یہ وہی طالب دیدار رہا کرتے ہیں  
 ہمتو مر جانے پہ تیار رہا کرتے ہیں

کس حسین نے یہ سایا ہوا کیسے کو یا اس

آپ کیوں جان سے بزار رہا کرتے ہیں

تو کہ میرا یہ تیری آنجن میں کون نہیں  
 آج دیوان یار کے چاہ و فن میں کیوں نہیں

ہر عجیبانہ بلبل صحن میں کیوں نہیں  
 اس قدر قریب کیوں تو ہے تعجب کی جگہ

بار بار او کے لب شیریں کے ہنر سے لیے  
 عمر تو ساری ہوئی زنجین مزاحی میں لب  
 ایک ت سیرہ ڈوبا ہے اسی کی چاہیں  
 ہر سر کیا اسکو دعویٰ ہو اگر جہا ہے سب  
 سامنے چلتے ہیں پروا نہیں پروا سے  
 گو میں دیوانہ ہوں پر کیوں بھاگتے ہیں مجھ سے  
 جامہ ہستی ہمارا نوبہ نو ہے آج تہا  
 سا دلی کیوں ہو گئی ہو وضع قاتمیں شریک  
 پیٹیا ہو کر ہیں تو میں ہی ڈالے کہیں  
 اپنی جیتے جی تو میں ہنسا کیا عمدہ لباس  
 یار کی آنکھوں کی سی شوقی بھی ہو دشت بھی ہے  
 دیکھتی ہیں جب کو اچھا سنا ہے ہنر سے

پہر حلاوت تمند کی میری ہنر میں کیوں نہیں  
 قبر سری دوستو صحن صحن میں کیوں نہیں  
 دل چارایا رکھے چاہہ دو فن میں کیوں نہیں  
 اونکی زلفوں کی سی پوشاک صحن میں کیوں نہیں  
 بو کو الفت دوستو شمع لگن میں کیوں نہیں  
 بو محبت کی میری اہل وطن میں کیوں نہیں  
 ایک وہیو ندس سخت کہن میں کیوں نہیں  
 بانگیں کی بات او کو بانگیں میں کیوں نہیں  
 آسیا کی طرز اس حرم گن میں کیوں نہیں  
 بو تکلف کی میری دوگز کہن میں کیوں نہیں  
 اوستدر شرم و حیا ایل ہر فن میں کیوں نہیں  
 ہر تعجب قدر کا لہلہ فن میں کیوں نہیں

ہر جوان سے بیوفائی کرنی ہو دنیا کی دون  
 یاس پھر رسم وفا اس سرزن میں نہیں

دل بیل کو نہیں باغ میں آرام کہیں  
 میری تحقیر کہیں ہوتی ہے اگر آرام کہیں  
 فصل گل میں نہیں بلبل کو کوئی دم آرام  
 کوئی مدت سیر و سب کوئی تازہ اسیر  
 شادی وصل کہیں ہو تو کہیں رنج فراق  
 باغ و صحرائیں تری شہم کے ہن نام جدا  
 دیکھو اچھا نہیں ہر روز کا آنا جانا  
 آپ کے عشق نے دنا جان میں پائے  
 باغ و صحرائیں کی طرح نہیں جی لگتا  
 جب سوا دیکھ رخ و گیسو کا ہو ہر سودا  
 ہر جگہ ابج ملے دلو ہمارے کیا کیا

خلش خار کہیں ہر شش دم کہیں  
 یاس کہتی ہیں کہیں عاشق نلام کہیں  
 عجم صیا و کہیں خطرہ گلد ام کہیں  
 یار کی زلف ہے رنجیر کہیں دام کہیں  
 نیک غار کہیں ہے تو بد انجام کہیں  
 کہیں گس کہیں آہو گل با دام کہیں  
 صحبت غیر میں ہو جاؤ نہ بد نام کہیں  
 کفر مشہور کہیں ہو تو یہ اسلام کہیں  
 دل عشاق کو ملتا نہیں آرام کہیں  
 لوگ باتے ہیں مجھ سے کہیں شام کہیں  
 عرش کہتے ہیں کہیں یا ترابام کہیں

کس طرح آئین می پائے کت کے سبب  
تجھے قاصد میں کی دیتا ہوں لنگڑا خط  
پوسٹ لب جو طلب کرتا ہو اسے ایدل  
ہم تو ہیں دور کمرے میں پائے کت کے سبب

اڑ گیا رنگ جو ہر دلوں کو لگا کر اسے پائے  
سیر کو باغ کی آیا تھا وہ گل نام حسین

مانع نظارہ ہے زخیر نقاب آج نہیں  
عارضی جو ہو جا نہیں وہ شباب آج نہیں  
آدمی اپنی ہوا میں آپ ہوتا ہے فنا  
ہجر سے بدتر ہے یہ منہ ڈھانپنا ہر بار کا  
آئی بالوغین سیدی جو کج غافل اب جو رنگ  
عاشقوں کو لکھتے تھے محبت و قیامت کی سزا  
میر کاں بیمار رہتا ہے یہ عشق چشم میں  
دیکھو یہ امر کہ گزری نہ غیور کو خلاف  
غیر ہلو میں ہیں آفا ہو جائے تیرا حال  
ابر سے سمجھو مقابل آج کرنا ہے مجھے  
کیا سمجھ کر میں رخ محبوب سے تشبیہ و ن  
زیت کی تو چند دہن جا میں احت سیر  
حضرت ناصح کہاں کی باب لگی ہو آپ کو  
میں بے گنتی لپی ہو سرتو وہ کہنے لگے

اپنے عاشق سے صنم اتنا حجاب آج نہیں  
چاروں کو واسطے رنگ خضاب آج نہیں  
سر اوٹھانا اس قدر مثل حباب آج نہیں  
ای بریر و وصل میں اتنا حجاب آج نہیں  
آفتاب آج جا جب سر تو خواب آج نہیں  
دل و لہجہ میں گئے ایسا انقلاب آج نہیں  
پوچھتے کیا ہو دل خانہ خراب آج نہیں  
بزم میں ہر بار عاشق سے خطاب آج نہیں  
ای دل مضطر تھریہ خط اب آج نہیں  
دیکھ آتنا ضبط اگر چشم پر آب آج نہیں  
رنگ تیرا زرد ہو اگر آفتاب آج نہیں  
اؤ خدایہ رخ دنیا کا عذاب آج نہیں  
روز کا یہ سر بھڑانا اسے جناب آج نہیں  
ایک دل کا یہ غرض ایسا حساب آج نہیں

ہے تجھے جنت میں گر جانا تو کار حیر کر  
جو عمل ہو یا س حلال از ثواب آج نہیں

پاس کا لون کے جو کیو کیو آج نہیں  
بقیہ آدمی کے سبب شک جو ہے آج نہیں  
دل ٹپتا ہو مرادیکہ ماہی قاتل  
سو ہو حال مرا پار سے کہ بتے ہیں  
حالی لایا سے نال مر کہ آتے ہیں  
متصل سامنے سے تیرے نگاہ آتے ہیں

راہ چلو میں چپے رہیں نظر ہے اونکی  
 آج کل حضرت دل ہو گئی ہے قریب  
 ہم شب بھر ترا سنا کرتے کے لیے  
 یاد پستانِ صنم میں نہیں خود روتا میں  
 بخاطر گمور رہی ہیں وہ مجھے محفل میں  
 اوسکی محفل میں تو جاتی ہی ہیں نصرت دل  
 اوسکو کوچر میں کسی نہیں احتیاج  
 ابر شرماتا ہی اس شور میں دیا ہوں  
 تم جو کہتے ہو مری نرم میں آئینے قریب  
 خود بخود ہجر میں آنکھوں کی بجائے ہیں خوشک  
 یاد آ جاتی ہیں دست میں ہی انکھیں اوسکی  
 اک بلا ہو کے یہ تے ہیں شانے کو مرے  
 ابر کا چاند یہ ہو جاتا ہو دھوکا ہر بار  
 آہیں ہو جاتی ہیں ہر وقت مری سینے پر

ہر طرف بھینکتے وہ تیر نگاہ تے ہیں  
 روز یہ پہلو دلدار میں رہ آتے ہیں  
 لیکے رنج و الم و غم کی سہاگہ تے ہیں  
 آبلے دلاکے مری بھونکے بہ آتے ہیں  
 تاک کر ابودا ہر ترنگہ آتے ہیں  
 یار سہو آپ مرا حال تہی کہ آتے ہیں  
 صدمہ اثری نالی بھی سہ آتے ہیں  
 یاد حسرت مجھے اپنے گنہ آتے ہیں  
 یار ہم آپ نہیں ایسی جگہ آتے ہیں  
 ہیں یہ ناسور مری دل میں کہ آتے ہیں  
 جب نظر دشت میں آہو کسی آتے ہیں  
 حضرت دل کسی کیسویں جو رہ آتے ہیں  
 رخ روشن پہ جو کیسویں آتے ہیں  
 اوس طرف سدا ہر تیر نگاہ آتے ہیں

یاس ہو ملک عدم ہی کوئی دلچسپ مقام  
 جا کے آئی ہیں گدا و ہائے شہ آتے ہیں

زلفِ جان کا ہر خیال ہمیں  
 خون سکر دیا جو لال ہمیں  
 کیا کہیں اونسے ایک بوسے کو  
 ساقیا در و محتسب کو دے  
 مجھے کہتا ہی اوں کو شوق میں دل  
 آج بھی ٹل گیا جو وعدہ وصل  
 دلی تمیت جو دہ دیتے نہیں  
 حسرتیں دید کی نکلیجائیں  
 پہر دل زاریاں وہ کرنے لگے

زندگی کیوں نہ ہو بال ہمیں  
 تو مے قابل کیا نہال ہمیں  
 شرم سحر مانع سوال ہمیں  
 صاف ہیں ہم پلا زلال ہمیں  
 اپنی پہلو سے تو نکال ہمیں  
 یار ہو گا بڑا ملال ہمیں  
 پھیر دین وہ ہمارا مال ہمیں  
 نظر آئے جو وہ جمال ہمیں  
 دیکھ پایا زرا بجال ہمیں

وصل میں یار ہے رُوٹھ گیا  
خاک ہی اوڑھنا چھوٹا ہے  
چاند دیکھا جو دھوپن شب کا  
پاس کے وحشی کسی کی آنکھوں کا  
وصل میں یار مجھے کہتا ہے  
آکے دنیا میں تجھے بعد ہوا  
تو نے برو دکھا کے غیور کو  
نہو فصل گل میں کیوں سودا  
وصل میں رعب حسن کے ہاتھ  
جتنا اونکا عروج حسن ہوا  
یار جو بے عدیل پایا ہے  
بولا قاتل لگا کے تیر نطنہ  
یار انگڑائی ہاتھ اوٹھا کر لے  
عشق ابرو میں جھلک ہو گئے خم  
ہجر میں فرش غم پر گرتے ہیں

لو ہوا اور انفعال ہمیں  
یہی سندی ہی ہر سال ہمیں  
اونکے رخ کی ملی مثال ہمیں  
گھوڑ تری ہیں بہت غزال ہمیں  
ہجر کا کچھ سنا و حال ہمیں  
اب ہر در کار اتصال ہمیں  
کرو یا بے چہری حلال ہمیں  
ہو گیا کیا میرا بکے سال ہمیں  
نہوئی بات کی مجال ہمیں  
اوتنا ہوتا گیا زوال ہمیں  
لوگ کہتے ہیں ہمیں مثال ہمیں  
خوب آتی ہے دیکھ مجال ہمیں  
نظر آئے کہ کہیں ہلال ہمیں  
سب کہیں صاحب کمال ہمیں  
اوتھکے اور درد دل سنبھال ہمیں

جو رسول کریم ہے امی یا س  
بخشوا سیکلی اوسکی آل ہسین

پیش نظر ہیں کیس و دلدار امدن  
ہر کوئے یار مصر کا بازار امدن  
کس کا قتل نہ نظر ہے بتائیے  
ہم و امرو میں جن کے نقطہ کی طرح ہیں  
اوسنگدل نہوترے دل کو کہی خبر  
جہانگو تو اوٹھکے روزن دیوار سے نہیں  
حیرت میں ہوں ہ کیس و زخسار و کیکر  
معشوق بد مزاج ملا ہکویا نصیب

رہتا ہوں اس بلا میں گہ قمار امدن  
رہتے ہیں جمع در پہ خریدار امدن  
چھٹتی نہیں جو ہاتھ سے تلوار امدن  
گردش ہر اسکو صورت پر کار امدن  
ٹکرائیں سر کو ہم پس دیوار امدن  
رہتے ہیں وہی طالب دیدار امدن  
کس طرح دونوں مل گئے اکبار امدن  
ہوتی ہے اوٹھتے بٹھتے ٹکڑا امدن

طالع ہمارے رہتے ہیں بیدار رات دن  
ہر محکوب رنج و غم سے سرور کا رات دن  
بسطح کا لے صاحب زار رات دن  
آوار صبح و شام ہر انکار رات دن  
دلبر ہمارے چلتے ہیں تلوار رات دن  
حاصل ہے محکوب دولت ویدار رات دن  
برسون رہا ہوں سحر میں ہمار رات دن  
پھرتی ہے آنکھ میں تری زلف رات دن  
کرتا ہے یوں لبیر تر بیمار رات دن  
میں دیکھتا ہوں یار کو حسار رات دن

صحبت ہو گرم ایک پر پر و سر آجکل  
الفت میں زلف و رخ کی ہر تکیہ کیون  
اوقات یوں لبیر ہوئی اپنی فراق میں  
کیونکر ہو وصل یا رتلون فراج ہے  
ہو زلف و رخ کے عشق میں اور کا خیال  
ہر وقت دیکھتا ہوں تصویر میں شکل یار  
حسرت ہو میری دیکھو بس خج اب مرگ کی  
آٹھون بہر ہر محکوب قیامت کا سامنا  
دلین کہی پیش کہی زخم جگر میں درد  
نخلین چک چک کر سہ و محسوس محکوب کیا

بھجھنم میں یاس تھے ایک دم نہ بیشک  
ٹوٹا کبھی نہ آسنوون کا تار رات دن

اوتر آئے ہیں مری دلین برابر دونوں  
پہچین آئینے اگر در مقرر دونوں  
دشت غربت میں ہم بھگت بستر دونوں  
یا خدا خلق میں آباد ہیں کہر دونوں  
کہیں برپا نہ کرین فتنہ و عشق دونوں  
گر ٹہری گل کو ترین کیوں ہو پردوں  
روز و شب شمس و قمر بھر دیں بکیر دونوں  
بوسے سب ہو گئے لو آج برابر دونوں  
آج مقتل میں دکھائے ہیں جو ہر دونوں  
ہوئی تعمیر تھارے لیے یہ گھر دونوں  
آج آمادہ پیکار ہیں لشکر دونوں  
زندگی خوب کٹی ہوں جو سپر دونوں  
ہیں بلا کرتی گیسو کے منہر دونوں

قاتل ابر و تری سر نیز ہیں خنجر و دونوں  
مائل زلف ہوا دل ہی جگر بھی میرا  
قیس و رہم ہو گئے پیر ایک جگہ آئی بہار  
خوش رہیں وہ بھی ہمیں ہتی کوئی صفا  
میرے نالے تری غلام کی جھنکار صنم  
بعد مدت جو چھٹی کچھ نفس سے بدل  
جستجو ہے کسی محبوب کی بیشک انکو  
بعد فرما دے شیریں کی جو دی جان اپنی  
ہوگی قاتل سو کمی اور نہ میں تر ہو بنگا  
چاہو کبھی میں رہو چاہو ہمارے دلین  
ہیں او دہر سحر کے غم دلی ادھر ہیں  
وصل و دلدارے اور شراب کا رنگ  
تو نے شافونہ جو پوڑا ہی ٹوٹل ٹرتے ہیں



فرق قیمت میں ہو کہ کوہین تہر و نون  
دیکھ قاتل یہ میری خوئے ہو تو تہر و نون  
دوستاری ہین تری کا نوٹے کوہر و نون

میر دل لعل ہو اور غیر کا دل سنگ سیاہ  
ہو عشق خیمہ مقتل کی زمین ہو گلزار  
رخ روشن کی بجلی سے چمک دیتی ہین

یاس ہم اور الم ساتھ ہی شاگرد ہوئے  
قیض استاد سے کہلائی سخن و نون

ہمسفر کو سیکڑوں ہین راہ کوئی نہیں  
میرا خط لیجائی ایسا ناتہر کوئی نہیں  
چار دیوار عناصر میں توہر کوئی نہیں  
سیکڑوں نالہ ہین لیکن با اثر کوئی نہیں  
ہم تو ہین از غم ترا خوانان اگر کوئی نہیں  
قابل تجھ مر از غم جگر کوئی نہیں  
اس طرف قاتل عنایت کی نظر کوئی نہیں  
چاندی صورت کا اگر شب کوئی نہیں  
چاک دہن جو ہو سی سحر کوئی نہیں  
اوسط عاشق ہمارا ہے جد ہر کوئی نہیں  
تاج شاہی خیزر بلای سر کوئی نہیں  
اوسط ساری خدائی ہو اور کوئی نہیں

عشق میں ساتھ ہی بہت چمک کوئی نہیں  
کون اوس ہو نچا کو عاشق کی خبر کوئی نہیں  
قید ہستی سے رہا ہو روح کیونکر جسم سے  
ہجر کی شب میں ترپتا ہے آگے نہ وہ  
تیری ہمانداریاں چین سولی ہین آج تک  
گماؤ پر ہین گماؤ تیغ ابر و خمدار کے  
سیکڑوں تسمل ہوئے تیغ نگاہ ناز سے  
مجھے کیون ہفت ہو عاشق تیرے لب پہ ہین  
اگر کوئی شب میری تمام ہین نہیں بھلے بال  
بیکسی بھی تو نہیں ہو ساتھ اس کے ہجر میں  
اگ گداہوں اہل دولت سے دہوین کیا جگر  
حسن کو غلبہ رہا الفت پر روزِ حشر بھی

ہجر کی شب شام ہی سے چمکی اپنی چھری  
یاس زندہ آج کیا مرغ سحر کوئی نہیں

عشق شہمست میں میں آپ ہی ہمار ہوں  
ہر طرح کے شکرستا ہوں طبیعت دار ہوں  
آبرو میں دیکھیے کو ابر کو ہر بار ہوں  
البتعا عاشق کی ہوں عشوق کا انکار ہوں  
سر جہک یا مینر اوقاٹل لگا تلواری ہوں  
کہہ دو نشو اسے پری میں سایہ دیوار ہوں

چھیرا تو مرگان نہ مجھ کو صاحب آزار ہوں  
کیون ہوں بل بل فن کو خوش گفتار ہوں  
عشق وندان میں گہرا شکوئے بہا ہوں  
حرص دنیا ہی ہو پاس برو ہی ہو مجھے  
راہ کسکی دیکھتا ہے دیر اتنی کس لیے  
تیرے کو چرمین گراہوں جس پر اوٹتا ہی نہیں

ہو یہ عاشق سے اشار اول چراگونی ترا  
میری آنکھوں سے نہان ہر دور روشن یار کا  
دوست آنکھوں پر ٹھکانا میں مجھے ہر بزم میں  
ہر جنون کے فیض سے دغ و غم کا قلب پر  
ہوں وہ قانع جو سوال وصل ہی کرنا نہیں  
خوب ہو خانہ نشینی کیوں بہر زمین در بدر  
میتے چاہت کی تو سب کو لگو خواہش تری  
حسب خالی کا یہ مطلب ہو غم بٹے اسکا سہا  
ہر بزم میں خاموش ہوں ناگو کہ نہیں کیلے

آہ کی زلف رسا کہتی ہر مین طرار ہوں  
ہجر کی شب کیوں نہ شکل ماہ کی بزم ہوں  
وہ طبیعت ہی نہیں جو میں کسی پر بار ہوں  
کون کہتا ہو مجھے فلس بہت زردار ہوں  
خون لہ بیا ہوں ہر یار میں غمخوار ہوں  
کیوں ہی کے پاس جاؤں کیوں ہی بار ہوں  
ای مری یوسف میں تیری گرمی بازار ہوں  
روح کہتی ہر عدم جاؤں کو میں تیار ہوں  
حشر کیوں برپا کروں کیا میں ہی فدا ہوں

لڑکھاتا ہوں تو دل کہتا ہے میرا یا غلی  
یا نس جب ساتی کوثر میں یہ سرشار ہوں

تیرا ماح جو اسے ابر و دلہ ابر ہوں  
جو کہ ممکن ہمیں اس شہ کا طلبگار ہوں  
چشم گلچین میں خدا جاؤں کہ کیوں غبار ہوں  
ضعف و دنا ہو کس طرح نہو جائے بہلا  
دیکھنے آئین نہ کیوں مجھ کو حسیناں جہان  
ابتدا عشق کی ہر اس سے یہ بتیابی ہے  
اب میں بوسہ ہی نہیں مانگتا چاہیں وہ ہیں  
دل دیا ہو اوس توڑی یہ خطا ہے میری  
جب نظر پڑتی ہو اوس شوخ کی پہلو پر مری  
ایک جان اپنی بچاؤ نگاہیں کس کس سے بہلا  
عاشقان قد جانان میں طر اوج مجھے  
ہوئی ہو مجھے اس نشہ میں دنیا اندھیر  
ای پروردگارے کو چرمین بلا پر ہے بلا  
عشق میں ہوش و حواس و خرد عقل گئی نا

چلکے کہتی ہر زبان میری کہ تلوار ہوں  
یار سے پردہ کشیں طالب دیدار ہوں  
عاشق غل نہیں بلبل پے غبت بار ہوں  
آجکل نرگس بیمار کا بیمار ہوں  
یار کے نرگس بیمار کا بیمار ہوں  
کیوں نہ تر ہوں کہ ابھی تازہ گرفتار ہوں  
انہو دل ہی کا فقط اونسو طلبگار ہوں  
ظلم جو چاہو کرے یار سزاوار ہوں  
دل آڑ پکڑ مرا کہتا ہو کہ بیمار ہوں  
ہر ادایار کی کہتی ہے کہ تلوار ہوں  
دار پر چڑھ کر یہ چلاؤں کہ شرار ہوں  
الفت چشم سیہ نام میں ہر شرار ہوں  
سایہ ہر سر پہ مری سایہ دیوار ہوں  
کیا کروں کیا نہ کروں آہ کہ ناچار ہوں

شب ہجران مجھ کو آکھو نہیں سیر ہوتی ہو  
عشق کی بھڑکی ہو جاتی ہو دنیا اولیٰ  
مرلے کا ہو کہی ہو دالو لو نکا کہی عشق پا  
یہی انصاف ہو کیوں اکی فلک کج رفتار  
میر و ہیلو سے چرا کردہ یہ فراتے ہیں  
یار آتا ہے کہ صیاد کوئی آتا ہے  
مجھے اور یار سے کچھ خوب بنا ہو سودا  
میری قسمت تو یہ کہتی ہو نہ ہو گا کہی دل  
کیون نہ ہر بار میری خاک سوختے آکھیں  
لوگ حیرت میں ہیں کیوں ضعف پہ مجھ گریانے  
لشکرِ عجم کی چڑائی جو ہوئی فرقت میں  
یہ دلا سا مجھے دیتا ہو فلک الفت میں  
نہ ملے یار مجھ کو ہی نہیں جینا منظور

نجات خفتہ کی یہ خوبی ہو جو بیدار ہو  
اونکا اقرار ہی کہتا ہو کہ انکار ہو نہیں  
کہی صحرائیں کہی جانب کسار ہو نہیں  
یار کی پاس ہو غیر اور پس دیوار ہو نہیں  
دل جو تو بچتا تھا لاکھ خریدار ہو نہیں  
ہوس کہتا ہو کہ دُر جانی کو تیار ہو نہیں  
وہ خریدار مرا دوسکا خریدار ہو نہیں  
اونکے جوبن کا اشار ہو کہ تیار ہو نہیں  
کچھ عجب اسکا نہیں کشتہ رفتار ہو نہیں  
رو تو رو تو ہمت تن آسود نکا تار ہو نہیں  
صبر مے دلسو کہا تیرا طرفہ ار ہو نہیں  
دل جو زخمی ہے ترا مرہم زنگار ہو نہیں  
مجھے نہ راز ہو وہ جان سو نہ راز ہو نہیں

یاس آتا ہے مجھے یار کا اپنے جو خیال  
دل مرا کہتا ہو مجھے کہ ترا یار ہو نہیں

نا تو ان میں ہم تو او کو یاس جاسکتے نہیں  
باعث بیدار ہی عشاق ہو تیرا خیال  
آپ کے ظلم و ستم سننے کی عادت ہو گئی  
و کہتو تقدیر کا اہل پھنس گیا زلف و نہیں دل  
بند ہر اپنی زبان عشق و مان تنگ میں  
آہوان چشم سے ہم چشمیوں کو عشق ہو  
ہر جہر و چھٹ جاؤں ایسی لیجئے تیرے کچھ  
حشر میں بھی یہ گواہی دیگا میرے قتل پر  
سہجہ بکائے سانسو بٹھے ہیں عجب حسن سے  
انہی گستاخی ہو ہے اونکو بگڑ جانے کا ڈر

کیا ستم ہو ناز کی سوزہ ہی سکتے نہیں  
نجات خفتہ ہی نہیں آکر سلا سکتے نہیں  
دوسری معشوق کی ہم ناز اوٹھا سکتے نہیں  
دوست اپنا ہو کشاکش میں چھڑا سکتے نہیں  
گفتگو کا منہ نہیں باتیں بنا سکتے نہیں  
شیر صحرا ہی نہیں آکھیں کہا سکتے نہیں  
مکھو بٹو اپنے گرا آپ آ سکتے نہیں  
آپ میرا خون دہن ہو چھڑا سکتے نہیں  
طالب دیدار ہیں پر آنکھ اوٹھا سکتے نہیں  
دکے جو جو وصلے ہیں آزا سکتے نہیں

کس طرح او کو تباہی میں جم جیت ہو بہن  
 سو گاؤں گیر الفت زلف آہ ناک کیا کرتی  
 یار کی چشمِ فسونگار ہے نظر بندِ جان  
 ساکنانِ ملکِ عشق آباد پس سوئے ہیں  
 خونِ عاشق ہو میں لیتے ہیں نازِ سرِ کرب  
 کو تھی قسمت کی سند راہ کو تو یار ہے  
 تیغِ قاتلِ ناگہن اپنا دکھاتی ہے اگر  
 ابتداً عشق میں انجام پر ہو کیا فطر  
 بڑی ہی ہر سخت جانی ہر کے آزار میں

خالِ جود لکا ہمارے سر دکھا سکتے ہیں  
 قیدی زنجیر میں پر غل میا سکتے نہیں  
 اوسکی عاشق اور سو آنکھیں لڑا سکتے نہیں  
 طالعِ بیدار بھی جنگو جگا سکتے نہیں  
 پاؤں میں ہند می لگی ہو کیا جو سکتے نہیں  
 پاؤں سوئی منزل مقصد بڑھا سکتے نہیں  
 آبرورکتی ہیں ہم ہی سر جگا سکتے نہیں  
 پردہِ غفلت کی کڑی بین آنکھ دکھا سکتے نہیں  
 ضعف ہر ایسا کہ ہم دنیا سے جاسکتے نہیں

یاس پیش آتی ہے وہ جو کچھ کہ پشانی میں ہو  
 جو لکھا قسمت کا ہر گز مٹا سکتے نہیں

ترا تیر نظر ہے اور میں ہوں  
 جہاں کی رہ گذر ہو اور میں ہوں  
 عدم میں بھی لبتاب ہر ساتھ  
 سرِ محفلِ ذلیل اوسکو کرونگا  
 خلشِ شرکان کی ہو اور دلِ قاتل  
 چلا ہوں سوئی جانانِ ساتھ ملے  
 نہیں ہمراہِ محنون کے کوئی بھی  
 چلا ہوں کوچہ گیسو میں شب کو  
 خیالِ روگو گیسو درو شب ہو  
 تصور ہو جوابِ خط کا ہر دم  
 خدایا ہی بروالفت میں کہ لے  
 خیالِ یار ہے ہر وقت دلیں  
 گذر نیوالی دنیا سے برابر  
 چلا ہوں دہر سے بے توشہ دُرا

مرا در و جگر ہو اور میں ہوں  
 یہ بھیر کا سفر ہو اور میں ہوں  
 یہ خوشی ہر سفر ہو اور میں ہوں  
 رقیبِ فتنہ گر ہو اور میں ہوں  
 ترایہ نیست ہو اور میں ہوں  
 یہ میرا راہبر ہے اور میں ہوں  
 یہ تفتیدہ جگر ہو اور میں ہوں  
 یہ راہِ پر خطر ہے اور میں ہوں  
 یہی شام و سحر ہو اور میں ہوں  
 خیالِ نامہ بر ہو اور میں ہوں  
 یہ بھر پر خطر ہو اور میں ہوں  
 یہ مہمانِ میر ہو اور میں ہوں  
 فقط شمعِ سحر ہے اور میں ہوں  
 غریبانہ سفر ہے اور میں ہوں

فراق یار میں دل نہیں پاس  
 کمر باندھی عدم جانے کو بیٹھے  
 بحر میں جہر تین ہیں تاقیامت  
 جہاں دو ہوا خواہ چین ہیں  
 شب مہتاب ہر وصل صدم ہے

اک آہ بے اثر ہو اور میں ہوں  
 بس لب فکر کمر ہو اور میں ہوں  
 یہ مایوسی کا گہری اور میں ہوں  
 بس اک بادِ سحر ہو اور میں ہوں  
 مزارِ شکِ قمر ہے اور میں ہوں

نہ مجھے یا کس چھوٹے کا فن شعر  
 یہی سیرا سہر ہے اور میں ہوں

ہجر میں اشکو نے دامن کو بھگو دی ہوں  
 تنگ آ کر کبھی حشت میں جو رو دیتے ہیں  
 راز کھلتا ہے الفت کا جو رو دیتے ہیں  
 شوق میں منہ جوڑتا ہوں تو کہتا ہوں  
 جان بھی ل بھی تھارو لیے سب صبر ہیں  
 آجکل اونکے بھی نہیں ہر برابر الفت  
 یاد اللہ میں آتا ہے تب تو نکا بھی خیال  
 اپنا دل اونکے کئی بار جو مانگا بیٹھے  
 برسوں کیوں ہونٹ چبا کر میں مہر کے  
 ایسویوانے کے لینے ہو بہلا کیا حاصل  
 کیوں پہلو چوسنے نہ ہر سال بہلا نخلِ جنوں  
 سینچا پڑتا ہے ہر آنسو کے پانی سے  
 بچ دیتی ہیں کہی اور کہی کرتے ہیں خوش  
 بعد مرینکے محبت نے دکھا یا ہے اثر  
 اونکے یہ ظلم اوٹھائے کہ اپا ک بات یہی  
 جا کے مشق تو انکے پاس آتا ہر پتھر کیل سے  
 اوسو کہ نہیں سکتے کہ حفا کیوں تم ہو  
 بخود می میں نہ کوئی غم نہ کسی کا ہے خیال

اور کچھ بن نہیں آتی ہیں رو دیتے ہیں  
 اشکو نے دامن صحر کو بھگو دیتے ہیں  
 سکو یہ دیدہ تراور و لو دیتے ہیں  
 بوسہ تم سے طلب کرتے ہو لو دیتے ہیں  
 نکھیں جس خبر کی خواہش ہو کھو دی ہیں  
 رو تو گردنیتے ہیں مجھ کو تو رو دیتے ہیں  
 بار ماہم حق و باطل کو سمودیتے ہیں  
 بولو جھنجھا کے زیادہ نہ بکودیتے ہیں  
 بوسہ لیتے نہیں ہم لب کا وہ گودیتے ہیں  
 آپ کہتے ہیں کہ دل تم میں و دی ہیں  
 ہم تو ہر دائرہ زنجیر کو بو دیتے ہیں  
 ہم اگر خمِ محبت کہیں بو دیتے ہیں  
 گرم و سرد آپ زمانے کا سمودیتے ہیں  
 اونکو جب میرا خیال آتا ہو رو دیتے ہیں  
 آبلے دیکے مرو چھوٹے رو دیتے ہیں  
 دلو ہر مرتبہ ہم ہاتھ کر کو دیتے ہیں  
 بس فقط آنکھوں پہ چلتا ہو کہ رو دیتے ہیں  
 ہوش تو آ کے مجھ اور بھی کھو دیتے ہیں

غیر نوسہ جو طلب کرتا ہے وہ کہتے ہیں  
ہم جو کچھ دیتے ہیں وہ پاس ہی کو دیتے ہیں

سوزِ غم رہنے لگا میری دل بہتا ہے مین  
داغِ دل و ناپوشِ شربِ ناب مین  
چاندنی کو دیکھ کر ہنسی ہو کیون تم ہنسی  
ہو بہ و خورشید کا یہ رنگ پیش و یار  
روزی و راتِ فرقتِ محبوب مین مر جاؤ گنا  
دیکھنے کے لشکِ مذمت کی مرو گراؤ تاب  
حسکے دل مین آکھاجی چاہو رہے شوق کر  
دل لگی ہوئی ہو در و درِ غم سے بچ رہن  
بے کسی معشوق کو ہوئی نہیں تحرکِ عشق  
سب تعلق چھوٹ جاتا ہے شہرِ سرِ بیدار  
رکھو گنا قاصد کی لیکر سر پہ پور دیکھ مین  
عاشق جاننا تو لکھتی ہو صادق ہی لکھو  
نور کی گیارہ شکِ لیلی غیرت شیرین کہا  
حال جو سینے مین ہو دکھِ فراق یار سے  
بوسہ لبِ کس طرح لیں شہرہ خط کا ہر ڈر  
قتلِ عاشق کے لیے کچھ تیغ ابرو کم نہیں  
کیا سبب ہو کیون مجھ پر وصلِ پراضی نہیں  
حسرت دیدار مین دریا کھڑی ہیں دیر سے  
تیرے دھڑکنے کی تھنا کیونکر کرے کوئی رتم  
دیکھو محبوب کا میرے جمال اک ماہِ مصر  
نور کی چادرِ نظر آنے لگی بالائے آب  
آبدیدہ وہ ہو کر سنسکے مرے مرنیکا حال  
عشق آبرو و صنم مین ہو گئے جبک کرکمان

جاکر خیرت ہے کہ آتشِ بندہ سیلاب مین  
اور حدتِ بڑھ گئی خورشیدِ عالمِ تاب مین  
کیا کوئی دھماکا ہے چادرِ مرتاب مین  
جس طرح درویش پتے ہیں شبِ مرتاب مین  
غرق ہوئی کشتیِ عمر روانِ سیلاب مین  
غرق ہو جائینگے موتی آپ اپنی آب مین  
کب تکلف کو جگہ ہے خانہِ احباب مین  
جی پہنچاتا ہے اینا صحبتِ احباب مین  
بے سبب ہوتا نہیں کچھ عالمِ اسباب مین  
کوئی شہر اپنی نہیں ہے عالمِ اسباب مین  
فرق آئیگا نہ خط یا رسکے آداب مین  
اور اک فقرہ بڑا دو تم میری القاب مین  
فکر مین ہوں یا رکھو مین کیا لکھوں نقاب مین  
یہ ترپ ہوگی نہ آتش پر کہیں سیلاب مین  
زہرِ قاتل ہی ملا ہے شربتِ عذاب مین  
پہر لگائی تو نے کیون تو اقبالِ ڈاب مین  
عاشق و معشوق کو دیکھ مین تو اپنی ڈاب مین  
کہیو کیا ارشاد ہے اب عاشقوں کے باب مین  
حضرتِ یوسف فر دیکھتے تھے یہ آخر خواب مین  
حسنِ ایسا آپ نے دیکھا نہو گا خواب مین  
گر نہاں جامی وہ خورشیدِ روتالاب مین  
پہلے نرگس کے نظر آنے لگے تالاب مین  
سر جھکا رہتا ہے اپنا آجکل محراب مین

سرجہا پہنکے تہ شمشیر قاتل وقت قتل  
روز کو دہم اوٹھتا ہوں یہ میری کام  
ناف کا اوس بجز خوبی کی عشق سے نہیں  
ہجر میں گہری ہے مجھ کو آب طوفانی کھنگ  
جا بجا پاؤں کڑھے ہیں جوتوں میں تری  
اولیٰ تاثیر میں نظر آتی ہیں کشت کی بہن  
سینہ سوزان میں اکدم بھی نہیں اسکو قرار

آخری سجدہ ادا ہوگا اسی طرب میں  
ہوگی یہ طاقت نہ ہرگز رستم و شہر میں  
پھنس گیا ہوں دل ہمارا آجکل گرداب میں  
ایک مدت سے ہنسنا نہیں آتی گرداب میں  
اصل کے ٹکڑی جڑے ہیں گوہر نایاب میں  
سو کھرا کاٹا ہو عشق گل شاوہد میں  
جان خون پارا اہل ہر کیا دل بتیاب میں

یاس پیری میں ہے اک لہو جو انکا عشق ہو  
ہو گیا مشہور یہ قصہ ہی نسخ و شتاب میں

کبھی تیری ڈھالی میں گام مار کرتے ہیں  
مری نالو ہی افشا میری دکھارا کرتے ہیں  
قصہ میں نہیں معلوم کیا جا بنا کرتے ہیں  
تو نکو سو جتنی ہیں دل دکھاؤ کی عجب باتیں  
یہ اپنی عاشقوں کو دیتی ہیں ناحق کی تکلیفیں  
مری احباب ہر وصل اولیٰ روز کرتے ہیں  
جو غیر دن کیسے میں اونی کہتا ہو تو کہتی ہیں  
کے دیتی ہیں سب اولیٰ کنار و لبس کے ران  
مجھ کو شمع فنی بنتی ہے پر قطع کرتے کو  
یہ تدبیر آج کی ہے حسرت دیکھنے کی  
اداسی دیکھتے ہیں تڑپتا ہے یہ پہلو میں  
صفائی اپنی باعث ہو گئی اولیٰ کدورت کی  
خزان کیسی جن میں آمد صیاد بنام ہے  
خدا کی شان کا جلوہ نظر آتا ہے زمین ہی  
کینچن چونک پڑتی ہیں ہوتی ہیں نہت

وہ پیدا دل کہا نیکی عجب ناز کرتے ہیں  
کینچن جا جا کر غازی ہی غماز کرتے ہیں  
کوئی ہی پردہ دلین کہ اوس سے ساز کرتے ہیں  
یہ کافر و لسی پیدا کچھ تو انداز کرتے ہیں  
توں کو بے نیازی چاہی تھی ناز کرتے ہیں  
مری جینے کی تدبیر میں مری دساز کرتے ہیں  
خدا کی شان ہی اولیٰ تو یہ مجھے ناز کرتے ہیں  
ہم افشا اپنے دکھا آج ایک کرا کرتے ہیں  
جو میری ہوش و نکو سامنی پردہ کرتے ہیں  
گر بیان کی طرح سینے کے در کو باز کرتے ہیں  
ہفت دکو مری تیر نگاہ ناز کرتے ہیں  
عیان ہو جاتا ہے بہان جو دین از کرتے ہیں  
کہ جس سے بلبلوں کو ہوش تک پڑا کرتے ہیں  
جلا دیتی ہیں باتوں کی بیت عجا کرتے ہیں  
اگر ہم ناکہ کش کہ ہی بلند آواز کرتے ہیں

خلیقہ کہ نہیں آتی یاس مجھ کو شعر کوئی میں

### عنایتِ ہر یارِ دل کی چہ متناز کرتے ہیں

اوٹھی ہیں کالو باؤں واکثر ہونیوالی ہیں  
 خرابیاب ایک دن سزا دینو بر ہونیوالی ہیں  
 بہت جو رحم کرتے ہیں مگر ہونیوالی ہیں  
 ہم کہن عاشق زلفِ معنہ ہونیوالے ہیں  
 چمک کر دل غسود مثل اختر ہونیوالی ہیں  
 درست اشعار و صفت زلف کا مجموعہ تا کر  
 فریب کر روز دنیا دیگی سکھو شک نہیں ہیں  
 بہت حیران کیا آئینہ رویوں کی محبت میں  
 حسینان پریر ہیں شرارت ہی تو ہو لیکن  
 لگا لجاٹیکے کو چر میں اس کی حضرت دل ہی  
 خدا کو رحم آجاسیگا ہر اشکِ ندامت پر  
 ٹھہرنے نہیں دیتی مجھے اپنے کو چون میں  
 تلامذہ ہو گا بحر عشق میں نہ نہ سر ہو گا  
 گواہی دینگے وزیرِ قاتل خون کی پینٹیں  
 مجھی کو دیکھ کر تم اس قدر گہرے جاتے ہو  
 ابھی کس سچ کو قاتل گدہ ہیں قمر کی بلکین  
 جویوں دیکھو تو ظاہر میں جانوسو ہی کچھ کہیں  
 چلے ہوا دھکے ہلو سو جو پھر آؤ تو بہتر ہے  
 لگا ہونسو مری دکھو تو چہانا تو نے ام قاتل  
 نسیم صبح کا لطف ابتدا ہی میں کچھ اوٹتا ہو  
 تراشینگے ہزاروں بت یقین ہو حرصِ نیاں  
 تعجب کیا عشق زلف میں ثابت قدم ہیں ہم  
 مہر و خورشید کو در آئم ہر سگی بستجو تیری  
 رہ کر مجھ کی حد سے تو مگر اتنیلے سر اک دن

ہم اب سنت شرب روح پرور ہونیوالی ہیں  
 کہ یا مالِ خرام ناز و لبر ہونیوالے ہیں  
 جو دل شیشی کی ناز کی ہیں ہر پتھر ہونیوالی ہیں  
 مگر دیوانہ کیلی کے مہر ہونیوالے ہیں  
 یہ کالی کالی دھبے بھی منور ہونیوالے ہیں  
 یہ اوراق پریشان میری دفتر ہونیوالی ہیں  
 جوان جو ہیں وہ اس تجھ کی شوہر ہونیوالی ہیں  
 ہم اپنی دل ہی سو کہن مگر زہنیوالے ہیں  
 ہمارے حلیہ و طبعین منور ہونیوالے ہیں  
 جو خود گم گشتہ ہیں ہر میری رہبر ہونیوالی ہیں  
 یہ قطر و زخین ہو ہو کر کوثر ہونیوالے ہیں  
 دلو میں دن جبینوں کی سرگدہ ہونیوالی ہیں  
 یہ دُکھ دُکھ میری یادوں لنگر ہونیوالے ہیں  
 تری دامن ہمارے خون کا محضر ہونیوالی ہیں  
 ابھی کیا ہو بہت اس پر بستر ہونیوالے ہیں  
 یہ چھوٹی چھوٹی نشتر بڑھ کے بھر ہونیوالی ہیں  
 مگر دریا ہمارے دیدہ تر ہونیوالے ہیں  
 خبر کی کیا تھیں جس کے جوہر ہونیوالے ہیں  
 مری نالے تری تیرا سو بہتر ہونیوالے ہیں  
 دم سہرا اپنے آخر باد صحر ہونیوالے ہیں  
 جنہیں زر کی متنا ہو وہ آذر ہونیوالی ہیں  
 بہت ہی سو کھڑا سطر حکے سر ہونیوالی ہیں  
 قیامت تک یو نہیں دنوں کو جگر ہونیوالی ہیں  
 ہمارے گھر کی ہر دیوار میں در ہونیوالے ہیں



مرا خط یا ر تک بے جان کہم کے نہ ہو گیا  
سکر د عاشقوں کے ہوئے خوشیاں کج کل ہن  
ہو ہوشو آئینہ کا و نکو حد کو کچھ بڑھل  
فلک کتا ہو باہم دیکھ باریاں صحبت کو  
ابھی تو دلوں کو دتے ہیں نگہا نیلے گہریو  
سرخبرم آج دلبر کو لتا ہے اپنی جوڑی کو  
بس اتنی دیر ہی پہلو میں آکر بار بیٹھے تو  
جو چوڑی ہیں لب شیریں ہی ہم پہر ہی چوٹیکے  
تری سی خون سر رنگے کا صیا و ستم پیشہ  
تری بلیں چلیں گلی تری آنکھوں کا اشار ان کی  
مری ناؤں سے کیا تو آج گھلے تاہر اسے دلبر  
یہ رفته رفته سارے جسم کو بڑھ کر چھپا لینے  
جنون زلف اکدن کو بکھو آنکھو پھرا سے گا

وہی جائینگے دھاتک جو ہمیں ہونیوالی ہیں  
ہم اس جمعیت ہمسیر کے ہمسر ہونیوالے ہیں  
وہ اپنی وقت کے ایدل سکندر ہونیوالے ہیں  
یہ مجمع ایک دن دنیا میں اتبر ہونیوالے ہیں  
یہ انھی سے بڑھ بڑھ کے اژدہ ہونیوالے ہیں  
دل آخفتہ حالوں کے معطر ہونیوالے ہیں  
کو نیکدم میں ہم اب جامی سیاہ ہونیوالے ہیں  
یہ بوسے اب ہمیں قند کر رہو ہونیوالے ہیں  
شال برگ گل بلبلی تری رہو ہونیوالے ہیں  
یہ دو خونریزان تر کو نیکے ہمسر ہونیوالے ہیں  
بیا کل تک تری کوچہ میں مشر ہونیوالے ہیں  
مری داغ جنون پہلوئی چا رہو ہونیوالے ہیں  
تری دیوانے برگشتہ مقدر ہونیوالے ہیں

مری اشعار شکر ابتدا میں لوگ کہتے تھے  
مقرر یا س بھی اکدن سخنور ہونیوالے ہیں

پہنے گریں گل باغ جوانی چوڑیاں  
وصل پہ پہلے پہل کی ماہر و عاشق سر کج  
یو اتی ہیں ہاتھ اوٹھائی میں تیری امیری  
یا داتے ہیں مجھ پر دم وہ پیاری پیاری ہاتھ  
اوشیہ ہی نام خدا جو میں عجب برسات میں  
آج کل نام خدا ہے حسن جانان کو عروج  
اؤگے عاشق کو گہر میں وصل کا وعدہ آج  
جذبہ الفت دیکھنا پنی جو میں ہتھکڑی  
آٹھ نہیں سکتی کلائی پٹریوں کے بوجہ  
حسن و نا ہو گیا گوری کلائی کا تری

زہر ہنسیر کے لیے ہو جائیں مانی چوڑیاں  
روز ہر نور و زکا بد لو پڑانی چوڑیاں  
کرتی ہیں فریاد عاشق کی زبانی چوڑیاں  
اوپری تو بھیج دے انہی نشانی چوڑیاں  
بر میں چوڑا سرخ ہو ہاتھوں میں مانی چوڑیاں  
ساعذر ہرہ کلائی آسانی چوڑیاں  
رات یہ شادی کی ہو ہنوشانی چوڑیاں  
دست دلبر میں ہن سود کی نشانی چوڑیاں  
ہاتھ میں اوس گل کے کرتی ہیں گرانی چوڑیاں  
بند جو پہنے سنہرے اور دانی چوڑیاں

دم میں نیچے پھنسا کر زہر بھی ڈنگے ہیں  
زہر سے کہہ کہ نہیں ہو عاشق کو واسطے  
سنبہ زنج بال گو نگہ والد ہانی چوڑیان  
سنبہ کا نو نکا تمہاری اور دہانی چوڑیان

یاسین تڑپا دیکھ کر ماتھوں میں تیری آغوش  
ہاتھی بانگی پیاری پیاری آسانی چوڑیان

جوز تڑپا تڑپا زانو سے تکر میں ہوں  
یار کے آئینہ زنج کی ہر الفت دل میں  
شک ہو دکا اشارا ہے در کعبہ یہ  
اوسکی رحمت کا جو روئیں خیال آتا ہے  
عمر بڑھ کر کما کرتی ہے مجھے ہر بار  
نہ یہ عشاق کو بے جان لیے جیوڑیگا  
غیر کیوں ظلم اوٹھانے لگے ناحق ہوتی  
مجھے سو دہمیں بھی ہر الفت شرم کا نکلی جھلش  
ہجر میں یار سے سب حال جو کہ آتا ہے  
ہے الم آہ تو درد الم ورنج سے فوج  
الفت کیسے محبوب کا وابستہ رہا  
اوسکو سو دا ہوا الیلی کا مجھے کا کل کا  
مر گیا دیکھ کر بروئے عسوق الودہ  
پھر گیا دھونڈہ کے بستر پہ مجھے آخر کار  
ذائع خالو نکے کہیں ہیں کہیں زخم ابر کے  
اونکے عشاق میں ہوں عاشق کیسویسیا  
بت کہا میں جو اونکو تو بہت ہی بگڑے  
الفت چشم میں دنرات تڑپتا ہے تو  
کل مری جسم پہ تھے بار حریر و دیبا  
ہجر میں جب میں تڑپتا ہوں یہ چپ چاتی ہو  
پہلے ہی کی سبھر ملک عدم کا ہے خیال

ہیں دم مارا نہ زہر و خیم خبر میں ہوں  
آج کل اپنی زمانے کا سکندر میں ہوں  
انہیا چوستے ہیں جبکہ وہ پھر میں ہوں  
جوش میں آنکہ مری آتی ہو کوثر میں ہوں  
چونک غافل تری اعمال کا دفتر میں ہوں  
اوسکے برو کا اشارا ہو کہ خبر میں ہوں  
نازیر وار ترا می مر سے دلبر میں ہوں  
چھیلے تار ہو جسے فساد کا نشتر میں ہوں  
اس کی نالہ مرا کہتا ہے پیسہ میں ہوں  
عشق کی فین سوا صاحب لشکر میں ہوں  
جوزہ ظلمات سے نکلا وہ سکندر میں ہوں  
ای خون و کیہ بس کی فیس کا ہمسیر میں ہوں  
جو ہوا کشتہ آب دم خیمہ میں ہوں  
جس سے چو کا ملک موت دہ لاغر میں ہوں  
بہ تن دعویٰ خوشنکے کی محضر میں ہوں  
دیکھو انصاف سو گر کوئی تو افسر میں ہوں  
بولے کیا کہتا ہو تو کیا کوئی پھر میں ہوں  
تنگ وشت تری ایدل مضطر میں ہوں  
آج اور ہو ہو کر خاک کی چادر میں ہوں  
شرکین برق بھی ہو جس سے مضطر میں ہوں  
کب ہو نگہ دین لگا ہے ہو کسبیر میں ہوں

اگر حسین و زینب سے بنا لیتا ہوں  
جان اک روز تری سبزه رخ پر دو چکا  
صاف دل کہتا ہوں نکلے سنو و عشق  
وصل ہو تا نہیں آکے وہ پہر جلتے ہیں  
میر و یواری ہی ضعف سے افتادہ ہوں  
بج دنیا کی نہیں ہے یہ عذاب تربت  
پانی ہو نشو و نما آتش رنج و غم سے  
ہر شہرہ سو مری و فہمیں ان ہوتی ہے نہر  
سکے غافل دہن کو سے آتی ہے صدا  
نا توانی ہی بقا کا ہے سبب اور قاتل  
نوح کرنے میں جو پڑتی ہر گاہ قاتل

جسکے لمین و صنم خانہ وہ آذرین ہوں  
زہر کمان کو نہ گنبد خضر میں ہوں  
آجکل صاحب آئینہ و ساغر میں ہوں  
ای فلک ویکہ وہ برگشتہ مقدسین ہوں  
ساز کی طرح لگا دی ہوئے بستر میں ہوں  
یوں تو زندہ ہوں مگر مردی و بزمین ہوں  
آگ میں بہتا ہوں نرات سندر میں ہوں  
اتہا نہی میں جسکی وہ سندر میں ہوں  
جہنم رہنا ہے ہمیشہ تھو وہ گہر میں ہوں  
جہنم جو ہر خنجر میں وہ لاغر میں ہوں  
زیر شمشیر ہر خنجر خنجر میں ہوں

کیون نہ ہر شہر سے انویاس نصاحت چلے  
پیر و مولس مرحوم سمنور میں ہوں

سہلا گر و نکشی کی تاج کیا جان نہار میں  
یہ جبر چلگئی ہیں پیرا و سچے نہیں کیا  
نہ ہر تازست وہ طالع کی دیدار جانکے  
وہ زندان جان کیا ہمارا شکست کیا  
کیسکو عشق میں و سکے کہی بچتے نہیں کیا  
گنگاروں میں جھکو دیکھ کر کہتا ہو وہ قاتل  
یہ فرقت رات دن کی بستر غم پر گرا دیگی  
بد و نکی ہو کہی آتی نہیں نیکو کی طینت میں  
یقین تو ہو کہ ان پہو لوسی پہو لوسی و قاتل  
پلا تا ہی تو دور میں بھی ہی جام دی ساقی  
پیا پیچے جو پانی ہی تو لیکر نام ساقی کا  
جدائی میں کسی کی کروٹیں لیتا ہی تو ہر دم

جگر سبیل ہو جو جاتی ہیں قاتل کی اشار میں  
دیا ہو زہر گنے اون لگا ہو نکی کنار میں  
جناب حضرت موسیٰ تھو بیشک بردبار میں  
یہ دونوں قسم کو موتی ہیں بدل بردار میں  
نکیو نکار یا پر مرے کہ ہم تو جان ہار میں  
کوئی تو جان پر کیل ہو ہی جان ہار میں  
جہی ان اس نفس پر میں نہیں اون سوار میں  
گل اپنی رنگ پر رہتو ہیں گوستی میں خار میں  
ہمارے داغ دل ہو تو جو اس گل و گلزار میں  
جو اپنی آبر و دی میں نہیں اون بادہ حار میں  
یہاں اس امر کا چرچا رہا ہم بادہ حار میں  
تجھے ہی جانتی ہیں ای فلک ہم بھیرار میں

بگوئے دیکھ کر جو میں اپنے یار کہتا ہو  
 ہمیں کچھ غم نہیں تنہائی فوجت کو مرنے کا  
 سنایا کرتے ہیں سب کو زراخو دہشتی بن اکل  
 نہیں ملتے شب چل نکمہ سو عاشق کی نمکدانی  
 شب فوجت زرا دل کی تعلی دیکھنا میری  
 نہوایا کہ وقت امتحان کچھ بھول پڑ جاؤ  
 یقین ہو ایسا کہ فوجت تھوڑا اور بھی حاصل  
 بڑی بند و بست اسکو عدم سے پہلے بھیجا تھا  
 گستاخو مٹی ہر جہلکا دی ہمارو جام مساقی  
 پس گ ایسے ملک ہیں شبنم و شام شب غربت  
 کلاہ مخمر ہے میر کی یہ خاک اور انا بھی  
 تمہاری انکڑیوں کا ہجو جو عالم نظر آیا  
 محبت کو سرور دی ہیں گناہوں کی بدست ہو  
 محبت آپ سے کیا کی جان میں انقلاب آیا  
 دل بدوع انہو عاشقوں کے اوٹکو ہاتھی ہیں  
 نکلیا کرتی تو ان سب کو رہیں ملکین خاص  
 تر پکارو دل بتیاب و فقیہین نہ اندادو  
 ہمارے سینہ سوزان میں بہر کو نکر قرار کئے  
 جگر کو تو کیا تیغ نگاہ تازے زرخشی

کسی دوارہ کی ہر خاک شاید ان غباروں  
 شب ہجران ہی ہو جاگی ان سو گواروں  
 کہی تو حضرت دہ غلطی نہیں اگر ماروین  
 حجاب دوشو محکا رہتا ہوا و سکو پڑہ داروین  
 شرار ہو کر جا جا کر ٹکرتی ہیں تار و زمین  
 ہمارا نام بھی لکھ لکھتے گاجان تاروین  
 اگر تو منکسر ہو کر ملے ہم خاکسار زمین  
 جنون کہتے ہیں جسکو ہر ہمارے پیشکار زمین  
 برس جائی تر ابر کر ہم بادہ خوار زمین  
 ہمارے روئیو لو زمین ہمارے سو گوار زمین  
 جنون کے فیض نے جھگو کیا ہر تاجدار زمین  
 یہ حشت ہر غزالو زمین نہ یہ شونہی بچار زمین  
 خدوند اہمیں محسوب کرنا شمسار زمین  
 وہ دشمن ہو گئے جو تھی ہمارے دوستدار زمین  
 بڑی سیر آجاتی ہیں وہ ان لالہ زار زمین  
 رہتی حسرتیں آپ کس طرح ہم دنگار زمین  
 اسی کا پاس کر ہم میں تیرے خدنگار زمین  
 دل بتیاب رہتا ہر سینو کی کنار زمین  
 دل ناکام میرا رہ گیا امیدوار زمین

دور مضمون ہمارے یاس ایسے اب رہتے ہیں

حسینان جہان جنکو لگا نہیں گوشوار زمین

تو عاشق بھی پائیکے کہی ہمارا زمین  
 اوسکی بکسی رہتی ہوا و سکو غلکار زمین  
 خدا جانی کہاں کا حسن ہر ان ماہ پار زمین  
 جنو نکام لیکر ملکیا پانچون سوار زمین

عدیل پناہ نہیں رکھتے اگر وہ گلزار زمین  
 نہیں بعد فنا کوئی کسی کو یادگار زمین  
 چکا چونہ آتی ہے خورشید کو بھی سامنے جنکے  
 ہلا اہل جنون کی ہمسری جو نوسے کیا ہوتی

شب بستان یا فشان لگا کر کون نکلا ہے  
 تھکادی شمشیر کیون دیکھتی ہو گیا بخود  
 دل کا تھک کر جیسے ہو گئے سے ہوش جاوین  
 چھٹے قلب جگہ تائب تو ان تک بھر جانا نہیں  
 عیان ہونے نہیں دیتا کہی را ز محبت کو  
 دل عاشق کو مٹا تو ہی اوی صبر ناکامی  
 دل عاشق میں بغض حسد کی جانیں بالکل  
 کرن گواہی اوس ہونے جو ہر دو پیر میں  
 تیر تبتی ہے مثال برق تیر کا کان کی بجلی  
 ہماری سخت جانی سے ہوئی تلوار بھی آری  
 کہی تبتی ہر دم بھر کے لیے شمع کھنڈ بجلی  
 سو ملک عدم جاتی ہے عمر ہو فادہ میں  
 کسی سے وصل دہر ہے کوئی ہے تیر علم پر  
 بلایا اکھم سے جسکو ہوا وہ سر کے ہل جا  
 ہم ایسے جوازل تو ششہ جام شہادت میں  
 سو او انکسار و عمر گنہائش ہر بیان کسکی  
 مٹایا ہر فلک کو جنگو قاتل تیر کو بچے میں  
 مٹے نام و نشان سکندر و حبشہ و دارا کے  
 جہاں پوچھو ہمیں سب عاشق بد نام کہہ گئے  
 مقام محبت دل تھرکان میں کیوں نہ ہو ہم  
 تصور یار کے آنے کا شرب ہکھو رہتا ہے  
 گری ہی جھپٹا ہر عشق کیسوں مگر چپ ہو  
 یقین تو ہو کہ حق زربہ شیکے رال ز ابد کی  
 دل اپنا جیتے پھرتے ہیں شو تو سنکے کو پھین  
 ادھر ہی نیکہ لہ اسے تیغ بران چشم جو ہر سے

نمایاں ہر یکہ لکسا چاند سماج آج تار نوین  
 ابھی تک ای پروردہ تھا مردل و شیار نوین  
 عجب خوش و خوش ہو پھینی بہینی اوس گلزار نوین  
 ہمارے پاس تنہائی فقط ہے عکسار نوین  
 ہمارا دل ہمارے عشق کے ہر پیرہ دار نوین  
 توارا کر کہی تو زرار ان لیے قرار نوین  
 فقط تحم محبت ہی بھری ہیں ان انار نوین  
 شعاع مہر کی صوفی کنارے کے کنار نوین  
 چمک تاروں کی ہر او ماہر ان گوشوار نوین  
 کری ایسی کہ دھڑائی ہوں جس صدور سے آریں  
 کہی ہر فلک ہوتا ہے اپنے شکبار نوین  
 سمندر ناز کا اندازہ ہو اسکے برابر نوین  
 کوئی بستا ہو ہولو نہیں کوئی رہتا ہو خار نوین  
 دم شمشیر کا عالم ہی قاتل کے اشار نوین  
 فرار شربت کا ملتا ہو انہیں تیغ و نیک و دار نوین  
 جگہ کیا خاک پاؤ سر کشی ہم خاکسار نوین  
 غبار اپنا ہی بلجیگا اکدن اوج غبار نوین  
 کیسے آنکھوں تک بھی نہیں باقی فرار نوین  
 خدا کو فضل سوا تبو ہو ہی ہن نامدار نوین  
 تعجب نہیں کیا ہر شیر رہتے ہیں کہیں نوین  
 ہماری جان اکدن جانیگا ان انتظار نوین  
 دل وحشی ہمارا آجکل ہے بردبار نوین  
 کوئیدم ہی جو بیٹھے آکے یہم بادہ خوار نوین  
 یہی پیشہ نیشا یا ہمیں سب روزگار نوین  
 گھر ہر کشتہ ابرو و قاتل جان نثار نوین

ہمارے دل میں سوئے عشق ہی ہر اشکِ سرستِ ہی  
تمہارے کشتہ تیغِ تعافیل کا یہ عالم ہے  
اور ہر نبی اس کا گاہِ نازِ معشوقانہ ہو جاتی

مقامِ آتش کا بانی میں ہر بانی کا شہرِ مہرین  
نقطہ کہن کو جیتا ہے مگر ہر جان ہار و نہیں  
کوئی مہیا ہوا ہے اور بھی اسید و ارنہین

تو دیکھ کر ہمارے کوئی  
برہی جا بھنسیا ہے یا پس ہے چچا ہر ارنہین

جب سے سودا کی زلفت و رخ جانان ہو نہیں  
کیا مجھ کو فتنہ عاشقِ شرکان ہو نہیں  
شمعِ سان سو زنجبست سو فروزان ہو نہیں  
انہی محرم میں جگہ دی ہے کسی نے جب سے  
نجد کہتا ہے مری خاک سے پیدا ہے خون  
ز فرمون پر مری سب گوشن آواز ہیں گل  
چوٹی گندہوا لو تو ہو جانو مرغِ خاطرِ بسج  
عشق وہ علم ہے عالم نہیں جس کا کوئی  
میرے سود کی تعلی کو کوئی دیکھے تو  
بجھے کہ تانہ محبت نہ ہلا میں پہنستا  
چند دن رہی میں دنیا سے چلا جاؤنگا  
ساتھ ہی الفتِ رخ کے ہر مہرہ کا سودا  
وصل ہے آج تو ملجاؤنگے کہو لگے دل  
اور کی یا پس ہونہ داغ ہوں میری تن پر  
ایک خوشی کی میں رفتار کا دیوانہ ہوں  
سکڑوں ل نظر آتے ہیں ہر اک سو مجھ کو  
اوسکی پکان کو جو دی میں جگہ دے لگے قریب  
اوسکو چیلے کے جو گل کہاؤں تو ہوں کی شکل  
یار کے سامنے غزون ہو تو مار سے تیغین  
جب میں کرتا ہوں شکایتِ خلش پہلو کی

اکو جنونِ مثلِ سحر چاک گریبان ہو نہیں  
آنکھ جپکی نہ کہی شیرِ نشتیان ہو نہیں  
باعثِ روشنی نرم حسینان ہو نہیں  
دل یہ کہتا ہے چراغِ تہ و اماں ہو نہیں  
جس میں ہر تربتِ محنون ہے بیابان ہو نہیں  
بلبلین ہیں متبع و غزلخزان ہو نہیں  
بالِ کولہ ہیں جو تھنے تو پریشانی ہو نہیں  
قولِ مجنونا ہر اک طفلِ دبستان ہو نہیں  
مہ نو کا ہے اشار کہ گریبان ہو نہیں  
خود ہی کی زلفت تر اسلسلہ ضیاء ہو نہیں  
کیون ستا تا ہے فلکِ مجھ کو کہ مہان ہو نہیں  
خارِ شرتِ سو ہیں جس میں وہ گلستان ہو نہیں  
سینہ سے سینہ ملا دو کہ پر رمان ہو نہیں  
غیر کے کہ میں تو شادی ہو چراغان ہو نہیں  
حشر بر پا ہوا اگر اوسکے خردمان ہو نہیں  
مثلِ نینہ تری نرم میں حیران ہو نہیں  
دونوں ہنسنے کو میں جگہ ہوا بیان ہو نہیں  
وہ میری جو انگوئی تو سلیمان ہو نہیں  
میرے رونی پر نہیں نرم وہ گریبان ہو نہیں  
دل یہ کہتا ہے کسی تیر کا سپکان ہو نہیں

آہے جلد کوئی حسانہ ویران نہیں  
کچھ ہی اسکانہ کیا پاس کہ مہمان نہیں

آرزو دلی جو غلی تو یہ آواز آئی  
پھیر دی مجھ پر جو ای دہر حواش کی چہری

دیکھ اگدم کی بھی اچھی نہیں غفلت اور بایں  
قول دنیا کا ہر اک خواب پریشان ہو نہیں

چن گیا باغین یہ ہیو لکڑ پیمانے کون  
بوگو خلق میں زنجیر کے یہ دانے کون  
عشق میں گون گیارہ ہوئی گیارے کون  
دخل کیا شمع کو اوسن خم میں ڈانے کون  
دولت حسن لکڑ کسی پڑا مانے کون  
روکتی ہیں مجھ ہی ہن یہ خدا جانے کون  
جاڑی مستی میں بہلاؤ ہونڈ ہن پیمانے کون  
آج اس باغین آیا ہو اکھانے کون  
جاننے کے نار میں تر دہن آسانے کون  
اس سے معلوم نہیں شتا ہو افسانے کون  
بہر گیا ہر میں یہ شیشہ یہ پیمانے کون  
پس دیوار یہ روتا ہو خدا جانے کون  
جو کنا دان ہو پہر اسکی بہلا مانے کون  
کون ان کو گو نہیں ہشیار پہر دیوانے کون  
لیگیا ہاڑی مرے موتیوں کے دانے کون  
آگیا ہو دل خوش گشتہ کو تر پانے کون  
جاڑی میرے دل ارفہ کو سمجھانے کون  
ان مکانوں کو بنا لگا پر سخا نے کون  
وصل میں آیا تھا اوس شوق کو شہر مانے کون  
دیگیا ہاڑی یہ دھوکا مجھ کو کیا جانے کون  
جو مرے دل پہ گزرتی ہو اوس جانے کون

ساقیا آیا ہاڑی منہ خدا جانے کون  
زلف کے عشق کو موجود ہو دیوانے کون  
درد و غم ساتھ رہی ہوڑ گئے ہوش و حواس  
عاشق آئینے اوڑ دیکھنے ہر شب کو ضرور  
یار بوسہ مجھے دیتا ہو گھڑتے ہن قریب  
آپکی زرم کے مختار ہو گھڑک سے غیب  
موجہاں ملتی ہے چلو ہی سہی لیتے ہن  
دیکھ کر کیوں دن داغ پھر کتا ہے جگر  
بات یہ عقل کے برعکس ہو داغ تیری  
کہ نہ کہہ دل مرا ہر وقت کہا کرتا ہے  
آئسو آئسو نہیں ہن ہر وقت تو لو میں خوننا  
منکے نار مرے اختیار سے بولا وہ شونخ  
کوچہ عشق سے ناصح کو نہیں آگا ہی  
نام معشوق کا کچھ رتھو ہن کچھ ہن خاموش  
اشک حسرت بھی ٹیک کر نہ ہی پاس مرے  
رقص سہل کا تماشا کے خوش آتا ہے  
نالی سینے سے نکلتی نہیں کسو بھیجوں  
کسکا جلوہ ہو سمانے کا جو چشم و دل میں  
تہا حجاب آنکھ کا یا میری حد دکا تہا خیال  
لیگیا دل مرا تہا روفا پر کوئی  
میرے اجاب مجھ عشق میں سمجھاتے ہن

ہوں وہ نعم دوست خوشی کا چنناں لگا  
نالہ اکابر لگا سینو سے چلائے کون

یار کتا ہو سو ایساں کو کیونکر مرا عشق  
میں تو بہو پیش ہوں جاؤ اور کچھ جانے کون

عشق میں لاکھ اسی بہلاؤ بہلتا ہی نہیں  
نہیں جان سو عدو آئے تو ٹھکتا ہی نہیں  
تو کر بوسے کا تو کیا وہ نہیں دیتا دشنام  
بھگتا رکے ہوا جسے جو کوئی یکم حسن  
ہو جو لغزش ہفت میں تو آہیں کیلچے  
گرم سوزِ حیرے دلیں بندر سوزِ فزون  
نہوں ہو جائیں دو چار کے ناحق ناحق  
آکے وہ شونج جو بہلو میں مرے لیٹا ہی  
ایک ہی حال پر آتا ہے نظر فرقت میں  
سوم ہو جاتے ہیں تھیر بھی مرے نالو سوز  
ایک سار روز جانی کا ہر میرے عالم  
تجھ کو مدت ہوئی ظالم کہ لگا ہے مجھے  
دل پر داغ کی میرے یہ خوش آئی سبے فضل  
نہیں جان میں مرے ضعف کا ہونچا سوز  
دیکھنا چہ وہ نشیون کی محبت کا اثر  
میری غربت کا نہیں بیان بھی جاتی ہے  
میرے رمان کا دیکھ تو کوئی اشتغال

دلِ دان تو سنبھلا سوزِ شہلتا ہی نہیں  
کیا ہر مان ہر میرا جو ٹھکتا ہی نہیں  
نخل الفت کو کسی فصل میں پہلتا ہی نہیں  
پانی پانی یہ پو اغیر کہ جلتا ہی نہیں  
بے سہار کی کبھی انسان سنبھلتا ہی نہیں  
واہ ریزِ طرف چھلکتا ہی اوبلتا ہی نہیں  
یار اسی خوف و سہم کی کبھی ملتا ہی نہیں  
دل کو یہ چین ملا ہے کہ اوجھلتا ہی نہیں  
رنگ عاشق ہے زمانہ کہ بدلتا ہی نہیں  
دل ترخت ہو ایسا کہ ٹھکتا ہی نہیں  
کیا معشوقہ نکا جو بن ہو کہ بدلتا ہی نہیں  
کیا کہنی ہر ترانہ بھی کہ چلتا ہی نہیں  
سہیں جو آتا ہو ارمان ٹھکتا ہی نہیں  
تو کہ بھی سست ہو ایسا کہ چھلکتا ہی نہیں  
نالہ کرتا ہوں مگر دوسے ٹھکتا ہی نہیں  
کیا دل شمع لحد ہے کہ بھگتا ہی نہیں  
دم خلیج آتا ہو لیکن یہ ٹھکتا ہی نہیں

عاشقانہ ہی کہے شعر ہمیشہ ان کو یا س  
واہ ریزِ رنگِ طبیعت کہ بدلتا ہی نہیں

ر د ل ف و ا و م ہ ل

عشق زہسار میں گر جلوہ گری پیدا ہو  
دل پر داغ سے نورِ قمری پیدا ہو



جلد ساتی کہین شیشے سے پری پیدا ہو  
 شجر خشک سے بھی شاخ ہری پیدا ہو  
 سنگ تربت سے عقیق شجری پیدا ہو  
 ٹھنڈی سالون سے نسیم سحری پیدا ہو  
 صورت قیس مری ناموری پیدا ہو  
 دست وشت سے اگر جامہ دری پیدا ہو  
 عشق گیسو میں وہ آشفہ سری پیدا ہو  
 خوب خوش رنگ عقیق شجری پیدا ہو  
 درد سرجائی تو درد جگر می پیدا ہو  
 کس طرح یار کی نازک کمری پیدا ہو  
 تیری دیوانے کے سارے سے پری پیدا ہو

مگر گنگ کے مشاق ہیں منوار تمام  
 اوس مہال حین حسن کا سایہ جو پڑے  
 قبر پر میری پھر کر آ کے جو وہ سرو سی  
 گل کہلا یں یہ مرے دماغ جگر وقت میں  
 دشت غربت کو نکلجاؤں جو میں دیوانہ  
 برزے ہو جاؤ مرا جامہ عریانی بھی  
 دنگو دشت سہی ہی رات کو اوجھن سہی  
 جگر آئسو دنگے ساتھ اگر گنت جگر  
 عشق گیسو سے جواہر کی ہولفت مجکو  
 کیا وہ سو جو جو ہو معدوم عدم کی صورت  
 عشق کامل جو دکھائے اثر اپنا اور

تیری الفت نے کیا یاس کے دلیں یہ اثر  
 اپنے سارے کو ہی دیکھے تو پری پیدا ہو

پہلے مقتل میں مرے سر پہ فدا ہو تو یہ ہو  
 میری گھڑائے نہ تم اونسے گلا ہو تو یہ ہو  
 مرض سحر میں عاشق کی دوا ہو تو یہ ہو  
 مورد آفت و آلام و بلا ہو تو یہ ہو  
 عشق میں درد جگر کی جو دوا ہو تو یہ ہو  
 جسم سے سر جو ابھی میرا جدا ہو تو یہ ہو  
 تہ شمشیر اگر میرا گلا ہو تو یہ ہو  
 زندگی کا جو زمانے میں مرا ہو تو یہ ہو  
 کانپے ہر بند مرا خوف خدا ہو تو یہ ہو  
 ہجر کی شب جو مری آہ رسا ہو تو یہ ہو  
 منجمل میں تو نہیں مان جو تہکا ہو تو یہ ہو  
 میرا محبوب اگر مجھے جدا ہو تو یہ ہو

میکو کہتا ہے وہ مقتول جفا ہو تو یہ ہو  
 تو کفر غیر و نکاہی لب پہ نہ آئے پائے  
 پوسہ سیب و قن شربت دیدار ملے  
 دل ہی نے الفت گیسو میں ہنسیا یا مجکو  
 یا اکی مری بیتابی دل پڑھ جائے  
 چشم حسرت نگران ہو سو قاتل میری  
 جذب الفت سے یقین ہو وہ تہ لکین خود  
 وصل لدا رہو بوسہ چون لب شیریں کر  
 جب خیال آئے گنہ کا کہوں تو تہ وہ  
 خود چلے آئیں تڑپ ہوئے ہی مجکو یقین  
 فلک پر پھر ساتھ مری سودے میں  
 کبھی و بون کبھی تڑپوں کبھی عیش ہو جاؤں

جرم اجاب یقین ہو کہ رہے پشیمان

یا نس را ہی جو سو ملک بقا ہو کو یہ ہو

آنکھ اڑھا کر بھی نہ دیکھ کبھی گلزار و نکو  
کون دیا ہو دو اہجر کے بیارون کو  
پاؤں نہ کر تازہ گرفتارون کو بٹ  
ہو یہ آزار نیا چشم کے بیارون کو  
یار سودا تھا جو یوسف کے غریب دارون کو  
ہے ستم و سپہ کہ سی دیا ہر شکارون کو  
دلبری کشی سکھائی ہے یہ دلدارون کو  
ہتے دیکھا ہو بہت مصر کے بازارون کو  
لب جان بخش بج چشم کے بیارون کو  
ہو یہ سودا تری لقون کے گرفتارون کو

پائے بیل لگاؤں پھوٹے خسارون کو  
نہ ملا شربت دیدار بہین فرقت میں  
خود مسلسل ہیں تری زلفت میں یاد و شبن  
نگہ کی جانب وراہ کی بند ہی رہتی ہے  
دیکھتے خواب میں ہی تنہا تو جاتا رہت  
قید کرتا ہو جو مرغانِ سپہ کو صیاد  
ملکی جس سے نظر لیلیٰ صفا و سکا دل  
تعمہ میں ہو کوئی یوسف سا بھی آیا نہ نظر  
و کہیں اعجازِ فردن ہو ترایا او سکا فون  
کسی گشت میں ہیں صحرا میں کبھی خاک لبر

ایسا ہمدرد نہیں مجھایکے ہم غربت میں

یا نس تلواروں سے نکالانہ کبھی خارون کو

آپ کو عاشق کی مشیت خاکِ ن برباد ہو  
شکل ہو تم سحر ايجاد ہو حبلاد ہو  
آپ کے دلین اگر کچھ ہی ہماری یاد ہو  
بلبلو گلشن میں پھر شورِ مبارک باد ہو  
پھر کوئی مضمون دہان یار کا ایجاد ہو  
بعد مرنے کے ہماری خاک ہی برباد ہو  
میرے نالوں سے فنا یہ چرخ بے بنیاد ہو  
خبر جلا د ہو یا شتر فساد ہو موٹا ہو  
یار کا بوٹا سا قد بڑھ کر کہیں ششاد ہو  
کیا کرے بیل اگر پہلو ہی میں صیاد ہو  
اسکی کیا پروا کوئی سنا ہے یار برباد ہو

جائے حیرت ہو صبا کا اٹھنے سے بیدار ہو  
سچ ہے کیوں نہ نکاحیاں عاشق ناشاد ہو  
ہچکیاں لے لے لگین پھر شاد ہو جائے خبر  
آئی ہو ہر بزمِ سی و لبتہ غروبِ فصل گل  
طبع کہتی ہے جو دیتا ہو نہیں غنچہ شال  
کیا عجب وار فگی سودی کی ہو گرا شطرح  
شلِ خرمین جل اوٹھو کہینچون جو آہ برق ا  
دیکھ دو لون کو خون آتا ہو اپنا جوش میں  
پہلے باغِ ریاضت کو ہی کتا ہو دل  
گلشنِ رخ دیکھتا تھا پندگیار لفظ میں دل  
چال چل لیتا دھین انکھیلیوں کی ہو ضرور

قتل اگر قاتل کرے محکوم جنوں کے شور میں  
فصل کل میں سلسلہ جنباں جو ہو جا جنوں  
سجھے کیا جاہل ہوا شاعر کہ شاعر کا سخن

آب ہو جا کر ابھی گرجے نولا وہو  
نخل مری زنجیر کا شور مبارکباد ہو  
کیا اوسم سو جتے بہلا جو کور یا ورا ہو

پڑ گیا سکہ ترا اسی یاس ملک نظم میں  
کس طرح شہر نہ تو نش صاحب اوستا ہو

عدل اپنا نہیں کہتو ہو تم ہر شے سے فضل ہو  
جو اونکی ناز کی قمار ہو یا ونیں چاگل ہو  
جہاں کج جا کر کم میں میں ساری ہقتل ہو  
ہزاروں جہوں اور جو ایک اک بالین مان  
جو کھینچوں ایک نال رنگ دنیا کا سہل ہو  
وہی عشق ہو یہ خوبیاں سب جمع ہون میں  
پہری ہو اچھل محسوس ہو ایسی زمانے کی  
دل مضطر کو یہ کہہ لکے سمجھاتا ہون میں ہر دم  
جنوں میں قدم سر خار ہون داب صحران  
جگر ابرو کی گماں ہون نشانہ دل ہو مرگان کا  
شمار زلف جانان سلسلہ سر کر لکھی جائے  
شمار زلف دلبر میں خیال رخ ہی لازم ہے  
فلک پر تہا مہ نو بہر تہمارا ناخن پا تھا  
جنوں لیکن بان بکھو جان پر ہون سایہ ہی  
دان سنگن بنے اپنا جان جنوں تو الکباب  
شمار نور روئی یار میں لکھتا ہون غراونین  
یہی کافی ہر زلیت سیکھو نکو واسطے ساقی  
تعجب کیا جو تم اکھیلیو گلی چال چلتے ہو  
ایسے دل ہی کو تھا پیریاں پناہیں کیوں محکوم

ہر آخر کے نہیں آخر ہو ہر دل کا اول ہو  
قیامت ہو بیا دو گام میں اسطرح چل ہو  
ہر کجا سرخ و قاتل تری تلو ار کا پہل ہو  
تجھاری لہنہ کو سلجھا کو ہر شانہ نکیون قتل ہو  
زمین لرزی ہو گر دونوں عالم میں پہل ہو  
ادا ہونا ہو انداز ہو عشوہ ہو پہل ہو  
فزون ہو درد سر گر تلخ میں میری صندل ہو  
بہت دیر بہین ہو وصل جانان آج ہوں  
مری تلو ونیں ہو جو ابلہ پانی کی چاگل ہو  
جو یہ سامان ہو قاتل مر اسنیہ کیوں ہقتل ہو  
پراک مضمون ہو پیچیدہ عبارت بھی سلسل ہو  
رہ تار یک میں یہ چاہیے ہر شے عمل ہو  
یہاں حیرت ہو کیونکر حوا علی ہو وہ سفل ہو  
نہ آ کر ہو عمرات ہی کو سن وہ بگل ہو  
جنوں ہی بھاگ جا کر ڈر ہو وہ چوٹ بگل ہو  
شعاع مہر تابان کی مری دیو میں جہول ہو  
تعجب کیا سیمہ سستی ہی آگندہ نکا جو کا حل ہو  
خدا کے فضل سے طائر ہو کس ہو چل ہو  
تمہاری زلف کا قیدی سلاسل میں سلسل ہو

خزور اسی یاس ہر شاعر کو شوق شعر لازم ہے

اکھین جو ہر گرتن زبان میں خوب صیقل ہو

اگر کے اوس خیمہ کی زلف رسا کا ہیکو  
عشق کیسے میں دل ہزار بھسا کا ہیکو  
سارے دنیا کے سینوں کا وغاشیوہ ہے  
بہرہ تکلیف ہو کیوں جان یوں ہی ہیں ہم  
کیا کسی گل کے پسینوں میں ہو بسکرائی  
آج اس شیشے کو شاید کسی بت نے توڑا  
کیونکہ تم آئے جو نالو کیے دل فریے  
ہم بغل غیر سے شاید ہے مرا رشک قمر  
راز کی طرح چھپا لینے اوس میں دل میں قریب  
اندھوں و ستوں کو بھی میں رکھنا ہوں  
دم دیا کیا کسی محبوب کے جلو میں نے اسی  
پہلے دید میں دل جان وصل کو طالب ہو رہا  
تھے کیوں مہندی لگے ہاتھ دکھائے محکو  
آج سینوں سے نکالو گے دل نالان کیا  
بلکے چند اوسکی نگاہوں فریاد کیا ہے اسی  
ابو جنت میں ہی رہنا نہ خوش آئے گا میں  
عاشقوں کو یہ جلائیے ستائیں گے ضرور  
صادق گفت میں کہ درت سحر دل صفا مرا  
ہو میں کیا سفر ایسا ہے دھرتی ہے جوں  
دیکھنا ہو چین یار صفا دل کی  
پھر دو محکو جو کہتے ہو تم اول سے بڑا  
میں وہ بچپن ہی ہے متناق تم کا رہی

آج اندھ ہو گیا تو نے صبا کا ہیکو  
پر گئی آگے مری سر پہ بلا کا ہیکو  
میر جان کیسے گا آپ وفا کا ہیکو  
کھینچ کر آئے ہو تم تیغ ادا کا ہیکو  
آج انراقی ہے گشت میں صبا کا ہیکو  
یاب بیک آئی مری دل سے صدا کا ہیکو  
اپنی بیوی کا کرتے ہو گلا کا ہیکو  
آج یہ دلیں مرے درد ہو کا ہیکو  
اب ہمیں ملنے لگا اد نکایت کا ہیکو  
پھر گئی مجھے زمانے کی ہو کا ہیکو  
میرا دم ہو مرے سینوں میں وفا کا ہیکو  
ہم سے یہ رسم داہوگی بھلا کا ہیکو  
دل مرا پس گیا رنگ صفا کا ہیکو  
تھنے کو لے میں مری بند قبا کا ہیکو  
اب مجھ ملنے لگا دل کا پتا کا ہیکو  
نہا گئی یار کے کوچے کی فضا کا ہیکو  
بت بھلا کرتے لگے خوف خدا کا ہیکو  
ایسی آئینے میں ہے صدق و صفا کا ہیکو  
بار بار آتی ہے آواز دراکا ہیکو  
ہم نے کو لے یہ ترے بند قبا کا ہیکو  
پاس نیچے اسی رکھتے ہو بھلا کا ہیکو  
اوٹھ رہی کوئی اب طرز جنت کا ہیکو

عاشق ابرو کا جو پایا تو کس قاتل نے  
آگئی ہر تری اس سے پاس فضا کا ہیکو

پیچ کھایا کرین سنبھل کے زمین پر گیسو  
 ہونے لگے طول قیامت کے براہ گیسو  
 ہر طرف پھینکتے ہیں دم براہ گیسو  
 طعنہ زن ہوتے ہیں ناکامی دل گیسو  
 اک بلا ہو گیا ہر دل کے لیے ہر گیسو  
 تو نے کیوں وصل میں کھوئی مرے دل گیسو  
 دن کو رنج پیش نظر رہتا ہر شب ہر گیسو  
 ہلکی لین کیوں نہ سیر پار پہ چڑھ گیسو  
 کھلے جوڑا جو ہونے آپ سے ہر گیسو  
 اور کے آ کر جو ہوا سے ترے رچھ گیسو  
 شب تاریک میں دکھلاتے ہیں اختر گیسو  
 نام پر کھوئے جو اس گل کے بغیر گیسو  
 ہلکے دیکھنے لگ جانے کو اندر گیسو  
 کشور دیکھتے ہو گئے لشکر گیسو  
 کہ جو سنبھل کے نظر آتے ہیں اب گیسو

کھول دیں کپ چین میں جو غب گیسو  
 پاؤں تک آگے اوس شمع کے ٹر گیسو  
 چوڑو تیا ہے جو شان و نہ وہ دہ گیسو  
 نہیں آتے یہ ترے رنج کے براہ گیسو  
 جال مارا تری بالوں کے ہر اک عاشق پر  
 تیرے باعث سی بلاؤں شب فرقت آئی  
 یوں نہیں اوقات شب در در بسر ہوتی ہے  
 ان سیر رویوں کے کیا رتبہ عالی پایا  
 چھو لیا کسے جو برہم ہوئے حد سے بڑھ کر  
 صاف ثابت یہ ہوا چاند گن میں آیا  
 حسن و ناترے بالوں کا ہوا نشان سر  
 لکھنور شک ختن ہو گیا سارا دم میں  
 بڑھ کے آخر کو بلا ہو گئے عاشق کر لیے  
 ان بلاؤں نے مجھے لوٹ لیا الفت میں  
 سایہ کیا انہ تری زلف پر نشان کا پڑا

ہاتھ سے دشمن ہونوی کو پریشان ہر یاس  
 اسکو دکھلائے یا حیدر صفہ در گیسو

ہونے رنجی دل و جگر دیکھو  
 پھیر کر منہ زرا او ہر دیکھو  
 بھگیا شرم سے قمر دیکھو  
 ہو گیا فراق سحر دیکھو  
 دہری ہو جائے گی کمر دیکھو  
 کون کہتا ہے تم ادھر دیکھو  
 پھر تڑپے لگا جگر دیکھو  
 جوش پر آئی چشم تر دیکھو

سرمہ دیکھ نہ تم ادھر دیکھو  
 رنج تو بدلو کسان ابرو کا  
 ڈال تو تم نقاب چہرے پر  
 تنے جانی کو وصل میں جو کہا  
 زلف کی چوٹ کا ٹھگی کہا اس  
 قتل کرتی ہے تمکو تیغ نظر  
 ہلکے تم جو بیسے پہلو سے  
 شہر ڈوبے گا اب کوئی تم پر

دل لگاؤ نہ لالہ رویوں سے  
کوئی مشتاق دید اور بھی ہو  
اب بھی باز آؤ انہی الفت سے  
قبر میں لوگ کہتے ہیں دم و فن  
اوڑ گیا رنگ میری چہرے سے

خون ہو جائے گا جگر دیکھو  
اس طرف بھی تو اک نظر دیکھو  
اس میں ہی جان کا خسر دیکھو  
کھو لکر آنکھ اپنا گھر دیکھو  
انہی الفت کا تم اثر دیکھو

کو جھونے کو ہے عدم کی طرف  
یا نشہ درپیش ہے سحر دیکھو

ہمارا فی سہ ساقی ہاتھ میں لہریشہ گل کو  
سہیسا میگا بلایا میں کیا کسی غمیدہ بلب کو  
نہ تو نے لی خبر مرنے کا عاشق بچ فرقت سے  
گنہگار آج قاتل بحر الفت سے اور جان  
سہارا جا میرا رب باغ سے جلدی خزان کے  
ہمارا فی سہ ساقی ہاتھ میں لہریشہ گل کو  
یقین آتا نہیں معشوق کو جو اپنی الفت کا  
نیا لشکار ہا ہر روز اسے فصل ہا رہی میں  
چمن میں آج بلب لہریشہ گل کو  
نظر آنے لگے ماریہ گلشن میں لہر اتے  
ترقی حسن کی ہو ویدم عاشق زیادہ ہو  
چمن پر خار ہیں ایسا خزان سے انقلاب یا  
خدا جو جھکو دیتا ہے اوسی پر شکر کرتا ہوں  
جہان میں سقد جو قیس کی وحشت کا شہر ہے  
چمن کی سیر کو یہ کونسا بیخوار آیا تھا  
شرابین پیکے کیوں گا بنی بیخوار یہ کیا ہے  
ہو ثابت یہ اک ان کی گلشنیں لگا بیگی

لب دینا سونلین مست تیرے شور و فقل کو  
لگاتا ہے جو تو اری باغبان گلشنیں سنبل کو  
کہی تو آگے دیکھ اس کشتہ تنہ تافل کو  
اگر اس گھاٹ پر تو کو کہیں گری تو ار کے گل کو  
دل مشتاق بلب دیکھ رو شاہ گل کو  
صبا شکار بلب سے لگا دی ساغر گل کو  
گو اہی میں دہر نیلے دیکھنا ہم شاہ گل کو  
نظر آیا کہی گلشنیں کہی صبا و بلب کو  
جہی جانیں کمر شکوئے جہاں دگر آتش گل کو  
جو بل دی دی کے چوڑا رہی اوس کا فز گل کو  
خدا افزوں کر ہے سب تری جاہ و گل کو  
کہ شب کو عنایہ میں دیکھتی ہیں شمع گل کو  
جہان میں ایسا تو شہ جانا ہو تین تو گل کو  
یہ دیوانہ ہو اشنکر مری زنجیر کے گل کو  
کہ توڑا جسے غنچے کے سبو کو ساغر گل کو  
کمر روز سنستے آتے ہیں شیشی کی فقل کو  
غضب بھر کا رہی ہے آہ بلب لہریشہ گل کو

بہتر آؤ نہ لالہ رویوں سے  
کوئی مشتاق دید اور بھی ہو

## جهان میں یاس کی سبقتی و منزل کو

اہم سویر دل یا ضل مرارا لگان نہو  
 اہم ضبط عشق آگے لگے اور دھوان نہو  
 افسانہ غم کا ہے یہ کوئی داستان نہو  
 انسان کو چاہیے کہ کسی پر گران نہو  
 کیون اپنی جان میں جو کوئی قدر دان نہو  
 وہ میرا حال ہی جو کسی سے بیان نہو  
 مجھ کو خیال ہو کہ یہی بے نشان نہو  
 ڈرتا ہوں نہیں کہ زیر زمین آسمان نہو  
 کیا انقلاب ہے کہ کیوں ہو مکان نہو  
 منظور یا رہی کو ترا امتحان نہو  
 اہم تیغ یار رک کے گلے پر روان نہو  
 عاشق کا ہر یہ خانہ دل لا مکان نہو  
 کس طرح اسکا تیرا ہلا بے امان نہو  
 اپنا عبا رگ درہ کا روان نہو  
 یوں ناتوان ہو تم کہ کسی پر گران نہو  
 بہتر بشر کے حق میں یہی ہے جو ان نہو  
 بے قید ہی مکان اگر پاس بان نہو  
 آدر وہ خاطر می تری اسے یہاں نہو  
 تو ہنسے غمزہ دل کے دلون میں نہان نہو  
 خاک ایسے عشق پر کہ جو جسے عیان نہو  
 کیا تیرا قصور جو سید ہی کسان نہو  
 گلشن میں بلبو نکا اگر آستیان نہو  
 مرقد ہی عاشقو نکاتہ آسمان نہو  
 کوئی وہ غم نہیں جو مرا یہاں نہو

آہو نیچے باؤ سر و کا او نگو گمان نہو  
 جہاں کو دل پر آہ نکھر عیان نہو  
 سن لینے میرا حال تو روزی لکین کے خود  
 جس نرم میں رہی صفت جو کمال نہو  
 اوس ہو فاسی ہنسنے وفا کی تو کیا حصول  
 روزی لگے کرے جو تصور بھی قصہ خون  
 ہو آسمان تو میرے مٹا کر کی فکر میں  
 مرنے پہ بھی نہیں مجھ پر شکی کہہ سید  
 اونکا خیال کس میں رہو دل تو شکلیا  
 ایدل نہ کر فلک کے ستم کی شکایتیں  
 ہو مجھ کو شوق قتل نہ کہیج مجھے اس قدر  
 آہیں آسین اور سینوں کا بھی خیال  
 چرخ مقوس ایک حسین کی کمان ہے  
 شے پہ بھی چھوڑینگے دھن کو تیرا دم  
 مجھے اویس عشق نے یہ بار ہا کہا  
 بچپن میں کون جانتا ہو عشق و عاشقی  
 دلی محافظت مری آنکھیں نہ کیوں کریں  
 دل لیتا جا جو آیا ہے تو اہم خیال یار  
 ظاہر کر اپنی شکل کو اہم صبر و صال  
 پہچان لہر ایک یہ عاشق کسی کا ہو  
 ابرو میں اونکے بل ہی نگاہ کا مکیا کر  
 اگر ہمارے ساتھ رہیں کوئی یار میں  
 کاوش آہو ہے پس کسی کا یہ بعد مرگ بھی  
 دروالم کی دلیہیں پر ابرہین دعوتیں

گلگشت روی یار کو جاتا ہر سیر اول  
خاموش مجھ کو دیکھ کر اوس شمع نے کہا  
ہر وقت سو خیال عدم کا لگا ہوا  
کس کی مثال دیجئے ابرو سے یار کو  
نکلے وہ ماہ بھر کے ستاری جو مانگ میں  
گر ضبط عشق ہجر میں نالو نکاحم دے  
ترپون جو میں فراق میں وہی بن تیرا  
گیسو کے عشق میں متحمل بلا کا ہوں  
ایدل شب وصال ترپونہ تو زرا

خسپوش اس حین میں کسی جاگنواں نہو  
بولو وہ خاک جسکے ذہن میں زبان نہو  
عاشق ہو جو کمر کا وہ کیوں نہجان نہو  
کیسے اگر کمان ہی تو خاطر نشان نہو  
اوس شب کہی فلک پہ عیان ککشان نہو  
یا میں نہون زمین پہ یا آسمان نہو  
یہ کیا کہ اضطراب بیان ہو وہاں نہو  
ٹوٹے جو آسمان بھی تو مجھ پر گراں نہو  
سیری طرف سے یار کہیں بد گمان نہو

یلتا ہے رنگ بلبیل شیراز سے ترا  
کیون یا اس تو بھی طعی سندوستان نہو

نہو مثال صنم بے مثال ایسا ہو  
یہ چاہیے کہ رہے خواب میں تصور یار  
بروز حشر بھی یہ سرخوردہ ہو سب میں  
نہ سرو ٹھائے فلک تم جو چار گام جلو  
خوشی سے سر نہ پھولا سائے گلشنین  
عجب نہیں جو سلمان سے بنون کافر  
پہنسا کے طائر دل زلف میں نہ کہتا ہو  
بشر تو کیا ہیں فرشتوں کو بھی بنون ہو جا  
اونہیں سو پوچھیے او کو دہن کے مضمون کو

مہر کہاں تھل ہو مجال ایسا ہو  
نہ جائے دل سے کہی جو خیال ایسا ہو  
ترے شہید کا لبوس لال ایسا ہو  
مثال سبزہ رہ پامال ایسا ہو  
تمھاری سایہ تند سے نہال ایسا ہو  
یقین ہر عشق صنم کا مال ایسا ہو  
نہو مجال نکلنے کی مجال ایسا ہو  
خدا کی شان بتوں میں مجال ایسا ہو  
جواب دہو نہ سکین وہ سوال ایسا ہو

یقین تو ہر نہ نکلے تو اب ایک بھی یا اس  
گناہگار مرا بال بال ایسا ہو پا

ہر اک حسین ہر مہیا مرے جلانے کو  
لطافت از نکلی بڑی میری دلمین آنے کو  
یہ اونے روٹھا ہر الفت کے آزمائے کو

الہی اک لگے اس بڑی زمانے کو  
نگاہ بنگی آئینے میں سائے کو  
تصاوتی کے کین یا اس کی سائے کو



بہانہ خوب ہی عاشق کا خون بہانے کو  
 جھکا ہوں یا ترسی ناز ہی اوٹھانے کو  
 نعلن یہ غم نے نکالی مری ستانے کو  
 اور ہر بھی درد سے پہلو مراد بانے کو  
 یہ میرا داغ جگر روشنی دکھانے کو  
 تل ہوئے ہیں وہ میرا نشان شانے کو  
 خوش ہو رہی ہم دیکھ کر ماسے کو  
 سنا ہے آج کہ سجدہ وہ بت ہر ڈانے کو  
 کیا تھا ذکر کسی کا ابھی سنانے کو  
 جو آئی حیرت دل آئے دکھانے کو  
 یہ بانگین ہی فقط میرا دل گمانے کو  
 سر شکستہ آئینے دلی لگی جھبانے کو  
 اوٹھتے تھے آج جو ہم اشک گر گرانے کو  
 دگر نہ آپ میں بخود تھکے اٹھانے کو  
 نعل میں درد اوٹھا ہی مری اٹھانے کو

نکل رہا ہی مرا دم وہ ہندی لٹی ہیں  
 خوشی سو یا کہ خفا میں گلے لگنو نگاہ دور  
 دل و جگر میں اکٹھا ہی بھانسنے ہو کر  
 اور ہر قریب جو بیٹھی ہیں اونکے پہلو میں  
 وہ ہم کہیں شب تاکہ یک ہجر میں آئے  
 لگا رہی ہیں جو ہر بھر کے قبر پر پھو کر  
 مجال کیا تھی جو پہلو میں اونکی بیٹھتے غیر  
 کھڑا ہوں دل لپیڑا واسطے میں تر ہی ہیں  
 جتا جتا کے وہ دیش ہیں اور سچ بننے  
 سکوت فرقت جانان میں بڑ گیا کچھ اور  
 اوہر ہی کہتے ہیں تر ہی تر ہی نظر دل کے  
 ستائیکا ہمیں سوز جگر تو رو دینے  
 کسی کو زور دکھانا تھا نا توانی کا  
 جنوں کو جوش نے جامو سے کر دیا باہر  
 گرا ہوں بستر غم پر جو ہر جانان میں

کسی کو ہجر میں یہ کیا کر کے بلا کے بھلا  
 کہ آپ بیٹھا ہی دنیا سے پاش جانے کو

### روایت ہار ہوت

ہو عکس حصے غیرت گلزار آئینہ  
 پیشانی آئینہ ہی وہ زحسا آئینہ  
 پھرتا ہی اسلیے سیر بانہ آئینہ  
 کیون دیکھتا ہی پھر حصین ہر بار آئینہ  
 اپنی صفا دکھاتا ہے بیکار آئینہ  
 ملتے ہی آنکھ ہو گیا ہمارا آئینہ

دیکھے جو میرا آئینہ زحسا آئینہ  
 دل آئینہ ہے سینہ دل آئینہ  
 ہے جان دلے تیرا خبرید آئینہ  
 عاشق جو روئے صفا و منور گل آئینہ  
 دلے ہمارے ہو وہ مقابل کیا بجا  
 خود اوکاٹھنے کو دیکھ کر پشیم کیا

اوست نہ ایک پورے عاشق کے لکھو توڑ  
لیلو تم سکو تو قسمی حاشیہ پیر دل  
کچھ تیرے دو کی حساسیہ چاہیں ہو وہ  
آؤ جو میرے گھر وہ سکندر چشم مرا  
کیون وہ پہنہ نہ رنگ طلائی پیار کے

بیب یاں تیر گیا تو ہی بیکار آئینہ  
ای یار ہوا اگر تمہیں درکار آئینہ  
ولین غبار رکھتا ہے بیکار آئینہ  
ہو عکس جسے سب فرود دیوار آئینہ  
دست نگاہین ہی طلب کار آئینہ

اس طرح رات وصال کی ہکاٹے ہیں یاس  
ہر بار انگلی چوٹی سے ہر بار آئینہ

محبوب الفت ہو گئی اوس ظلم کو بانی کے ساتھ  
یا وہندان میں برل چھٹکائی کے ساتھ  
دن ٹھاسا را خیال رخ میں حیرانی کے ساتھ  
جیتے جی جو منہ دکھایا کہی اس جہ سے  
دیکھا کہ صورت تری دنوں تھے قصہ پرگی  
نزعین تو مصحف زسار دکھلا دے اگر  
جبکہ جاتا ہے وہ عشاق بھی ہمراہ ہیں  
ہر من شبام سے آیا ترے رخ کا خیال  
فرقت جانان میں دیا ہوں جلتا ہو جگر  
میں جوڑا پہنہ اوس کا دل بھی قابو میں رہا

جان دل لیتا ہو جو عاشق کی نادانی کے ساتھ  
آج تیرا امتحان ہوا برنسیانی کے ساتھ  
شب بسر کی یاوگیسویں پریشانی کے ساتھ  
اب وہ میری لاش پر آئی شیشی کے ساتھ  
دنگ ہو کر رہ گیا نہرا دھنی کے ساتھ  
دم نکلا جائے تری عاشق کا آسانی کے ساتھ  
کاروان رہتا ہوا اک اوس یوسف ثانی کے ساتھ  
صبح تک رویا کیا شمع شبستانی کے ساتھ  
آگ بھی ہوا رہتی ہی بیان پانی کے ساتھ  
خود ہی بسمل ہو گیا جلا دقربانی کے ساتھ

یاس یہ رنج و الم کی طبع جو گھر ہو گئی  
رہ گئی طرز نفاں میری غزل خوانی کے ساتھ

اک مجھی کو عشق ہو گیا اوس کی جان کے ساتھ  
وصف گیسو چاہی بیشک رخ جانان کے ساتھ  
چاہی خط کی نگارش عارض جانان کے ساتھ  
عشق بازی کی سند رکھتا نہیں قرآن سے  
عشق ہی رکھتا کہی کہ چشم کا کہ زلف کا  
قدر ہی لعل بختان کی لبونکی وجہ سے

بیشیر انسان کو الفت ہوئی ہی انسان کے ساتھ  
رات کا بھی ذکر لازم ہے یہ تابان کے ساتھ  
لازم و ملزوم ہے تفسیر ہی قرآن کے ساتھ  
سورہ یوسف لکھا جائے غریب یوسف کے ساتھ  
اک نہ اک آفت لگی رہتی ہی میر کاٹے کے ساتھ  
آبر و موتی کی ہر تیرے در دہندہ اس کے ساتھ

کیا حقیقت برق کی لگی ترپ کو سامنے  
سبزہ خط بھی تو ہو قرب لب مغز بیان  
اک نہ اک آفت بابرہی ہوا کی ذات کو  
ہو یقین برہین نہ پہ پہلو لاسائے دل مرا  
تنگ کیوں ہوتا ہو تو ایدل خیال یا رے  
او صدم کیا خوب کی عاشق نوازی آپ کے  
دل نکلتا ہی نہیں میرا حصار زلف سے  
لاکھ یہ ناز کرے او کو ہنو کا کچھ اثر  
حسرتیں دل کی نکلتی ہیں صبا یارین  
سب نہ عاشق ہی برابر ہیں بہت شوق ہی

ابر کیا برسی گا میری دیدہ گریاں کے ساتھ  
سم قاتل ہی ہوا ایدل شبہ حیوان کے ساتھ  
جان ہی جائیگی عاشق کی لانا دانے کے ساتھ  
ایک شبہ کوں اگر میں اس گل خنداں کے ساتھ  
اس قدر کم نظریاں لازم نہیں مہمان کے ساتھ  
رسم الفت کیا یہی مجھ بیہوشاں کے ساتھ  
تیرے قیدی کو محبت ہو گئی زندان کے ساتھ  
نامرادی بھی دل کی ہر دل نالائک کے ساتھ  
جی نکلتا ہے نہ میرا حسرت وارانہ کے ساتھ  
کیا کیا دیکھو زینچاں کے مہر کفان کے ساتھ

ایسے ویسوں سے نہیں مطلب ہو دنیا میں بھی  
یاس ہو گا حسرت کے دن بھی، مردانہ کے ساتھ

### رویت یا رختانی

ہر اک سر مدح سلطان سالت ہوین سکتی  
دل کمظرت میں غمی محبت ہو نہیں سکتی  
ترمی فرقت میں کیا خوش کنین زندگی سکتی  
تمنا وصال یار مر کہ ہی رہی دلین  
جو تم ہو کر لگا دو فاتحہ پڑ کر تو چن آئے  
ہو جو منہج و غم سے دلین اور عشق کیا پتا  
کہا اگر از الفت بھی ہوگی دلی بد نامی  
ہمارا خون جو دہن کی گردنہ رکھتا ہے  
رگ گل گر کہا او گلی کر کو پھر تکلف کیا  
حلاوت عقل ہر چشم جانان کو کہیں ہو  
مجھے آوارگی ہو نچا کے گی تا منزل مقصد

حقیقت تو یہ ہر جدت میں کثرت ہوین سکتی  
مگر غیرت یہ کہتی ہو کہ شہرت ہو نہیں سکتی  
جو خود فخر ہو اوس سے شہرت ہوین سکتی  
بیان اور بیکسی کچھ اپنی حسرت ہوین سکتی  
کہ ممکن قبر میں بوسا کر رہت ہوین سکتی  
جو صحبت عام ہو وہ جامع خلوت ہوین سکتی  
ہمارے واسطے کچھ سہین دلت ہوین سکتی  
کچھ اس کہنہ سوز قاتل کی برات ہوین سکتی  
جو موئی بات ہو اوہین نزاکت ہوین سکتی  
کبھی وحشی میں اتنی آدمیت ہوین سکتی  
سفر میں مثل مجنون میری حلت ہوین سکتی

کھینکے ہم نہ کچھ منہ سے نہ بھائیوں کر چھٹی  
دہن کو جھپٹ میں کر کر کے نہیں ممکن  
وہ آکر لاکھ فتنی ایک ٹھوکر کر کرین برپا  
تپ ورت کا مار ہوں نہیں کوئی علاج اسکا

خلواف سیم الفت ہر شکایت نہیں سکتی  
کشتی عریوں وقت میں وقت نہیں سکتی  
مقابلہ کی قامت سے قیامت نہیں سکتی  
مجھے بے شربت دیدار صحت نہیں سکتی

اسکا تو کسی کے شعر کو ان کی مایوس کتا ہے  
یہ دولت جمع ہر اک کی بدولت ہو نہیں سکتی

شگنی باطل پرستی حق نمائی ہو گئی  
ستگار اس شاہ مردان کل حسدائی ہو گئی  
آفت جان ان تبوں کی آشنائی ہو گئی  
ترک ہے ہو گیا شوق زرخندان حسنم  
وصل میں کہنی جو یزنا ز سولاد پونج  
اسا پیر جا کے چکی صورت تیر شہاب  
جنے جو مانگا اوس کو نے دیا اسے کر و کار  
سلسلہ دشت کا ٹوٹا اگنی فصل خزان  
روز اوسکی تو ریاں چرتی ہیں مجھ عشق میں  
وہ ملکون پیشہ نیکی کو کھنچتا ہے بدی  
سہندی ملکر ہاتھ دریا میں جو دھوئی یار نے  
دید یادی آپکو دعویٰ مجھ پھر اوس پہ کیا  
میں تڑپتا ہوں یہاں چہین سے کر او کو پاس  
الفت محبوب میری دلیں ہر حیرت کی جا  
اکثر آئینو نہیں خاک تر سے ہوتی ہے جلا  
پہنکتر ہیں اب تو بت اللہ کے گھر میں کند

کسکی پیدائش سے کبے کی صفائی ہو گئی  
آپ ہی سے خلقت کی مشکلاشتی ہو گئی  
اک طرف میں اک طرف ساری خدائی ہو گئی  
چاہہ غم سے یوسف دل کی ربائی ہو گئی  
ہاتھ میرا چوڑی بیکل کلائی ہو گئی  
آہ سوز ان منہ سے جب نکلی ہوئی ہو گئی  
تیرے در سے خلق کی حاجت دانی ہو گئی  
دام گیسوی مرید کی ربائی ہو گئی  
لشکر غم کی مرے دل پر چڑھائی ہو گئی  
کی جو عاشق نے بھلائی بھی بڑائی ہو گئی  
واہ ری تا تیرے پہلی حسائی ہو گئی  
ہاتھ سے اپنی گئی جو شے پرانی ہو گئی  
فرقت جانان میں دلسو ہی جدائی ہو گئی  
ایک اس کو زمین دریا کی سمائی ہو گئی  
میرے دلیں جب غبار آیا صفائی ہو گئی  
ساکلون کی منزل دل تک رسائی ہو گئی

ملکیا اوسے سوال وصل پر تمکو جواب  
بس جلو ہی یاس قسمت آزمائی ہو گئی

کہتا ہوں میں پیچ سب وصل یار سے  
ہر سہل مجھ موت تر مر انتظار سے

<p>پہلے نہیں ہر گردش لیل و نہار سے چھا لہو میں آسمان میں دسکے بخار سے آنکھیں ہو میں سفید تر و انظار سے میں گفتگو میں بند ہونگا ہزار سے تشبیہ کیا میں سرو کو دون قدیا سے تھی کچھ خبر عشق کے انجام کار سے دیوانگی شوق سے میرے ہزار سے</p>	<p>بڑھتا چلا ہر عشق ترخ زلف یار سے جلتا ہر اک حیران ہو تیار عیان نہیں راہوں کے جانکے سے سیاہی کو کودیا دو چار بسا دیکھا کیا بے کار رنگ وہ بے شرم ہے اور یہ محفل سراوہر پہلے تو ہم یہ سمجھے تھے بھلے کا خوب دل پتھر کو جا بجا سے ہین ٹکڑی اوڑھی ہوئے</p>
---	---

ہو کر لگا کے قبر پر اوس شوق سے کہا  
ہم آئے یا اس جلد نکل آزار سے

<p>خاندان بربادی محبت میں ہمارے گھر سے ہر نیر بہ شیشہ کی یارب سا مہا پھر سے ہر اتبو یہ دھڑکا مجھ اپنے دل مضطر سے ہر یہ گاہ کشتوں کو ای قاتل ترخی خیر سے ہر طنہ ہر اک شان عروسی قبر کی چادر سے ہر اک کہ ورت سی عیان تصویر ہندو سے ہر زہر کی زینہ ش ترخی تلوار کے جوہر سے ہر ترش شمشیر پیدا یار کے تیور سے ہر کچھ صبا کو لاگ سی میری تن لاغر سے ہر اک ادھر میں ناواں ہون بنا منا شکر سے ہر</p>	<p>ابتدا سو داؤ گیسو کی دل نشتر سے ہر ان بتوں کے عشق میں کیونکر نہی کا دل مرا توڑ کر ہوا نکلائے نہ فرقت میں کہیں بیوفائی کی گئے مگر نہ ٹھٹھا ایک دم مرگ کی شادی مبارک شمع کو عرس میں صاف ظاہر ہو نہ کچھ دیکھا بنا کر آئینہ سیرہ رخما جو قاتل غلٹ اس سپر گلیا کون دیکھو اسکی چشم ستر کین کو الامان چین سے بستر پہ بھی رہنے نہیں دیتی مجھے بہر میں گھیر سے ہین در در و رنج و غم بہت کر</p>
--	--

دست ز سونگامیں کیوں نفرت نہو جاؤ مجھے  
عشق مجھ کو جناب ساقی کو تر سے ہے

<p>ستم ہو قہر ہو ظالم تری گفتار کیا کہئے مگر جانا ترا ہر بات میں ای بار کیا کہئے غضب جو بن ہر چہر پر تری ای بار کیا کہئے جو کچھ آزار دیتا ہے دل بیمار کیا کہئے</p>	<p>بسا جانا ہر دل ہر بات پر ای بار کیا کہئے کہی قرار و صلت ہو کہی انکار کیا کہئے تجھے جب دیکھتا ہوں دل نکلتا ہر قابو سے فراق یار میں پڑن ٹپتا ہے یہ پہلو میں</p>
--	--

<p>بس اب بھائی ہر یوں شے سب سے تہہ بہ تہہ غضب پر شام ہی کو جل میں ہر نیند جاتی سو اسانی کے رکھتا ہی نہیں میں اور کو کسی کی جان لیتی ہر کسی کو زندہ کرتی ہر</p>	<p>وہ سنتا ہی نہیں پر اس سو حال کر کیا کہتے سلا دیو میں سہو طالع بیدار کیا کہتے جو غافل ہو زمانہ سے اوس ہشیار کیا کہتے قیامت کا نونہ ہو تری زقار کیا کہتے</p>
--	---

<p>ہمیں تھکنا مراد دل سینے میں پروں کی تپائی بہلا چنگا ہو جو ایس یاس اوس ہیار کیا کہتے</p>	
--	--

<p>تین آد کا قاتل اسپر ہی وار کوئی آؤ گے خود بڑھتے کیوں نہیں کریں ہم وہ چھپے کرو نہیں ہجائے دنگ ہو کر ہوگی خطا کسی سے سہو سنا ملیگی نرخ کے عرف کو اگل اور زلف عنبرین کو تھے شب کو غیر کے گہر دکھو مری خبر ہے بلبل میں رنگ میرا گل میں نہ اوسکی پوچھو محنت تو باغبان کی بلبل نری اوڑھے وجہ بڑھی ہر تیری بیشک تو بخش گیا کشتہ کیا صبا نے اک اک کو ضد سزا کر</p>	<p>حاضر حضور میں سہے تقصیر وار کوئی نکلی بڑا ہوائے بے اختیار کوئی آئے مقابلے کو بلبل ہزار کوئی مجرم ہمیں آئیں گو ہو تقصیر وار کوئی کہتا ہے عطر کوئی مشک تیار کوئی چیتا ہے جاگنے کا صاحب خمار کوئی جنگے ہزار کوئی ہمکے ہزار کوئی کوئی کرے ریا صفت لوٹے ہزار کوئی مجھے گمنہ جو ہو گا پروردگار کوئی روشن نہ رہنے پائے شمع ہزار کوئی</p>
---	--

<p>کہتا ہے یاس اکثر صورت و اما دی دلیر در پر کھڑا ہوا ہے امیسہ وار کوئی</p>	
---	--

<p>بغداد موسیٰ عمران کو بھی حیرت ہو جائے کعبہ رخ جو دکھا تو زیارت ہو جائے لطف جب ہو جو کسی سے تجھے الفت ہو جائے سیر گلشن پر اگر آپ کو رغبت ہو جائے مجھ کو اوس عیرت لیلیٰ کی جو الفت ہو جائے اک برس تیری جدائی میں اوس میں سمجھوں منفصل اونے محبت کرتا ہے میں نہوں</p>	<p>تو چو بائیں کر گویا لب رست ہو جائے نہرا ہر دھجک حجاب عبادت ہو جائے میرنی صورت ہو جو کچھ وہ تری صورت ہو جائے دیدہ ترس شہلا کو بھی حیرت ہو جائے پہر تو مجھ کو کی طرح بخد میں شہرت ہو جائے گنڈ کے گرا کیا گہری کی شب فرقت ہو جائے تو مددگار جو ایسا شک نہ امت ہو جائے</p>
---	---

<p>دوم گلشت جو دیکھو نظر لطف سے تو کسی میں تو وہ اک حشر ہوا کرتا ہی مردی اس طرح تو ہوا کر سے جلایا نہ کرو گیو نہ نکاتر سے جس ات کو بند ہوا کیلی قتل عاشق کو تو یوں تیغ لگے کیا کہ ہے خط نکلے تری روئے کتابی پر اگر</p>	<p>باغ میں نرگس بیمار کو صحت ہو جائے اور ترہ جا کر وہ تاست تو قیامت ہو جائے اویسیا کہین بر پانہ قیامت ہو جائے وہ شب تار مجھے صبح قیامت ہو جائے سر سے آنکھ دو نہیں جو ہو اور ہیافت ہو جائے مصحف نوح کی ابھی اور چھوڑت ہو جائے</p>
--	--

وصف اوس غیرت عیسی کا جو موزون ہو جائے  
چرخ چارم پہ مری نظر کی شہت ہو جائے

<p>شگفتہ رہتا ہے دل جب بہار آتی ہے نہیں یہ گرد جو اسے شہسوار آتی ہے ہوا سے رنجہ جو زلف نگار آتی ہے خبر ارقیس پریشان ہو تو عجب کیا ہے جو دیکھنا ہو تجھے جلد دیکھ لے مجھوں صبا سہی ابر ہی بلبل ہی گل ہی مین ہمراہ پلاوے بادہ گلگون چمن میں اویسائی نہ اوٹھ سکیا گا تر ابو جھبھے اسی کا کل تھکا ہوا نہ پس کا روان کوئی رہ جائے آل کار چمن ہے عیان جو شہنم پر دل اوٹھ لیتے ہو تم جس سے بوسہ ہارے ہو تمہارے جگر میں یوں مہ کی آمد و شد ہو تبر جو لے مرا عیسی تو مہم بجان میں ہمن چہ باد نزاران چل گئی ہے کیا چمن جلا کے دیا ہی بیوز فرقت محبوب خوشی کا دن ہو مبارک ہو ملکوں سے ستو خضر نرگس شہلا چمن میں ہر بلبل</p>	<p>ہر ایک گل سے ہین بوی بار آتی ہے ہماری روح برائے شمار آتی ہے نظر دورنگی لیسل و شمار آتی ہے ہوا کے ناکہ پر لیلی سوار آتی ہے ہوا کے ناکہ پہ لیلی سوار آتی ہے بڑے جلوس سے فضل بہار آتی ہے کہ تازہ رنگ و فضل بہار آتی ہے کمرے اونکی صدا بار بار آتی ہے صدا جس کی یہی بار بار آتی ہے گلون کے بننے پہ یہ شکار آتی ہے نئی طرح کی تمہیں بیت بار آتی ہے کہ جیسے سانس دم اقتضار آتی ہے ابھی گئی ہوئی پھر جان زار آتی ہے نسیم آج بہت بیستہ ار آتی ہے کہ دلے آہ ہی نکرشہ ار آتی ہے ضراحیون میں مئے خوشگوار آتی ہے نگاہ لطف کی امید وار آتی ہے</p>
---	---

کہ میرے خواب میں بھی وفا افتخار آتی ہے  
جو آج باد صبا مشکبار آتی ہے  
جہ ہر سناو و ہر آواز یار آتی ہے  
ہمارے قتل کی کسوٹی بار آتی ہے  
غضب ہر اب کہ شب انتظار آتی ہے

یہ اونکے ابروؤں کو عشق کی ہر سب تاثیر  
کھلی ہو کاکل محبوب کی گرہ شاید  
یہ وہی یہ عشق مجازی ہو معرفت حاصل  
وہ کاتر ہین گلے آج دیکھیے ایدل  
گزر چلا ہی ہر طور ہجر کا دن تو

نہ خوف کر کہ غلام اب تو تراب ہے یا نس  
صد از مین سے یہ وقت فشار آتی ہے

قالبو مین ہمارا ہی دل از نہیں ہے  
قسمت مین مری ولت مین از نہیں ہے  
تلوار ہو وہ ابرو جس از نہیں ہے  
وہ چشم سیہ نرگس بیمار نہیں ہے  
یہ مجمع عشق ہو باز از نہیں ہے  
ہاں کاٹ سو خالی کوئی تلوار نہیں ہے  
اب کوئی بھی معشوق طر حد از نہیں ہے  
انکار ہی انکار ہے اقرار نہیں ہے  
وہ جان جان مجھے تو نیر از نہیں ہے  
اس شیشے کا اب کوئی خیر از نہیں ہے  
یہاں جان کو دیر مین ہی انکار نہیں ہے  
دلبر مین بہت پر کوئی دل از نہیں ہے

ہیو مین کئی دلسر جو دل از نہیں ہے  
آیا نہ دم نزع ہی وہ عیسیٰ دوران  
کی جسے نظر اوسکا جگر ہو گیا زخمی  
کیا تاب ہو اوس سے جو کوئی آنکھ ملائے  
پر دیسے نکل آؤ اب ایو یوسف ثانی  
دل ٹکڑے نہ کس طرح ہوا برو کی شکن ہو  
افسوس حسد سے جہاں ہو گیا حالی  
کیونکہ ہو مجھے وصل کی امید کہ وہاں تو  
پرو از نہیں کہچہ مجھ کو چھو جائے زمانہ  
توڑا ہو مرے دل کو بہت سنگدلوں نے  
حاضر ہے اگر تم دل شیدائے ہو طالب  
دل دینے کو حاضر ہوں مگر دست زہری

تو حول قیامت سے عبت ڈرتا ہو ایو یاس  
حامی تر کیا حیدر کر از نہیں ہے

سانی مین پیچھے پہول خیر شادمان چلے  
سب دستوں کا خوب کیا امتحان چلے  
کیا کیہ خفا ہو دیر مین کیوں کہاں چلے  
جائیں کہیں دے کہ مین سکنا کہاں چلے

کی خوب سیر باغ کی اسے باغبان چلے  
دار فغان مین ایک ہی اپنا نہیں رشتہ  
آتے ہی میری بزم ہو تم ادھم لہر ہو  
مجھ کو یہ ادب کی ہر مگر کا خیال ہے



سکندرخا سرین کا لڑکا قاتل کے پاؤں پر  
 ہے چین بہار میں چھٹتا ہے بلبلو  
 سسل بنا چکے مجھے تیرنگا ہ سے  
 جو بن پراندون ہو گاستان حسن یار  
 اے درد ہجر یار کھلتا ہے سب کو تو  
 صحرانوردیوں کی ہے یہ مشق آجکل  
 اے دوستو یہیں مری لاشے کو سوئے و  
 روز آپ چھپر چھپر کے دیرین گالیان  
 گل توڑنے پہ دیتی ہے دشنام عندلیب  
 بہن کیا سگان کوچہ ولد از خود سرض  
 قاتل میں خوش ہوں شوق سے سرکاٹ لہرا  
 لکھتا ہوں اپنے ضعف کا میں جاں اے قلم  
 یوں لکھ رہا ہوں کلک مری آہ کا الف  
 آیا وہ وقت مرگ عیادت کے واسطی

تد نظر ہو جسکو مرا امتحان چلے  
 رگما رگل کی پاؤں میں ہن بھیراں چلے  
 اب فیصلہ ہو چھوڑ کر کیوں نیجان چلے  
 یارب اب اس چین میں نہ باؤ خزان چلے  
 ہم کیا چلے جاں سہری قدر دان چلے  
 تھک جائے میری سہاگہ اگر آسمان چلے  
 کوچی سے یار کو مجھے لیکر کہاں چلے  
 ایسا ہنو کہ میری بھی آدن زبان چلے  
 سج ہو کسی کا ہاتھ کسی کی بان چلے  
 تربت پر آئی کہاؤ مرے استخوان چلے  
 گردن پہ کون اوٹھا کے یہ بار گران چلے  
 اس طرح چل کہ جیسے کوئی ناتوان چلے  
 جیسے عصا پکڑ کے کوئی ناتوان چلے  
 صد شک اس جان سے ہم شادمان چلے

بھوکے یاس کو چہ زلف سیاہ میں

تاریک شب میں ہو کرین کہاؤ کہاں چلے

بے ستونیں لوہے قیس خستہ تن آہن میں ہو  
 بت کو لو پو جا کر ہو گانہ اوسکا دل گداڑ  
 ناتوان ہو زلف کا قیدی ہی ہو بہا گد گالیا  
 تیغ قاتل چلتی ہے باد بہاری کی طرح  
 قید یو نکا حال کیوں اتر نہو جائے پہلا  
 بل پڑا جب ابرو قاتل میں وقت امتحان  
 کیوں نہ حشت ہو کہ لوہے کے قفس میں ہے  
 قتل کرتی ہو گئی ہر دم تری مشہر کا  
 زلف کا قیدی تو ہوں پناہ کیوں پیری

شک سے خستہ سوا اے کوہن آہن میں ہو  
 نرمی اس سے تو سوا اے بہن آہن میں ہو  
 کیلی جگر اہوا یہ خستہ تن آہن میں ہو  
 جو ہر ونگا دیکھنا پہو لاچن آہن میں ہو  
 رنج کیا ژدان میں ہو کیسی محن آہن میں ہو  
 صاف یہ ظاہر ہو اسکو شک آہن میں ہو  
 فصل گل میں عندلیب خستہ تن آہن میں ہو  
 واہ اے قاتل غضب کا بانگ آہن میں ہو  
 کیلی یہ یہ گر قتاد رسن آہن میں ہے

<p>و اتر مشرقین کفن میں کفن آہن میں          رلف کو دیوانہ کا سبب بن آہن میں ہر          دیکھ لے شمشیر کی نابین شگن آہن میں ہر</p>	<p>بنہ کی کوئین تختوں سے مجھ جیسی کئی سہ          ہاتھ ہنگریوں میں بڑی اورین گڑھوں میں          صاحب جو ہر وقت ہوسہی لازم ہو ماس</p>
<p>حسن قیامت سے تری تازہ قیامت ہوگی          مصر و کفان میں مری جاہ کی شہرت ہوگی          میں نہ سمجھا تھا مجھ پر یہ قیامت ہوگی          تیرے دیوانے کے خون میں ہر جرات ہوگی          طینت یار میں بے شبہ شرارت ہوگی          وہ نمانے کا جس کو بھی بصیرت ہوگی          تیغ قاتل سے بڑی مجھ کو نہ امت ہوگی          شب فرقت ہی مجھ کو صبح قیامت ہوگی          ملکیا شربت دیدار تو صحت ہوگی          اب ہی میں صاف ہوں قاتل کو کدورت ہوگی          سب کی تصویر زمین بختا تری صورت ہوگی          جان جب خانہ تن سے مرے نصرت ہوگی</p>	<p>مرد و عورتی او ٹھیکے زند و پر آفت ہوگی          مجھ کو اس غیرت یوسف کی جو الفت ہوگی          مر گیا دیکھ کے انداز تری قیامت کا          چار پڑ جائینگے تلواریں قاتل دم قتل          جو پر نیا دہن ہوئے ہیں وہ محروم فرج          یار کی آنکھ سے نرگس کو ہلکا کیا نسبت          مضطرب ہوں کہ نہ جلد ہی جو کٹے گا یہ گلا          رخ روشن کا ترسے دھیان جو تڑپا سکا          بن وہ بیمار ہیں جس کو دوا سے ہوشفا          قس ہوئے پہ ہی آیا نہیں اس میں غبا          جس کا جی چاہے حسینوں کا مرقع دیکھے          ابھی بیڑ ہو او سو قت چلے جانا تم</p>

یاس وہ شعر جو بحر کیسے ہیں شب وصل  
 گر سناؤ گے تو محظوظ یہ صحبت ہوگی

<p>یاس الفت جسے ہوگی اوہ کلفت ہوگی          بیچ کے بعد ہوا وصل تو راحت ہوگی          اسی صنم خلق میں تجھے جسے صحبت ہوگی          بیان کسی گل میں اگر ہوگی صحبت ہوگی          نہ اد سے ہوگی محبت نہ مروت ہوگی          ہر شب تار مجھے صبح قیامت ہوگی          شرم سوز رد گل تازہ کی زلفت ہوگی          یاد ببل کو گاستان کی حکایت ہوگی</p>	<p>اج ہو وصل کو کل یار سے فرقت ہوگی          ہر جب تک ہر نہ صد ہونے فراغت ہوگی          کب یقین ہے کہ نہ کافر وہ مسلمان ہوگا          ہم ہی اس باغ میں چاہینگے نشین اپنا          امتحان ہونے کیا کہ کہ حسین جو ہوگا          یاد آئیگی جو فرقت میں تری زلف دراز          سخی مارض نازک جو دکھاؤ گے کہی          قصہ کو چہ جانان نہ بھٹکے بھڑکے گا</p>
---	--

بے نقاب آج تر مصحف رخ دو کیہ لیا  
کیا نگہ ظلم کا معشوق کہ ہم عاشق نہیں  
جو فرار ہو مرے یوسف کے کشتیرین  
بند ہو گئی نہ پس مرگ ہی نکمیں اونکی  
جس کے سبب نہ پڑ مرده نظر آئے گا  
وقت تلقین نہ ہلائے کوئی شانہ میرا

اب مرے دل کو نہ تسکین کسی صورت ہوگی  
وہ نکلنے میں ہی لب پر نہ شکایت ہوگی  
قد میں یہ نہ یہ مصری میں جلالت ہوگی  
جس کے دل میں تری دیدار کی حسرت ہوگی  
اے حسین وہ ترے بیمار کی تربت ہوگی  
زخم دل کے ابھی آریں اذیت ہوگی

لقد جان دیکھے نیریدار مری یوسف کے  
یاس جب گرمی باز ار محبت ہوگی

بیان عاشق و معشوق میں ہر شعر و مطلع کی  
ریخ پر نور کی توصیف میں ہر ایک مصرعہ کی  
یہ سنتر ہیں وہ کوٹھڑ سے دکھانے کے حال بنا  
خبر شناید ملی ہوا ان سبھ کو قتل ہونے کی  
پسند آئے نہ کیوں عاشق فرار ہو تو سخن میرا  
گر پڑتا ہو ہر سہل پہ سہل پائے قاتل پہ  
نہیں کس حسن کی ان سارے معشوقوں کی تصویر  
تجھی سو محکوم ملتی ہو ہر اک شرا میرے راز کی  
نمود اہل دولت سطح ہر اس زمانے میں  
یہ قوت امتحان تریخ اوس قاتل کو کیجی ہو  
لکھے میں سیکڑوں کی کجیت مضمون لہذا  
پڑا ہو عکس جو ساقی لب و دندان جانان کا  
ہر کہ بندہ شکی سید ہی حال مضمون ہی ہو موزون  
تسری دونوں پہ ابرو دونوں مصرع ہیں برابر  
وہ سر کی زلف اونکر جسے آئین عاشق ابرو

غزل جو یاس کو دیو نہیں ہوا کہ مرتع ہے  
بنا ہو مطلع خوشید جو دیوان کا مطلع ہے  
در جانان پہ جو ہم عاشق نکاح آج مجمع ہے  
گنگار و نکاح قاتل کے در پر آج مجمع ہے  
حسین مضامین کا مری دیو نہیں مجمع ہے  
پڑی ہو بھیر کیا تلوار پر آفت کا مجمع ہے  
میان عالم ایجاد یہ کیا ہی مرتع ہے  
تجھی سو التجا میری ہو تو ہی میرا مرتع ہے  
کہ اس کی واسطے دو چار دن جیسے طبع ہے  
نہ سر کے پاؤں حکاکیت کی وہ شخص آئین ہے  
نہیں کہ یہ رب و شک سہیں سخن میرا مرتع ہو  
عجب قدرت خدا کی ہو لب ساغر مرتع ہے  
شال سرو وصف قامت جانان کا مصرع ہے  
بیاض حسن میں یہ اوصاف کیا خوب مطلع ہے  
ہی بی ہلال عید و یکسین صبا مطلع ہے

مکدوں امی یاس اس کو سکر سوید او لکار خون ہو  
شنا کو رو کر دہرین وہ مطلع ہی یہ مقطع ہے

محبت ہو مجھ کو اس صحنہ طاق کی صورت سے  
 مجھ کو معلوم ہوتا ہو یہ ایدل تیر مٹی شست  
 جلا جاتا ہوں کہ دُش سو دا کی حرارت سے  
 عجب آئینہ رخسار تابان پر صفائی ہے  
 بہت بچتا رہا ہوں کہ بت عیار ہو پند پیکر  
 نقابت کی سبب کروٹ بدلتا سخت شکل ہو  
 ازل سے نشہ ہو صبا کو لفت کا یہاں دلیں  
 قفس میں عنایت ہے ستان فریاد کرتی کر  
 پلایا آبِ حجاز انہی سب کشمکش کو قاتل نے  
 بہلا پر یو نکا ہو گیا ذکر اس کی حقیقت کیا  
 ہر گزے اشک خون قاتل کی ابی سوت آنکھوں میں  
 جمال اپنا دکھاؤ بسکو چہرے نقاب لہو  
 ہمارا ذکر کیا ایسا ماہ تابان ہوتا انسان میں  
 کبھی لٹیچر لگے کہ گدگدایا وصل میں مجھ کو  
 ہمارے اوٹکی تہائی میں باتیں دنیوالی میں  
 کبھی دشمن کی جانب سے غبار آیا نہیں سین  
 جفا پر کی جفا اوس بت فریاد شاہد ہے  
 اثر ہے بعد مرئی کے ہی پید عشق کیسو کا  
 اوتا اس مر قاتل کو اپنا اتھ سے بارے  
 قیامت میں بلاؤ پریش اعمال کو جب تو  
 جلتے تر پڑ کر ہو رو کی صدی عمر کے جھیلے

سندھ اس پر خدائے جسکو انہی دست قدرت سے  
 نہ نکالے گا کبھی مانند مجنون وشت غربت سے  
 خدا محفوظ رکھ کر گرمی و زقیامت سے  
 تمہارا روئی انور دیکھتا ہو چاند حیرت سے  
 نہ دو نگاہ دل کی سیلاب میں باز آیا مروت سے  
 ہمارا حال اب یہ ہو گیا جو دردِ ذرقت سے  
 تمہاری چاہوں والوں میں ہم میں ایک ت سے  
 کہو صیاد بہلاؤ کی گستان کی حکایت سے  
 ہمیں مجروح آخرہ گم جام شہادت سے  
 نہ دیکھیں تیری عاشق آئینِ آجورین جنت کر  
 تیرے جو جو دیکھا اوسکو تیرے چشمِ حیرت سے  
 شرف یا جا میں عاشق مصحفِ رخی زیارت سے  
 ترانہ دیکھنے لگتے ہیں پر بیان چشمِ حیرت سے  
 کسی پہلو وہ باز آؤ نہیں اپنی شرارت سے  
 ہر جن کو لونسو پردہ وہ اوٹھیں ہم جہنم سے  
 مرا آئینہ دل پاک ہو عیب گذرت سے  
 ہو کر واقف نہ اپنی لب کبھی شکایت سے  
 پریشانی ہو غما ہر تیری سودا کی تربت سے  
 سبکدوش آج عاشق ہو گیا بارانامت سے  
 گذر ہو ہم گنہگار و نجایا رب بابِ رحمت سے  
 جو عاشق ہو کسی کا پہلو کی کیا کام راحت سے

غزل شکر ہو کر محفوظ سب کی یاس صحبت میں  
 سناؤ اور اک مطلع فصاحت سے بلاغت سے

کہ جب کا نور تھا پہلو کین آدم کی خلقت سے  
 یہاں رگ رگ ہر مٹی ہو صفت حسنِ ملاحت سے

جہاں عشقِ کامل ہو مجھ کو اس ملامت سے  
 وہاں ظاہر تھا بالکل ملکِ یوسف کی صورت سے

وہ سچو تجھو دیکھو چشم بصیرت سے  
 کیا ہو چاک تادامن گریبانِ شہادت سے  
 پڑی ہرگز ہین ہم صحرایہ اکایت سے  
 مرغِ نر دیک مر جانایو بہر اس صیت سے  
 وہ دلبر پوڑی رخ جبک صبح روزِ خلعت سے  
 بہت جہل الم دوری کاسنے ایک مدت تک  
 خیالِ خمین تر پامین تو اوکھن بڑگئی دلی  
 خدا کی واسطے صورت دکھا او عیسیٰ واران  
 فراق یار کیا آیا بہاڑ اک آپڑ اسیر  
 کہاں کی یہ سیہ بختی ہر حصہ مین آئی ہر  
 خبرِ انجام کی آکوتہ سمجھے داہ رخی غفلت  
 گذاری ہر مین برسوں اکدن چل دی کیا  
 جسے کچھ نہ ہوتا ہو خوشی بھی دسکو ہوتی ہر  
 پتا اسکی درازی سے ملا زلف پریر و کا  
 ویا بوسہ نہ تھنے خال کا خسار و لب کیسے  
 کہلا یہ اب کہ تربت سی مکان کوئی نہیں بہر  
 تبِ فرقت کوسینے مین جرت کیہ جو باقی تھی  
 کہک ہان عطری یہاں گلشنِ خشت کہ پوئی کی  
 دکھا دین بہت آنکھیں دس پرچی بھاگتین ہر  
 سحر جب ہوگی جب شرمین تربت سو دھنیکے ہم  
 کہاں نہر گس کہاں ہو کہاں دھیم دھیم تو  
 ازل تر مالمو مین مین خیم بر دگر جانان کے  
 تمہاری افت قامت بھیجی ہر کچھ طویلین فردا  
 بڑا احسان اجنے اوتار اسیر سے نکا ہی  
 وہ چہنچانیکے جکار بھر دم بہر ناگوارا ہی

نہیں باہر کوئی عشق مجازی کی حقیقت سے  
 قبا بھی تنگ آئی ہر مری سو دیکی شدت سے  
 نہ پوچھو حال کچھ محنت کشانِ دشتِ غربت سے  
 قسم اوں لفت کی دل کا نیتا ہو نامِ فرقت سے  
 وہ گلیہ ہون جو بڑجائین سہ تار یک فرقت سے  
 یہ صد سہ انبا وٹھم گاتری بہارِ فرقت سے  
 ترغیہ کیو ملو محکوشب تار یک فرقت سے  
 مر دم اب لبون پر آگیا ہو طولِ فرقت سے  
 بہلا کس طرح مین بھجلون و باہون بارِ فرقت سے  
 ستارے مٹھ چھپاتی ہین شب تار یک فرقت سے  
 دگر لون تھا ہمارا حال کچھ آغازِ فرقت سے  
 ملا ہو صرع پر دروید و دیوانِ فرقت سے  
 وصال یار کا آغاز ہی انجامِ فرقت سے  
 جنون بڑھنے لگا تار کی شجھائی فرقت سے  
 ملا ہو نہ اک تل ہی تھلے خوانِ نعمت سے  
 کہدیکانم نہیں گوشتی مین ہم سوئی مین رحمت سے  
 وہوان نکلا کیا ہون ہمارے سنگِ تربت سے  
 کفن میرا طر سی کہین و اما کو خلعت سے  
 کہلا ہمیریشم نہر گس شہلا کی حیرت سے  
 یشبِ فرقت کی بڑ بکرہ ملگسی چہ قیامت سے  
 مین اتنی التجارکتا ہون اربابِ بصیرت سے  
 اسی گوش مین ہم چاہے نشین مین اکایت سے  
 یشب کو بڑ بڑی بڑ بڑی روت قیامت سے  
 مری گردن گئی قدمو نہیہ جہلک بارِ منت سے  
 صدی افراق آتی ہر بہم کوسِ جلالت سے

خدا کو رحم آیت تم جو روئے یاس مخمشرین  
جلوسب دیکھو گزرو گزشتہ اشک نہایت سے

میرے گلے پر تیز ہشتیہ پھری رہی  
سینے میں غم رہی تو مری دل لگی رہے  
شاید ہر پھر پاس اجل بھی کٹری رہے  
دل جل چکے تو آگ جگر میں لگی رہے  
باد بہار کی یونہیں گودی پھری رہے  
پہلو میں تم رہو تو مری دل لگی رہے  
دل کو ہفت بنا کے خطا سے بری رہے  
یار ب ہمارے کشت تنہا پھری رہے  
پائی جو اونکو پاس جگہ خوب ہی ہے  
بہو لوئی بوسہ میری پلنگڑی لسی رہے  
خلوت میں ہی تو وصل سے محروم ہی رہے  
اک یار میرے پاس اک بنو دی رہے

ہاں وصل میں ہی یار کی پوری پڑھی ہے  
نیچ والہ میں تو خوشی سی خوشی رہے  
جب تک ہی اونکا وصل مری زندگی رہے  
ایسوز عشق کچھ تو تری دل لگی رہے  
باغونہن گل کلمہ رہن بلبل کی ہے عا  
اوہل سوانکہ سے تو غضب کا ہوسا منا  
کیا خوب آئی قدر اندازیان ہین داہ  
وہ سبرہ رنگ آنکھ سوا تہیل نہو بھی  
مدت کے بعد حضرت دل پھر کے آدھین  
گر ایک شب بھی سو رہے آکر وہ گلبدن  
شکوہ نصیب کا ہر گلہ یار کا نہیں  
کیا لطف ہو جو وصل میرے واسطے

آئے کہی نہ فاقہ پڑھنے کو ہی وہ یاس  
بہتر ہے گرجد پر مری بیکسی رہے

کئے آخر کو اپنی جان سے سرباز و دونوں کے  
تکلی بیٹے ہین مرنیکے لیے جان باز و دونوں کے  
ہو کر جب ہین اب دوستو اغرا و دونوں کے  
ہین سرو گل چین میں گوشن آواز و دونوں کے  
جلا دی ہین عاشق کو یہ ہین اعجاز و دونوں کے  
قیامت ہی کریگا اک نہ اک نہ ساز و دونوں کے  
اوڑا دی ہوش تو ہی کو گاہ ناز و دونوں کے  
خدا حافظ بڑی ہین عشق میں انداز و دونوں کے  
نہ انسا کیجیو ای جو سن الفت راز و دونوں کے

غضب ہین لیلی شیریں تم تھو ناز و دونوں کے  
غضب چشم و ابرو ہین تم ہین ناز و دونوں کے  
سڑیکر دل نے رو کر آنکھ نے اونکو لہایا ہر  
پسند آئے ہین اونکو چھپے قمری وابل کے  
نگاہ لطف کرنا پوچھ لینا مہربانی سے  
بلا ہوزلف کا بلنا ستم ہے جنبش ابرو  
بہت دعویٰ ہر میرے دل جگر کو صبر پر اپنے  
مٹھتا ہر دل مضطر ان ہین آنکھ سوا آنسو  
مہین معلوم نہیاں کون ہر اس دیدہ و دین

نہ اوٹھینگے نہ اوٹھینگے کسی سوز و فزون کے  
محبت میں بہت بے رنگ ہیں آغاز و فزون کے  
یقین ہر رنگ لائینگے کس دن ساز و فزون کے  
ابھی کر جائیں سرسبز ہوش تک واز و فزون کے  
مگر نالہ تو ہیں ہر وقت میں ساز و فزون کے

وہ گیسو بانگتا ہر دل نگاہ ہر جانکی طاقت  
ہمارے حشیم و دل کا دیکھئے انجام کیا ہوگا  
غنا و عجب او نہیں بخود کرینگے و صلیب ہنگر  
جو دیکھیں قمری و بلب گاہ نازاوس گلکی  
ہمارا اور مہنون کا اگر ساتھی نہیں کوئی

کلام ناسخ و آتش کے کیوں پر مہنون شاعر  
نخن آنکھیں ابی یاس میں تجاز و فزون کے

کیا کہیں تجسوس شب وعدہ جو ہم دیکھائیے  
روز و شب کو نور و ظلمت کو ہم دیکھائیے  
جو مقتدر نے دکھاؤ وہ شمع دیکھائیے  
سیر کی دنیا کی شب بہر جام ہم دیکھائیے  
آج منیا نہیں ساقی کا کرم دیکھائیے  
اپنی قاتل کی طرف حسرت سے ہم دیکھائیے  
ویر تک اجاب میر مرتن میں ہم دیکھائیے  
اس مکان میں ہم ہمیشہ ہم ہم دیکھائیے  
جوش کیا کیا تیری ہم اچھو شمع ہم دیکھائیے  
خواب میں ہم صورت تیغ و دم دیکھائیے  
وہ ہمیں دیکھائیے اور اؤ نکو ہم دیکھائیے  
ہم یہ سار عیش کا سامان ہم دیکھائیے  
ہم عجب رنگین چمن زیر قدم دیکھائیے  
معر کے میں تیغ قاتل کی علم دیکھائیے  
وصل کی شب صبح تک روئے شمع دیکھائیے  
تیری تیزی ہی ہم ای تیغ قلم دیکھائیے

راہ آگے کی تری تا صبح دم دیکھائیے  
زلف چہرے پر تری ہم اے شمع دیکھائیے  
مہربان کیا کیا وعدہ پر نکو ہم دیکھائیے  
وقت جانان میں اپنے دلوں ہم دیکھائیے  
دمی شراب اور نکو او سزاور ہم دیکھائیے  
باری اپنی آگے جب تک اشتیاق قتل میں  
عش ہو اجہدم میں جلوہ اوس پر ہی دیکھائیے  
خانہ دل کب رہا خالی غم و اندوہ سے  
جب بہاؤ اشک برپا لوح کا طوفان کیا  
ایز و نکایار کے اکثرا دلمین خیال  
بعد مدت وصل کی شب کو جو یکجائی ہوئی  
ساز و مطرب ساقی و مرجع تھے آئے نہ وہ  
آبلوئے خار و شست میں نہ ہن رشک گل  
واکر بخیتی ہمارے سر نہ کیوں کٹوا دیا  
اور گستاخی ہوئی ممکن نہ رعب حسن سے  
لگایا وہ صاف مہنون لگایا کوئی اگر

کیا رقیوں کو جلایا شعلہ تقریر سے  
آپ کی آتش زبانی یاس ہم دیکھائیے

کھینچ کر تیغ ادا کر مارتا قتل اوٹھے  
تیری شمشیر پے قتل جو قاتل اوٹھے  
میر سی شکو نکا جو موج کبی ایدل اوٹھے  
جو بیان آئی ہین تیار ہین جانے کر لیے  
ضبط کی آہ و فغان جب کہی جا کر بیٹھے  
لیلی آتی ہو زرا کہینچ تو آہین مجنون ہا  
تو وہ لیلی ہو کہ عاشق تری مجنون کی طرح  
اچھنم دولت ویدار ملے عاشق کو  
خواب میں ہی ہر خیال سفر ملک عدم  
خاک جہان گرین جنت میں بابا نونکی  
نگہ چشم و شمرہ تیس ہین خونریزی پر  
خواب راحت تجھ و شور ہوا ہر شکست می  
ضعف کا زور بڑا ہا یہ تپ فرقت سے  
شک کی طرح گر تیری نظر سے جو گرے

جس ایک ہاتھ پیر کی ہیر نہ وہ لیل اوٹھے  
ہر گنگار ابھی ہونے کو لیل اوٹھے  
شور دریا میں ہو طوفان لب ساحل اوٹھے  
جب ہو کوچ دہین چوڑی منزل اوٹھے  
جب اوٹھو و بانس سنبھالی ہو ہم دل اوٹھے  
یہ ہوا میں جو چلین پردہ محل اوٹھے  
نقش حیرت ہون اگر پردہ محل اوٹھے  
بلٹھکر ور پ نہ خالی تر اسائل اوٹھے  
جب اوٹھو صورت گردہ منزل اوٹھے  
ہیر نہ بیٹھین تری محفل میں اگر دل اوٹھے  
قتل کرتے کو مجھ کو کئی قاتل اوٹھے  
میری رفتار سے یہ شور سلاسل اوٹھے  
ہم جہان بیٹھ گھر دہائے شکیل اوٹھے  
جب اوٹھو صورت در و جگر دل اوٹھے

یاس کہہ کہلے سے روئین جینان جہان  
اس جہان سے جو ترا عاشق بیدل اوٹھے

آزار عشق نے یہ کیا نا تو ان مجھے ہا  
مٹا ہر کب کسی کی گلی کا نشان مجھے  
بھما ہو خار خار چین باغبان مجھے  
رحمت ہوئی نصیب جہان میں کہاں مجھے  
خوش ہو گا بو کو دانہ الفت کو دین کیا  
اک دار اور کیون نہ کیا تیغ تیسر کا  
میں خاک اڑا کے رہ گیا ساتھی نکلا گئے  
خواب میں سے بھگونا مودی کی مٹا دیا  
کہاں کو غم تو پینے کو خون جگر دیا

مشکل ہو درو دل کا بھی پیر بیان مجھے  
او جذب شوق لیکو چلا تو کہاں مجھے  
صدما ہوا بنا کے یہاں آشیان مجھے  
پہونچا میں جبل میں پہ ملا آسمان مجھے  
پیسے گا آسیا کی طرح آسمان مجھے  
یہ کیا کیا کہ جھوڑ گئے سنبھان مجھے  
دشوار تیریں اب کہ ملے کا ڈان مجھے  
اس جستجو نے اور کیا ہے نشان مجھے  
اگر عشق خوب توڑ کیا یہاں مجھے



<p>تیرتی تلاش لانی کہاں سے کہاں مجھے کہتے ہیں لوگ بلیں رنگین جان مجھے ساقی پلاؤ آج مگر غوان مجھے لیکن مانہ کوئی مرا ہریان مجھے بھجائے شاخ گل پر اگر آشیان مجھے شمشیر سے بھی تیر ملی ہو زبان مجھے آئی نظر ہمیں کی زمین آسمان مجھے</p>	<p>ٹوہنڈ ماحرم میں دیرین گلشن درشت میں اوس رشک گل کی طرح کا اچھا مت ملا ہو موسم بہار بھی روز وصال بھی گلشن میں بلبلو بھی وہی کی بجٹ بار بار پھولا سداون پھر تو نہ فصل بہار میں فقروں سے میرے بزم میں کلنگے قرب دور بھی کوئے یار کی انجم سے کم نہیں</p>
--	--

مخطوط ہو رہا ہے وہ میری سخن سے یا س  
مشتوق بھی خدا نے دیا قدر دان مجھے

<p>وہ گل پہلو میں ہو کچھ تو میری دلکی ہوس نکلے یقین سے یہ گلشن کی ہوس اب کی برس نکلے بلا لینا جو اس سحر سے وہ بھی نفس نکلے گریبان چاک و شہین ہم ایک برس نکلے مرا دم اوسکی دہمیں اگر او ہنفس نکلے تر می مغل سے ہم خالی ای دست ہوس نکلے خداوند ابھی تو میری دلکی ہی ہوس نکلے رمان چہ کار دان جہدم تو اواز برس نکلے کسی لیلی ادا کے عشق میں نکلے تو بس نکلے ہر رون اوسکے عاشق تہی مگر صادق و نکلے مے آرام یہ بلبل جو بیرون نفس نکلے ادھر سے پیشوائی کو دل و جان پیش نکلے</p>	<p>بہار آئی کسا کسکو رہا پی اور برس نکلے بہار آئی اور ہم توڑ کر کچھ قفس نکلے دم آخروں سے دیکھو تو کچھ دلکی ہوس نکلے ہمیں محروم فصل گل میں کہانا تو اتنی نے جنازہ کوچہ محبوب کی جانب سے لیجانا ذبا تھانے قدم تیر غرض محروم جاوہرین ہوئی مت کہ اس سر میں ہوا وصل جانان ہو نغان لہلہ ہی کر پیہم ہمیں جب اشک نکلے ہمارا ہر وہاں بستر جہان بستر ہے محبوب نکلے ہمیں بس ایک ٹھہرے آٹھائیں شکر کی جا اذیت میں ہوں یارب ہم سے جب تک خاندین او دہری آد آد عشق و سودا کی ہوئی باہم</p>
---	---

خدا یا یا تس جہدم روضہ شیر میں جائے  
ضریح پاک سے سینہ کو انہی کر کے مس نکلے

<p>دماغ مانہ چنی سے ہی اتو نکلے بہت بچا ہی ہو تو مشکل آبرو نکلے</p>	<p>تکلی وہ زلف تو مشک جان کی بو نکلے شرانے سے لکیر جو ہم سب نکلے</p>
---	--

جو تیغ ہجرت سے ہوا چاک فون پہلو سے  
خدا کرے کہ نہ دیر ان خانہ دل ہو  
مبصرون نے گلوان کو جو باغ میں بکھیا  
غم و جرات و لکاشوت دین آئین  
بکھر کے شام سے کو کھٹے یہ یار بیٹھا ہے  
جو تھک کر بیٹھیں ہی ہم دل تلاش یار کر  
مقابلہ ہو اگر یوں عیان ہو نقص کمال  
کیا جو دشت میں مجنون ترا گریبان چاک  
زبان خنجر قاتل پہ ہے یہی جاری  
یہاں تو کچھ نہیں کہتا مگر بٹا دونگا  
کیا تصور دینا نہ چشم ساقی سے

ادھر سے دل اٹھلے اوپر سے تو نکلے  
جو آرزو رہی او کی تو آرزو نکلے  
ہمارے داغ کی تصویر ہو ہو نکلے  
بہاؤن ایک سوا شک یک سے ہو نکلے  
کو قمر سے زرا اس کے رو برو نکلے  
ہمارے گوشہ نشینی میں جستجو نکلے  
افق سے بدرتوبت اشرف سے تو نکلے  
دراخت بید سے کانٹے پے ز نو نکلے  
جو میرے گھاٹ کا پانی پیئے ہو نکلے  
جو تیری بزم سے باہر کبھی عدو نکلے  
کہ دست مست سے کیا شیشے کا گلو نکلے

ہزار رنگ سے قاتل ہی کرے اس یاس  
دہان غنیمت سے جو تیرے کی گفتگو نکلے

اگر وہ کہو لے گیوے مشکبو نکلے  
ہمیں نہ کہ سے فقط بھہر جستجو نکلے  
مجاز میں ہی حقیقت کی گفتگو نکلے  
لی ہے چہرے پہ مودونوں ہاتھ ہی تر میں  
ارادہ رونے کا ہو منفعل گناہ سے میں  
فنا کے بعد ہی ظاہر ہو جو ش رقت کا  
طاغی کھا کے چلے سیکھو سے حضرت شیخ  
زیر وہ سرکہ جو مملو ہو تیرے سودی سے  
وہی حسین ہے عاشق نوازیان جو کرے  
عدم سے آئے جہان میں گڑ جہان سے عدم  
خدا کا شکر یہ ہے سنا منا تھا غیروں کا  
بہار کی ہو جو آمد حین میں اسے ساقی

یقین ہے بانے سنبھل کشادہ ہو نکلے  
تری تلاش میں نالو بھی چار سو نکلے  
جو بولے سانس ہماری صلا ہو نکلے  
شرانجانے سے کیا شیخ با وضو نکلے  
ہماری فرود عمل بہرست و شو نکلے  
جو میری قبر کو کہو دین تو آجو نکلے  
جناب ہاتھ سے زندون کو سرخرو نکلے  
خوشا وہ دل کہ تری مہین آرزو نکلے  
وہی ہے پول کہ مہین وفا کی ہو نکلے  
تری تلاش میں ہماری یار کو بگو نکلے  
توں کی بزم سے ہم لیکے آبرو نکلے  
زبان سے مستوں کی آواز تو نکلے

جو لیکے سوزن عیسیٰ پئے رنوں نکلے  
مری کنار سے وہ مثل آرزو نکلے  
ادب کی جاس نہ خون رگ گلو نکلے  
جگر ہو چاک قبا میں اگر رنوں نکلے  
کہیں جو تو تو کہیں تیری آرزو نکلے  
بجائے قفل شیشے سے اشرو نکلے

قبا کے چاک نہ دکھلا میں ہم رنوں کو  
لئے تو صبح شب وصل دل کو ٹپا کر  
قرب اس سو ہے کوئی نہ فوج کراقل  
جنون میں بھی مری غیرت مجھ کو کتی کر  
کرین تلاش جو اے یار کبوتر دل میں  
پتین شراب جو رند نہیں مٹھکرا ہر

ہنسنا یا عشق کی الفت میں نیم دل ڈیاس  
جنہیں سمجھتی تھی ہم دوست وہ عدو نکلے

وہ شوخ فتویٰ او ہمارا ہو گار ہاڑی جہاں رہا  
کسی کو گردون ہنسار ہاڑی کسی کو ظالم و لار ہا  
ہمارے سینے میں دل ہمارا چین برآفت او ہمارا ہا  
یہ میں تصور ہی اسکا جلو امری نظر میں ہمارا ہا  
یہ رنگ گردون دکھار ہاڑی ہنسار ہاڑی رولار ہا  
جو ایک بوسہ کہی لہا ہی تو یار برسوں حفا رہا ہے  
ہمارا صیاد ہی ترالاکہ طائر دل ہنسار ہا ہے  
ہرک کہ پہلو سے وہ تسمک ہرک کہ دلو ہزار ہا ہے  
ہمارا خون جو ہوا ہر شامل تو برسوں نگ ہزار ہا ہے  
میں عاشقو سخا ہوں کیا مقدر جو خجنگو ہزار ہا ہے  
یہ بات کہتا ہوں وڑ پڑ تاکہ یار مجھ کو ہزار ہا ہے  
لیا تھا اک دن بونکا بوسہ زبانیہ برسوں آ رہا ہے  
لحد میں بھی کہ ایک سکو ہلاک شانہ جگرا رہا ہے  
صبا پہ کیا ہو نسیم پر کیا ہرک چمنیں مگر رہا ہے  
زمانہ کی ایک اک ہلاک کو فلک مرا گرتار رہا ہے

کسی سے زخمو چھپا رہا ہو کسی کو چہرہ دکھار ہا  
کسی کو دو لہا بنار ہا ہو کسی کی تیت او ہزار ہا  
خواب میں شیم کا مارا ترپ ترپ کر دلا رہا ہے  
جو اسکو دیکھا تو ہو گا سکتا غش آج کا کھل رہا ہے  
کہیں ان اذخو وصل کا ہی فراق کا گاہ سلسلہ رہا  
اسی لیر ہمنے دل بیا کر گناہ ایسا تو کیا کیا رہا  
یلا سہ لہنی لفون لالہ ہرک پہر حال و شرالہ  
جہا نہیں مشور ہر وہ دلیہ کر رہی نہ ہر دلیہ رہا  
دکھا دیا اپنا عشق کامل تو یہ بھی نگالہ رہا  
یہ ظلم کر تا ہی روز و رستار رہا ہے مجھے تنگ رہا  
عجب طے کھکا ہر مجھ کو سو کہ بھو بھو ہوں تک رہا  
فرانہ مصر میں بھی یہ پایا نہ تندی سطر کھکھالہ رہا  
تمہارا عاشق پکار ہو کسکو دیا فلک و نہ رہا  
گلو نکو بھی شل جار کھکا غنہ مجھ باغبان بھی رہا  
پتا دیا اونچی ہر ادا کو دکھا دیا گیسو رسا کو

نیکون ہو بنیرا ہر کسی سے ہر ایک سے اسکو رنج پہونچے  
اوشاڑی ہن یا اس زوہ صد کو کہ دل جاس او ہمارا ہا

گنہگار خون ہمارا کہ زرد ہو کے اٹھئے  
 فلک ز خاک کیا سہکوت نے ٹنڈا  
 کیا تھا قتل جو قاتل کی ٹنڈی گرمی نے  
 جو غیر سامنا کرنے ہمارا اٹھتا ہے  
 یہ جگہ بیٹھے کہ آخر قریب بہاگ گئے  
 پوچھ کچھ ترے دیوانے کس طرح گذری  
 سمجھ کے گل جو اٹھائیں ادل صد چاک  
 مٹایا کہیل محبت کا ترک عشق کیا  
 کسی کے در پہ جو ہم خاکسار بیٹھے تھے  
 نظر سے گر کے کسی کی ہوا پہ راج تو کیا  
 کسی اٹھ کے لپٹی کا تھا جو شوق بہین  
 نہ شوق دیدار اٹھنے دیا گلی سے تری  
 قریب کی بھی مصیبت پہ بیٹھ کر روئے  
 اثر تم کا رہے اسکو ترک عشق پہ بھی  
 کیسے عشق میں دیکھے عجب شیب فراز

تھہری نرم سوا میاں زرد ہو کے اٹھئے  
 اٹھتی جو در سے تری گرد ہو کے اٹھئے  
 یہ وجہ بتی کہ زانویں سر ہو کے اٹھئے  
 تو ہم جتاتے ہیں مرد بند ہو کے اٹھئے  
 تھہری نرم سوا میاں آج فرد ہو کے اٹھئے  
 مٹایا عشق ز صحرانور دہو کے اٹھئے  
 تو اسکو چاہی اٹھا کہ زرد ہو کے اٹھئے  
 کیسی نرم سوا میاں چوہر کی نر ہو کے اٹھئے  
 یہ انتہا ہوئی اسکی کہ گرد ہو کے اٹھئے  
 گرمی تھے اٹھا کہ ماند گرد ہو کے اٹھئے  
 تو حشر میں بھی سوار ملی گرد ہو کے اٹھئے  
 بٹھایا آنسوؤں کی ہم جو گرد ہو کے اٹھئے  
 کسی کی نرم سوا میاں اہل درد ہو کے اٹھئے  
 اٹھتی ہوئی ان جو اور سوا میاں گرد ہو کے اٹھئے  
 کہ بیٹی دل کی طرح اور درد ہو کے اٹھئے

مستاعری میں جو رفعت کے یاس ہم بیٹھے  
 بہت سے شعر پڑی اور فرد ہو کے اٹھئے

خزان میں سیر چین کو جو وہ نگار آئے  
 شفیق و مؤنس و ہمد ہم بھی کوئی پائین  
 یقین تو ہے کہ نہ پہلا ساون تربت میں  
 خزان میں بلبل نالان کا ہے ہی نالہ  
 ہزار شک کہ وعدہ وفا کیا پس مرگ  
 یقین ہو آئے آنکھوں میں دین جگہ اسکو  
 خسرو و خچول چڑھانا مزار بلبل پر  
 یوہن کہی میویر انہیں ہی آئے وہ گل

ہرے درخت ہوں بہر موسم بہار آئے  
 شب فراق میں کیونکر تجھے قرار آئے  
 جو بہر فاسق وہ گل سر فرار آئے  
 چمن میں جلد الٹی کہیں بہار آئے  
 وہ ساتھ میری جوازے کے تافرار آئے  
 جو میرے پاؤں میں جھینے کو کوئی خار آئے  
 خزان کے بعد جو ای باغبان بہار آئے  
 کہ جیسے باغ خزان دیدہ میں بہار آئے

<p>شب ذوق میں جو کچھ گزر گئی مجھ سے وہ نغمہ سنج ہوں ہرگز کہی جیگانہ رنگ کہیں پتہ دل گم گشتہ کا نہیں ملتا</p>	<p>بیان کر نہیں اگر تھکوا اعتبار آئے چمک کے سامنے بلب اگر نہ آئے تیری گلی میں کئی بار ہم پکار آئے</p>
<p>شب ذوق سے جان آگئی لبون پر یاس گلہ تو کیجیو گرد کیسے کو یا ر آئے پاپ</p> <p>مرا جو بادہ خوار کی جو گشتیں بہار آئے و یا سر مر کے میں کیا سبکدوشی ہوئی حال ہیا ملک تھک دھونڈا ملنے ہم خاکیں آخر نہیں معلوم یہ کیسی شش پیدا ہوئی زمین نہ پایا چین مگر کہ ہی تو اونٹے اتھہ رہنے وصال یا میں ہونا نظر بازی کا مانع ہے سحر تک ٹھنڈا کھلایا نہ کی اک بات بھی مجھے مگر زمین نہیں دشمن سو ہی وصفان ہاں ہو جنون کا شور ہو مہر کے دہن پر زری پر زری</p>	<p>کھلی میخانہ کا درسا کی نکلیں غدار آئے گئے تھو کو پچہ قاتل میں بار اپنا اوتا کر آئے لحد میں پاؤں اپنا اب دباؤ کو فشا کر آئے تیر کو چہین ہم دوڑی ہوئی بے اختیار آئے ہوا اک شہر بربادہ جو بالین مزار آئے وہ آنکھیں بھوٹ جانیں نیند کا نہیں آئے وہ آؤ وصل کی شب ہی تو کیسی شرمسار آئے سکالوں و لگو پہلو کی اگر اس میں غبار آئے نئے بگڑونکی ہی بن آئی اکی وہ بہار آئے</p>
<p>ذوق یا زمین کو یا اس کیونکر سرنہ ملکر اون محبت جس سے ہو بے او کی دیکھ کر کیا قرار آئے</p>	<p>ہاں پر جب وہ مرار شک قمر جاتا ہے صف عشاق سے قاتل جو گزر جاتا ہے اشک ہنوسے مراد و جگر جاتا ہے آج بھی وہ جو نہ آئے تو گئی بات تری داع پڑتے ہیں کہیں زمین کہیں مٹتے ہیں دیکھ سکتا ہے اوستے کون جو بے پردہ ہوا ملے پڑاؤ سے کچھ رات ابھی باقی ہے الفت کیسے محبوب سے نہی لیت مری اور کس طرح مرا حال ہو معلوم نہیں</p>
<p>رو کو خورشید اوستی منت او تر جاتا ہے کوئی ہو جاتا ہی لسل کوئی مر جاتا ہے زخم دل مرہم کا نور سے بھر جاتا ہے دیکھ اے دل تری نالو کھا اتر جاتا ہے کہی آتا ہے کہی ہاتھ سو زرجاتا ہے دھیان تیرا کہ ہر ایدہ تر جاتا ہے وقت اتنا ہی بھرا ہے شمع سحر جاتا ہے سرسو نہیں جاتا ہی یہ سر جاتا ہے میرا ناہ مری لے لے کے خبر جاتا ہے</p>	<p>ہاں پر جب وہ مرار شک قمر جاتا ہے صف عشاق سے قاتل جو گزر جاتا ہے اشک ہنوسے مراد و جگر جاتا ہے آج بھی وہ جو نہ آئے تو گئی بات تری داع پڑتے ہیں کہیں زمین کہیں مٹتے ہیں دیکھ سکتا ہے اوستے کون جو بے پردہ ہوا ملے پڑاؤ سے کچھ رات ابھی باقی ہے الفت کیسے محبوب سے نہی لیت مری اور کس طرح مرا حال ہو معلوم نہیں</p>

راہ کی ہر جگہ و دلمین ہمارے کئے  
 بوج کرنا ہی ہمیں اولیٰ چہری سو ظالم  
 اس قدر رنج و الم گذرے ہیں میری دل پر  
 اپنی حالت پہ مجھے رہنے دوا چاہ کر  
 نیجان کیوں ہنوں عاشق کہ ہر کس قاتل  
 اوسکے کوچہ میں ملو خاک میں امان میرے  
 وصل میں میں جو لپٹا ہوں جھپٹا ہی دشت  
 ہجر میں مجھ کو یہ سودا ہو کہ بیخ اوستا ہوں  
 سرخی آجاتی ہے اوس شمع کے خسار و  
 اوسکی نعشے کی اد اونسے نہیں بچنے کی جا  
 میری میت سودہ کہتی ہیں کہ کب بات تو کر

کون ہی یہ کہ ادھر سے جاو دہر جاتا ہے  
 پھیر کر یار جو ہر بار منظر جاتا ہے  
 عشق کا نام ہی آتا ہے تو ڈر جاتا ہے  
 خیر ہے کہ کہیں یہ درد جگر جاتا ہے  
 نیچہ اڑھکے ابھی تا بہ کس جاتا ہے  
 دنگو دکیو کہ یہ بیخوف و حطر جاتا ہے  
 یار کا سن جو ابھی کم ہی تو ڈر جاتا ہے  
 اس طرف اکد ہر اسے لڑکھک تم جاتا ہے  
 می جو بیتا ہی تو رنگ اور نکہ جاتا ہے  
 جب بگڑتا ہی تو یار اور سنور جاتا ہے  
 کوئی خاموش ہی سنگام سفر جاتا ہے

کھیلتا ہی جو کوئی بازی دل عشق میں  
 ہمنے اکثر ہی دیکھا ہے کہ ہر جاتا ہے

ناگہ گرم اگر تا بہ فلک جاتا ہے  
 حسن محبوب کا شعلہ جو لپک جاتا ہے  
 کبھی عاشق پہ توجہ ہے کبھی بھیر می  
 مانگ لیتا ہی وہن عاشق ناشاد کی بل  
 حال دل دس ہی جو کہتا ہی تو کہتا ہی وہ  
 شرمین ہی ہن گل لالہ پہ پڑ جاتی ہی اوس  
 کس قدر شوق طبعیت ہی وہ بت نام خدا  
 یا غیرو نے جو کرتا ہی اشار ہی سر زبرم  
 بخیر رحمت غفار سے ہے کیا وعظ  
 چال دس و خرامان کی قیامت کی ہی  
 غیر کا ذکر ہی آتا ہی جو صحبت میں تری  
 کبھی کو ٹھو کہ جو کھیلتا ہی ہے جوڑا و کھا

صاف تار و زمین شرار سا چمک جاتا ہے  
 زرد ہو جاتا ہی خورشید جھپک جاتا ہے  
 نشہ حسن ہی خود یار بہک جاتا ہے  
 یار کیسو جو تری رنجہ لٹک جاتا ہے  
 تیری باتوں سے کلیجا مرا پک جاتا ہے  
 میری دغا و غما میں جبکہ لپک جاتا ہے  
 جب لطیفہ کوئی کہتا ہی ہنرک جاتا ہے  
 بیچ کہوں مجھ کو تو کبھی اور ہی شک جاتا ہے  
 حال دوزخ کا یہ رند و نسو جو کب جاتا ہی  
 ساتھ جلتا ہی اگر لپک تو تھک جاتا ہے  
 ایک کا شام سے دلمین لٹک جاتا ہے  
 لکھنو مشک کی خوشبو ہی جھک جاتا ہے

دیکھو بلبل دل جسکو پھٹک جاتا ہے  
یار جاتا ہر لمحہ پر کہ فلک جاتا ہے  
فلک پرتو دو گام میں تنہا جاتا ہے

کن اوٹنگون پہ ہر اونچیت گل کا جو  
کون یہ قبر میں بھی وند رہا ہے مجھ کو  
ساتھ کیا دیکھا جو انوکھا جنون میں پھلا

فیض اوستا دوسرا ایسا ہوں خوش الحان کو یاس  
شکستے نغمے مرے ہر ایک پڑک جاتا ہے

میرے دہن کی ہوا کہا کے بہل جاتا ہے  
رنگ عاشق کی طرح صاف بدل جاتا ہے  
تہم کے ہر مرتبہ سینے سے اوجھل جاتا ہے  
آہ کہ ساتھ ہی نالہ بھی نکل جاتا ہے  
تو کرب آیکا کرتا ہوں بہل جاتا ہے  
میرے سینے میں کوئی دلو سل جاتا ہے  
پوش آتا ہے تو انسان سنبھل جاتا ہے  
قطب بھی اپنی جگہ سے کہیں ٹل جاتا ہے  
جس طرح رنگ زمانے کا بدل جاتا ہے  
دیکھو کب مری تقدیر کا بل جاتا ہے  
دل خاک کا بھی کوئی ہاتھ سول جاتا ہے  
کوچہ یار میں یہ پہلے پہل جاتا ہے  
کبھی سکتا ہے تو مشکا کبھی ڈھل جاتا ہے  
دھوپ کی طرح ترازا رہی ڈھل جاتا ہے  
بولے پہچان لو انسان بدل جاتا ہے  
سنگ بھی نوم کے مانند گھل جاتا ہے  
دل تڑپتا ہے تو پہلو سے نکل جاتا ہے  
جب دھڑکتا ہے جگر دل بھی ڈھل جاتا ہے  
تو اگر یار کی رفتار کا چل جاتا ہے  
زلف کا بچ تو دم بہر میں نکل جاتا ہے

طفل اشک لکھتے گزر کر جو محل جاتا ہے  
یار اقرار سے ہر روز نکل جاتا ہے  
آتش عشق جو بڑکی ہے تو دل مثل سپند  
فرقت یار میں ہر ضبط فغان ناممکن  
یوں تو دلو کہو نہیں سوئی کس صورت نسکین  
قہر کرتی ہے تری ناز کی رفتار صنم  
کس نے میں ہن زخود رفتہ جو وہ کیا ڈر ہے  
اوسکے پہلو سے نہ اونٹوں گا کے لاکھ ہما  
مجھے یوں م میں بگڑ جاتا ہے وہ طفل حسین  
پہنسا گیا ابوتری زلف گرہ گیر میں دل  
سرو گڑ جاتے ہیں ہوتا ہوا زمان جو وہ گل  
کیا گذرتی ہے مرے دل پہ خدا خیر کرے  
فرقت یار میں ہر نوع کی حالت میری  
روز وعدہ کا چوٹ لجاتا ہے اسے غیرت ماہ  
وقت نصرت جو اوہ میں غور سے دیکھتا ہے  
میرے نالوں میں وہ تاثیر ہے دل کو کیسا  
بتیغاری سے کہتی ہیں اسے ہیتابی  
ہجر جانان کی بلاؤں کا چور تھا ہر خیال  
بحث پڑ جاتی ہے ہو جاتی ہیں فتنے ہر پا  
لاکھ بھلائی اور جن نہیں جاتی دل کی

کشکش رنج و الم کی ہے تو پھر جسم کہاں  
کہنہ ہو جاتا ہی جامہ تو نخل جاتا ہے

زنگ کچھاتا ہو حاسد کا سر زرم اتریاں  
دار جب تیغ زبان کا مری چل جاتا ہے

رہت ہیں ملکین تری مثل شان کس کو لیے  
پہ زمین گیر ہی ہے مثل آسمان کس کو لیے  
خاکساری اپنا شیوہ نہ عرض نہوت کیا  
کو نسا گل انکل نظر و سوسنہاں ہر باغ میں  
جمع ہوئی ہیں جو میری یاس درو بخ و نسیم  
ریو رگل کو نسا گل میری ہنسنے گا آج  
میر و مر نیکیا یہ ماتم ہے بہا تم پو نہیہ لو  
بند ہیں لب کوئی ملکا ہی نہیں جہ نشانی  
وصل کی شب میری گزرتی ہو کب صبح ہو  
اک اشاری میں سمجھ جاتے ہیں جو کچھ حال ہو  
غیر پر لطاف محسوس ہے زخمی واہ او صنم  
کو نسا دیوانہ حکایتا جائے گا زنجیر میں  
کو نسا میخو آریا ہے زرا ہم سبھی ستین  
خاتمہ پڑھنے کو بھی آتا نہیں کوئی غریزہ  
کو نسا مرد و جہلک دکھلا کو سکو چپ کیا  
ہو سگ جانان کا دنت انہر بہا ہو خوشگوار  
ہر مہینے کیون دکھاتا ہو مجھے روئی ہلال  
چٹ گیا کیا قافلے میری کوئی ہسانا تو ان

ہو یا ہن سب حسین اویاس پھچھتا دے  
دل لپی جاتے ہو تم اپنا کہاں کہنے لیے

ہمنے یہ سامان کیا تھا ہی سر نیکیے  
ہیان کر باز ہو میں ہم سر نہ گزرنیکیے

دل دیا تھا آنکھوں ہی سے گزرنے کے لیے  
وہاں اگر آیا ہو قاتل قتل کرنے کے لیے



زندگی اپنی ہو مشوق تو نہ مرنے کے لیے  
 ہمتے ہی یہ دوہرن چوڑی ہن چہنکے لیے  
 دل لیا تھا آپ نے ہمسے مکر نیکیے لیے  
 ہم نہ ہن صبر کو تم ظلم کرنے کے لیے  
 ہم یہ بازی آپ سے کہیلے تہو مرنیکے لیے  
 کیا ہو ہن مرد اس عورت سے ڈرنیکے لیے  
 ہمنے تجو زنی ہو یہ منزل اور نیکے لیے  
 لوگ تو ہر وقت ہن جو دہرنیکے لیے  
 کیا ٹپتا ہو جگر دل سے اور نیکے لیے  
 یہ پری خونین نہانی تھی نکرنے کے لیے  
 یہاں ہی ہن و آملو دلمین اور ہرنیکے لیے  
 قہجیان شاخین بنٹنی پر کترے کے لیے  
 منہ چہرے تھو یار کو دل سے اور ترے کے لیے

آؤ ہن دنیا میں ہم جی سے گزرنیکے لیے  
 دیکھ سبزہ مری تربت کا کتا ہو وہ گل  
 جانیو قربان اس اودوست پر آپ کی  
 اوی پر و عاشق و معشوق میں یہ فرق ہو  
 یہ بھی تھی اک بات چہر میں جو دلویدو  
 ہو اگر ہمت تو دنیا کی اطاعت کیوں کرن  
 تہرین جا کر رہنیکے جب عدم کو جانیکے  
 او کو دلمین کس طرح خالی رہو میری جگہ  
 بقیہ راری تھر میں ہو سید آتی نہیں  
 تیغ قاتل پر غضب جو بن نظر آتا ہو آج  
 اونکے سین پر نہوستان کی اب ہونے کو ہو  
 کیا گلوں سے اور چلبلی بلبلین گلزار میں  
 بات تھی جو کچھ وہ بوسہ مانگے سے مشکلی

یاس لایا تھا ہن شوق شہادت پہنچا  
 کوچہ قاتل میں ہم آئے تھے مرنیکے لیے

عشق دہر کے چمنین گل ہو گلین خاک ہو  
 تیری عاشق کفن میں گل ہو گلین خاک ہو  
 یار تیری آہن میں گل ہو گلین خاک ہو  
 دیکھنا شاخ سمن ہن گل ہو گلین خاک ہو  
 یار کو سید قرن میں گل ہو گلین خاک ہو  
 دیکھ گلچین جس چمنین گل ہو گلین خاک ہو  
 دست یار گلبدن میں گل ہو گلین خاک ہو  
 وحشیوں کو پیر ہن میں گل ہو گلین خاک ہو

واع سودا میر تو تن میں گل ہو گلین خاک ہو  
 ہو دل آرمی ہن مرنے پر بھی غیر دل سے غبار  
 غیر نے چلے کا گل کہا یا مگر ہم ہوئے  
 مٹی دی ہو یار نے دست خانی سے ہو  
 پہل ملا عاشق کو کیا خبر دواع خبر گرد ملال  
 روی رنگین سے کسی کو کیا اوسو نسبت بہلا  
 غیر سے گلاب زیاں ہوتی ہن گر ٹپتا ہو پھول  
 ہے تن داغی مجنون لاکھ صحرائے جبر

یاس پر و آون کو حل بہن کی ہے یہ وجہ حاض  
 تیغ کے گل ہو گلن میں گل ہو گلین خاک ہو

ہر شک سرخ تور و کرد کہا نہیں سکتے  
 گر موٹری سہی لیکن انہیں کہ جانتے ہیں  
 بتوں کے در پہ بھی کہیں پکڑے آئے  
 زمین کیا ہیں پیسے کی بوترا بی ہیں  
 جنوں میں ہی ہیں رہتا ہر پاس سڑائی  
 رقیب بھی ہیں آگاہ نہیں ڈالو ہو  
 یہ سوز و گمراہی آغواں دہکتے ہیں  
 پہو آٹھ بھائی جاب کی صورت  
 نہ سنو دیکھی بدی او کو میری دلگی لاگ  
 وہ بد مزاج ہوں خواب سے کہیں اٹھکر  
 اشرہ جہین ہلاتی ہے عرش کو وہ آہ  
 خیال ہے جو ہیں اونکی بد مزاجی کا  
 نہ پوچھو کون سی خوش آگئی تمہاری دا  
 یہ پاؤں ضعف کی پہلائے اونکی فرقتیں  
 تدر و کبک نے چال اونکی گواہی ہے  
 بدن پہ سکے داغ جنوں ہزاروں ہیں  
 مقام خاص ہے یہ جلوہ گاہ ہے اونکی  
 ہوا ہے جلوہ محبوب سے یہ آئینہ  
 عروج عشق میں کس طرح ترک عشق کریں  
 مشار ہے ہیں مری حسرتوں کو حضرت دل

پراونسے دروئی رخ کو چہا نہیں سکتے  
 وہ اپنی آنکھ سے نہکد گرا نہیں سکتے  
 یہاں سے حضرت دل باوٹھا نہیں سکتے  
 کہ آسمان کو بھکودیا نہیں سکتے  
 سیر زلف ہیں پرغل مچا نہیں سکتے  
 اشاری سہی وہ نہکد بکلا نہیں سکتے  
 سگان کو چہ دلدار کہا نہیں سکتے  
 کسیکو آبلہ دل و کہا نہیں سکتے  
 رقیب میری طرف سے لگا نہیں سکتے  
 ہم اس خیال سے اونکو جگا نہیں سکتے  
 کسی کا دل مری مالے ہلا نہیں سکتے  
 وہ ہم سے روٹھ گئے ہیں سنا نہیں سکتے  
 ہمارے دلیں ہے جو کچھ بتا نہیں سکتے  
 کہ اپنی جان سے بھی ہمتو جا نہیں سکتے  
 خرام ناز کا انداز پا نہیں سکتے  
 خدائے دی ہے یہ دولت گنا نہیں سکتے  
 خیال غیر کا ہم دلیں لا نہیں سکتے  
 ہم اپنی حیرت و لکود کہا نہیں سکتے  
 دل اب جو بیٹھ گیا ہے اوٹھا نہیں سکتے  
 بتوں کا نقش محبت مٹا نہیں سکتے

چک وہ ہر رخ پر نور یار میں اسے تیا س  
 کہ جسکی شمس و قراب لا نہیں سکتے

دل پر آبلہ شاید و کہا نہیں سکتے  
 یہ کون کتا ہے ہم نازا دٹھا نہیں سکتے  
 وہ میری لاش پر آٹھو ہا نہیں سکتے

وہ چھٹ کر ہیں کیا خود رولا نہیں سکتے  
 تن ضعیف میں طاقت ہے پہلوانوں کی  
 کیا تہا خون مری دلو اس نہ است سے

کہ اونکی یاد میں ہم غم بھی کہا نہیں سکتے  
 کہ میری طرزِ نفعان تک اور انہیں سکتے  
 ہم اس سے اپنی محبت جتا نہیں سکتے  
 کہ زخم تیغ کا پانی چرا نہیں سکتے  
 وہ میرا قبر میں نشانہ ہلا نہیں سکتے  
 وہیں سواؤں کے دہن ہم ملا نہیں سکتے  
 وہ ہاتھ دلسے ہمارے اور ہٹا نہیں سکتے  
 عدو کو لیکے بھی کیا آپ آنہیں سکتے  
 ہم اپنے دلکا پتا کچھ بتا نہیں سکتے  
 ہمارے نام کو مانے ہی جا نہیں سکتے  
 وہ شمعِ قبر پر میری جلا نہیں سکتے  
 کہ دستِ شوق بھی اپنا بڑا نہیں سکتے  
 لگی ہر آگ جگر میں بجھا نہیں سکتے  
 خود اپنی دید کی وہ تاب لا نہیں سکتے  
 وہ محبو اپنی نظر سے گرا نہیں سکتے  
 کہ اپنے ولین ہی جو اسکو پا نہیں سکتے  
 وہاں چلے ہیں جہاں سواپ آنہیں سکتے

اوٹا ہر رزقِ لہجائے فراق میں ایسا  
 یہ طائرانِ چین کیسے عاشق گل ہیں  
 رقیب اور نہ کہدے کہ یہ خوشامد ہو  
 جیسا بنگا دل صبرِ جاکِ عشقِ ابرو کیسا  
 یہ خوف ہو کہ نہ کھلیا شوقِ دید میں نگہ  
 یہ ہر محال کہ ہوں ہستی و عدم کیجا  
 سببِ نشتی دلکا ہے جذب ہی اسکا  
 وہ دوستوں سے مری حال پوچھتے ہیں  
 یہاں تو دل و جان جاکر گئے ہونگے  
 پڑی ہیں ضعفِ سیرت پر ڈھونڈتے قاصد  
 دل اپنا جنکے لیے عمر بھر جلا یا تھا  
 عیان ہو وصل میں بھی کو تھی مقدر کی  
 کسی کے سوزِ محبت نے خشک کر دی خشک  
 غم آتا ہے اور نہیں جٹ بکھتی ہیں آئینہ  
 وہ اشکِ ضعف سے ہوں خشک نہ کسی میں  
 بتوں کو ڈھونڈتے کہیں سے کیا نکالینگے  
 ہر وقت نئے ہیں دیکھ جاؤ تم آکر

دلک نے یاس میں اس طرح مٹایا ہے

کہ لوگ ڈھونڈتے ہیں اور پا نہیں سکتے

عیان کیلی اسی محسوس سے ہوگی  
 یقین ہے بے رنجی قاتل سے ہوگی  
 خطا مجھے نہ ہوگی دل سے ہوگی  
 جدا تن سے مرے مشکل سے ہوگی  
 مثال اس کے مہرِ کمال سے ہوگی  
 سیہ بخشی عیان اک تل سے ہوگی

پری پیدا ہمارے دل سے ہوگی  
 کر گیا قاتل محبو بھیس کر منہ  
 میں بیٹابی میں نوک کا اونکا بوسہ  
 ہے میرا روح کا اک غم کا ساتھ  
 جوان وہ ہو گئے نامِ حسد اب  
 دکھائی شبِ فراق میں آنکھ

کسی ہر جہن پر ہونہ مسائل  
پنسا کر زلفت میں مج کو وہ بولے  
یہی جو سخت جانی ہے ہساری  
کرونگا بند و ملین جلوہ یار  
لیٹ جائے گا دہن سے تڑپ کر  
وہ ظاہر میں تو مجھے ملے ہین  
وہ دم رکھا رہ الفت میں اب تو  
ہم اونکا وصل چاہینگے تو یہ جسبر  
لحد تک اور سب اجاب ہین ساتھ  
وہی ہے جس کو اچھا جانتے تھے  
وہ عاے وصل ہو یا جسبر کی آہ

صد اید اچہ بابل سے ہوگی  
رہائی اب تری مشکل سے ہوگی  
تو بھر شدہ منگی قاتل سے ہوگی  
سرخسہ یہ پر غنی عامل سے ہوگی  
خطا اتنی ترے بسمل سے ہوگی  
صفائی دیکھئے کب دل سے ہوگی  
مکی مجھے نہ میرے دل سے ہوگی  
اسے ضد ہے ہمو دل سے ہوگی  
جدائی بس اسی منزل سے ہوگی  
برائی یا رکی کس دل سے ہوگی  
اثر کر جائیگی جو دل سے ہوگی

ہین کچھ سسل جانا یا تک یا س  
رسائی آپ کی شکل سے ہوگی

تازہ و کلی بنا ہے محض غم کے واسطے  
صبر خالق نے بنایا میری دم کے واسطے  
اب رو گیسو و شرکان قتل پر تیار ہین  
قامت موزون جانا کی ثنا لکھتا ہون  
کچھ چلی شمشیر اب و بہر قتل عاشقان  
دیکھنا ہے سیر دنیا کی ہین بیکہ شراب  
خیر کرتا ہے جو اس نعم تو دلو کو کولہ سے  
کہیں تلواری قاتل اک لگا ہمیر بھی ہاتھ  
ہے ارادہ کو چہ جانان میں چکر بیٹھے  
بہر نیت روعن مشک و عبیر و عود ہو  
میرے لہر تک یار کا آنا بھلا ہو کس طرح  
الفت اب و بچوڑینگے سپاہی جو کہ ہین

ہے الم میری لیے اور میں الم کے واسطے  
یار کو پیدا کیا ظلم و ستم کے واسطے  
آفتین ہین سو طرح کی میری دم کو واسطے  
شاخ طوبی چاہیے میری قلم کے واسطے  
لیس ہین تیر فرہ ظلم و ستم کے واسطے  
ساقیا اک جام دی ہو بھی جم کے واسطے  
چاہیے وسعت زراعت کرم کے واسطے  
لے تجھو تیر ہین شمشیر دوم کے واسطے  
لوٹنا ہر دل بہت باغ ارم کے واسطے  
شانہ دلش چاہیے زلف صنم کے واسطے  
منع کرتی ہر نزاکت دو قدم کے واسطے  
سر کا کیا دھڑکا بھلا ثابت قدم کے واسطے

چشم دریا باروئے کو عطا کی ہو مجھے  
جو ہر کشمیر ابرو لکھ رہا ہوں آجکل  
ہر کسی کو ناز و غرہ رہا اس کیا آئے بھلا  
چھنگے بند و نسو گنہ بخش خدا کی بھین  
چشم فغان کی ثنا لکھی ہے کیسی فضا  
میرے سر پر اتھہرکتا ہو جو تو ہر بات میں  
داع عشق یار اوٹھاتا ہوں میں مرنے کیلئے  
تبر تک پہنچانے لاش مجھ و لکیر کی

دل مرا حق نے بنایا تیرے غم کے واسطے  
ہاں روانی چاہی میرے قلم کے واسطے  
قطع ہو یہ جامہ زریبا صنم کے واسطے  
ہم خطا کے واسطے ہیں وہ کرم کے واسطے  
معجزہ ہو غامہ جادو و رقم کے واسطے  
ای صنم قرآن میں ہوئی قسم کے واسطے  
روشنی کچھ چاہیے راہ عدم کے واسطے  
دوستوں کو ہاتھ کینچا و زخم کے واسطے

یاس دیکھئے عاشقانہ شعر ہم کیونکر کہیں  
یہ زمین خاص مختص ہے الم کے واسطے

دلین ہر کا سوز عشق اکاں جان کی واسطے  
دل بہت تر پامرا جانے کو سو کو کرے یا  
میں عروج عشق میں ترپون خیرا و نکو ہو  
آہ کرتا ہوں تپ فرقت میں اوٹھتی بیٹھتی  
قتل گہ میں دیکھیے ثابت قدم رہتا ہو کو  
لاکھ ڈھونڈتا رہتا ہوں پایا ساقیوں کا نشان  
کس سو وعدہ ہو صنم جاؤ گے بنا گئے گھر  
ہر سگ جانان بھی ملے اور ہما بھی خواہگار  
ساقیا بہر دی ہمارا جام اپنے خم کی خیر  
دیکھا و صورت ہماری پوچھتا ہو حال کیا  
یار کی تصویر ترست میں لگا دینا ضرور  
اپنے جلسے میں کوئی مستوق ہونا ہو ضرور  
چھپے کیسے کیا صیاد نے جب سے اسیر  
ہجر میں آہ رسا ہو نچی مری مشکل کند

پیر کو و فرخ میں ہم جو رہاں کے واسطے  
رہ گئی بلبل ٹہر کر بوستان کے واسطے  
نارسانی اس قدر بخت جوان کے واسطے  
چاہیے ایسا عصا معیہ ناتوان کو واسطے  
آج آتا ہو وہ قاتل استخوان کے واسطے  
رہ گئے ہم خاک اوڑا کر کاروان کے واسطے  
سورہی ہو آج تیاری کہاں کے واسطے  
پیر گیا جگڑا ہمارا استخوان کے واسطے  
مان تو دیتیے ہیں ہم پر مغان کے واسطے  
کب بیان درکار ہو صاحبان کے واسطے  
چاہیے زمینت ہمارا اس مکان کو واسطے  
ایک یوسف چاہیے اس کاڑیاں کو واسطے  
کہنکلی منتقا بلبل کی فغان کے واسطے  
نردبان درکار ہتی اک آسمان کے واسطے

جو سخن رس ہو وہی سمجھو گا اسکو خوب یاس

یہ غزل لکھی ہوئی تھی قدر دان کے واسطے

غرض ایسے نکار گذر گئی شب انتظار گذر گئی  
رہو دل کو دل ہی میں جو شب وصل بار گذر گئی  
یہ پکارا سینے میں دلیخ دل کہ مری ہمار گذر گئی  
یہی غل جھجک سوز و غم شب وصل بار گذر گئی  
یہی ناکہ جان بھل گئی وہ بس لکھا بار گذر گئی  
جو بصارت آنکھ میں تھی مری شب انتظار گذر گئی  
مری وح نجد سحر ہو کے جب کو ہمار گذر گئی  
یہ نہ پوچھا مجھ سے کہ تجھ کیا امی جانہا بار گذر گئی  
یہ ادنیٰ تھی برجی گاہ کی کہ جگر کے بار گذر گئی  
یہ بتا دو مجھ سے کہ تجھ کیا دل بقیرا گذر گئی

جو کچھ لکھی بار گذر گئی کہیں کیا جو بار گذر گئی  
نہو تو فراق کے کچھ بگڑ نہ حجاب سے وہ گلے  
ہوئی شمع بزم میں کیا جھلکے گل کو بیٹھا جو  
سوزا ہر اپنا قریب اب یہ اذنا کو دیکھ کا ہر شب  
ٹہری تختیاں تہن فراق کی اچلے خوب سی مری  
جو کسی محسوس نظر بھری تو گیا نگاہ کا نور بھی  
کبھی حال قفس پہ تھا عجیب ہی کو کہن پہ نقیب  
نہیں اس میں نام کو بھی فائزین پتھر لگا گذر گیا  
ترمی سطر جو نظر ادھنی ہوئی جان ہی کی ٹہری  
وہ جو سیر پاس سے اٹھ گیا مری ہوش ہی ہو گیا

ترمی یاد کا جو ہوا گذر نہ اسے کسی کی رہی ہر  
وہ بیان کیا کر یاس پر جو کچھ لکھا بار گذر گئی

پر اب نیاز مند ادا کی جلیب ہے  
درِ دیگر فراق میں اپنا جلیب ہے  
ہے یار دور وقت ہمارا قریب ہے  
بولی اجل کہ واہ تر کیا نصیب ہے  
دیو شب فراق غضب کا حبیب ہے  
مجھے تھے جب کو دور وہ اتنا قریب ہے  
کیا دیکھا تو کیسے مجھے کیا نصیب ہے  
اس قافلے میں نالہ عاشق نصیب ہے  
قصہ ہمارے دکا عجیب غریب ہے  
دیوانگان عشق کی سبیت عجیب ہے  
جسکا نہیں جواب وہ اپنا جلیب ہے  
درِ فراق یار ہی اپنا جلیب ہے

کس ناز کا پلا یہ دل غم نصیب ہے  
راحت کہ اسکے ہاتھ سے دل کو نصیب ہے  
افسوس و ملین حسرت دیدار رکھی  
چھاتی یہ چڑھ کے یار نے کاٹا جو سرا  
دل عاشقوں کے نام سے جسکے لرز گئے  
دیکھا جو غور سے تو جگہ او کو دل میں ہی  
دل لیکے میرا ناز سے کہنے لگا وہ خوش  
جاری ہیں متصل شب فرقت جو شک غم  
سن لو اگر تو گاہ نہ سو گاہ رو و تم با  
آنکھوں میں اشک ہاتھ جگر پر لبوں پر آہ  
دلو ہمارے عشق حقیقی کا ہے مزا  
رکنا ہوں سو دوست کہ پہلو میں ہی جگہ

عاشق ملا جو خاک میں دلبر کے ہاتھ سے  
ہر وقت دوڑ دوڑ کے جاتا ہوا سوکھا  
آئی صدا فلک سے بڑا خوش نصیب ہے  
میرا خیال ہجر میں میرا قیب ہے

معتوق جو ملا سے وہ لا جواب تھا  
فضل خدا سے یا سن بڑا خوش نصیب ہے

قابو میں رکھے دل جسے پروردگار دے  
حکم اپنے ساتھ سونے کا مجھو نگار دے  
چوس کر کسی حسین سے اگر کیلتا ہونین  
پیسای عمر مجھ مجھے گردون تلے از زمین  
تا شیر عشق زلف گر لکیر ہو اگر  
کرتا ہو تو اشارے مڑہ کے جو غیر سے  
ایسا کیجہ جک ہے فلک مجھے بزخات  
سینہ بسینہ غیر سے وہ ہیں تو سوز غم  
رکھیں وہ سامنے اسے گلہ سبہ جانکر  
عشق مڑہ میں جانے عاجز ہوا ہونین  
گر وصل یار کا مری تقدیر میں نہیں  
چلتا ہے تنکے سامنی طاؤس باغین  
کیوں مضطرب ہو مجھ میں تو جا اوکھا پاس  
جاگے گا انجید اشت تار یک سج کون  
سو نگہ تو میرے سینے پر نہ رکنے کے یار تم  
مجھے یہ صبر تو نکا تقاضا ہے بار بار  
مر جاؤں اس امید پہ تجھے بگاڑ کر

کوئی دیا عشق میں اتنا بیکار دے  
تقدیر صبر توں کو نکلنے کی بار دے  
کہتا ہوں دل یہ شوق میں مجھ کو ہی مار دے  
اک شست آخوان ہوں نہ مجھ کو تار دے  
دل میرا بوسے ناؤ نہ شک تار دے  
امو گل نہ اس طرح دل عاشق کو خار دے  
چاہوں جو اک خوشی تو یہ صد ہزار دے  
دو آبلے ہمارے ہی دلیں او ہمارے  
دل اغدار ہو کے کچھ ایسی بہار دے  
ای تیرا آج تو جی سے گزاری دے  
تو صبر مجھ کو لے مری پروردگار دے  
تو ہی کچھ اپنے سینے کو او گل او ہمار دے  
آرام مجھ کو اسے دل بے اختیار دے  
تم لکھیں ہی دے سفید اگر انتظار دے  
بوسے وفا یقین ہو دل داغدار دے  
رستا ہین نکلنے کا امرو فلکدار دے  
مٹی مجھے اگر ترے دکانخوار دے

اگر یا جس عرش پر ترانہ چڑھا تو کیا  
ہو تہ کی جگہ جو وہ دل سے اوتار دے

گھر ہوا بر جو ممکن شرب ہو جائے  
وہ مہر بام پہ جو مخو خواب ہو جائے  
ہمارا دل قدح آفتاب ہو جائے  
کو چاندنی رخ مہ پر نقاب ہو جائے

فراق میں ہوں اگر اشکبار ویدہ تر  
 لیا ہر دل تو ملے پہلو بوسہ رنج بھی  
 سافراں عدم چلکے قبر میں سرور  
 اودھناؤ ہین جو تمہارے فراق میں صدمہ  
 کہی تو قبر پر عاشق کی فاسقہ پڑ ہیے  
 پلک جبکیتی ہی دنیا ہو درہم و برہم  
 وہ مذہبیب ہوں جاؤں گریں دریا پر  
 سوال حیل پہ عاشق کے یا تو ہوا قرار  
 فراق ساقی مہوش کی شنگارک سے  
 یہ بات کہ نہیں ایچہ عیش عشق میں تڑپوں  
 بیان کروں عرق الودہ ابرو نکا جو صفت  
 خیال رخ میں گر سوز دل سے ٹپکین اشک  
 سول اذکی طرف سے ہر لن ترانی کا

یہ جوش آب ہو گروں جناب ہو جائے  
 یہ ہمسے تھے حساب و کتاب ہو جائے  
 رواروی میں ابھی پا تراب ہو جائے  
 جو مختصر ہی لکھوں تو کتاب ہو جائے  
 کہی تو آپ سے کارِ ثواب ہو جائے  
 پھسکے جو آنکھ تری انقلاب ہو جائے  
 یقین ہر آب مثال سرب ہو جائے  
 نہیں تو اوی شہرِ خوبان جواب ہو جائے  
 یقین ہر دل سوز ان کباب ہو جائے  
 اود ہر نہی تو اثر اضطراب ہو جائے  
 تو اور تیغ زبان پر لعاب ہو جائے  
 تو پھر یہ آب یقین ہر گلاب ہو جائے  
 او ہر سے ہی ارنی کا جواب ہو جائے

نہیں ہر اس کہ رحمت وسیع ہے تیری  
 گناہ یا اس کا یارب حساب ہو جائے

جو یار کے رخ روشن کی دید ہو جائے  
 جو دل کو یادِ خداے مجید ہو جائے  
 کلامِ اسمین نہیں تیری ذات واحد ہے  
 تر تپتے ایک مہینہ فراق میں گذرا  
 ترے دہن کی جسے یار فکر لاحق ہو  
 ملے جو مستون کو ساقی شراب تھوڑی سی  
 جو ساتھ سوئیں وہ تلواریج میں لہکر  
 پھر اے آنکھ جو اپنی وہ قاتل عالم  
 خوشی سے بھون جو نعت میں یار تو کو  
 وہ دست ہین نہ ترنگے اطاعت اسکی ہم

یقین ہر دل عاشق کو عید ہو جائے  
 بتوں کا عشق ابھی ناپید ہو جائے  
 بنالے کو جسے اپنا وحید ہو جائے  
 دکھا دو چاند سی صورت تو عید ہو جائے  
 مگر کی طرح ابھی ناپید ہو جائے  
 بلند غصہ ہل من فرید ہو جائے  
 ہمارے واسطے کوہِ حدید ہو جائے  
 ہماری جان پہ ظلم شدید ہو جائے  
 بس اس طرح مرے دلی خرید ہو جائے  
 ہمارا پیرِ مغان خود مرید ہو جائے



کہی تو ہم سے بھی وعدہ وعید ہو جائے  
تو بڑے عرش سے جل الوریہ ہو جائے  
یہی علاج یقین ہے مفید ہو جائے  
نہد آواہ ہو عاشق شہید ہو جائے  
مرے لباس کی قطع و بربد ہو جائے  
عجب فرے کی یگفت و شنید ہو جائے  
جواب یار جو لکے رسید ہو جائے  
تو دل مقید قید شدید ہو جائے

رہو رقیب کے گہر یار کیا قیامت ہو  
حقیقتاً جو سیطرہ تو قریب رہے  
نگاہ لطف سے کہیں و مجھیں آج  
تم انہی تنہا اسے اسے جو قتل کرو  
ہمارے گریبان بچے بچے دامن  
کہیں کچا اپنی جو ہم اور تم ہماری سنو  
چلا ہو ساتھ ہی قاصد کے شوق بھی  
دلہا کے زلف جو کھل دی یار چہرے پر

اسی کا نام جہان میں جو حسن نظم اسے پاس  
پُرانی بات بھی گر ہو جدید ہو جائے

لسان تار تیر ہو بستر میں ہم مل کے  
مچا تو بین یہ غل ہر بار قیدی چاہ باہل کے  
وہ ناحق بخیلا بوجہ دشمن میں ہو دلیکے  
نخافت کو سبب روٹ ہی لاسکتا نہیں بلکے  
شگفتہ ہو گئے گل اور غنچہ رہ گئے کھلے  
ہر اک ہمیں لپٹ لپٹ کر تباہی بل بلکے  
الٹی خیر کرنا کا پتے ہیں ہاتھ قائل کے  
عدم کے جانیو لے سو گئے نزدیک منزل کے  
نشان تجھ کو ملین گے ہر جگہ پر کو تو قائل کے  
بہلا پہلے مقابل جامِ حم تو ہو مری دل کے  
ترو دیوانے کو ملتے گئے درج سلسل کے  
ازل سے سہارے بک چکے ہیں ہاتھ قائل کے  
غبار قیس پر وہ دار ہو ہمراہ محل کے  
کسی سی ہو سکیں کیا ہیں بت یہ کام کل کے  
سم دیکھو نہ ہستا ہو ترپنے پر بھی لیل کے

گئے ضعیف سے ہم شقیں اک ماہ کا دل کے  
جہان میں مشتری زہرہ جبین کے ہو  
جلا تے ہیں ستارے ہیں اسے آزار دیو ہیں  
ترے فرقت میں مجھ پر آجکل ضعیف طاری ہو  
ہنساج ناز سے میرا ہن اندا گم شہین  
نہیں معلوم انسانہیں باہر دشمن کیوں ہے  
کہیں ایسا ہو توڑی سی گردن لگے رہ جاؤ  
عجب کیا راہ میں گر کاروان لٹاؤ ان سب کا  
جو سوداؤ شہادت ہو تو چلنے میں تردد کیا  
چمک کر آئے کشتہ پر اسکے رو برو آیا  
بڑی جتنے ترمو کیو جنون اوتا بڑا اسکا  
یہ شمشیر ہو گئے ایک دن سب عاشق ابرو  
یہ پاس عشق ہوا تک نہ دیکھے کوئی لیلی کو  
ٹپٹا ہجر میں سو دیں پھر ناعشق میں مریا  
کسی کی جان ہی جائے تو قاتلوں کا شاہ ہے

سوا کزوات خالق کون ہر بے نقص نہاں  
نہ جام جم ہر صاف ایسا نہ مرآت سیکندر  
ہو پوختی ہو در جانا نہ کہینا موت نے محکوب  
تری زلف رسا بل کر سی ہو چھین لا کر  
ہوا ہر اکلی سودا عشق میں اک حتم سیکون کے  
ستم صیاد کا دکھار یا ہے طر فکریقت

مٹاؤ دتو ہین سب حسن تہو ماہ کامل کے  
صفائی آگنی حصہ میں کیا آئینہ دل کے  
مری کشتی ہوئی ہو غرق اگر یاس ساحل کے  
ہمارے گردن نازک پہ ہین چٹنگ سلاسل کے  
ہمارے آبلو کے پوست ہین انگوڑے جھلکے  
ہو ہین باغ میں ہر جا چین خون عدا دل کے

بجہ تک کون تم کو یاس ہو نچا کے گالو لو تو  
غضب کی ہر جگہ تم سو گئے نزدیک منزل کے

عدم کی راہ کو دم میں خستہ تن کاٹے  
کہی جو لون رخ رنگین یار کا بوسہ  
تمہیں جو شوق ہوا نشان کچھنے کا ایام  
جو دیکھ لے رخ روشن ہمارا پر دانہ  
غزل کا ذکر ہو کیا شعر کسکو کہتے ہین  
پہرے نہ دشت و بیابان میں صبرت مجنون  
جو اوسکی زلف سپہ کار ہو خیال مجھے  
بہرین جو ابرو قاتل کا دم تو نکلیخ  
بچھائے دم جو صیاد و بلبلو نکلے لیے

گلا جو تیغ سے وہ ترک تیغزں کاٹے  
تو شل مار مجھے زلف پر شکن کاٹے  
تو مہراہی بہت شوق ہو کر ن کاٹے  
تو اپنے پر سے سر شمع انجمن کاٹے  
میرا ہوا لفظ ہی تو صاحب سخن کاٹے  
وفا کی راہ گدگد شل کو کھن کاٹے  
تو سانپ بنکے شب ہر تن بدن کاٹے  
گلا ہمارا اگر بیابان پیر ہن کاٹے  
تو سانپ بنکر اوس کی سنبل چمن کاٹے

ہو نچنا باغ میں اوس یاس بو ہو گل کی طرح  
نہ پاؤ نہیں کوئی خار پرہ چمن کاٹے

عجب صنعت کی صنائع کو تری صورت بنائی ہو  
گر بیان چاک صحر کو چلے جاؤ ہین یوانے  
کئی را تو نسرو دلو وہیان اون لقا نکار تہا ہو  
نہ تو ذلی خبر پڑا کہی ہم تیری فرقت میں  
دیا کاندہ اوس محبوب ز تابوت کو اگر  
سمجھتا ہو نہیں وہ بہت حقیقت او کی بالکل

بجا ہر حقد راکو یار تجھ کو خود نہائی ہے  
جنو نکاشور ہو گلشنیں نہ فصل گل آئی ہے  
کس آفت میں ہینسا ہون کیا بلایا سیر علی کر  
خدا شاہد ہو اوس بہت ختم تجربے وفائی ہے  
سبکدوشی سو تربت تک ہمارے لاش آئی ہو  
غرو چمن ہر ایسی خودی دلیں نہائی ہے

کہو نہیں کیا تلون ہر مزاج یا میں کیسا نہ  
 کہی گوی جو پہلوئے ہنستا ہر وہ ہاتھوں  
 ملا دو میری ہونٹوں سر زربلب اپنی اہو قاتل  
 کہی ہر دفا ہر اور کہی بے اعتنائی ہے  
 نشان پڑ جاؤ ہیں اوس گل کی یہ نازک کلائی ہر  
 میحالی کا موقع ہر بونیر جان آئی ہے

ستان کے لیے وہ شمع ہر دم بجو کہتا ہے  
 بتاؤ آجکل اویاس کس سے آشنائی ہے

وہ سرگرم اداس جان دہر میری نکلتی ہر  
 شر اوڑھو ہیں آہ گرم جب نہخہ نکلتی ہر  
 خیال برو کا اوسکے خواب میں بھی محکوم رہا ہر  
 وبال جانچ اہو عشق کیسویں پریشان کا  
 تصور لٹ کا ہو دیہان یا خال سہ کاڑ  
 بلا سو گردن چوٹا ہو مری برباد سود میں  
 خیال یا میں ہوتی ہر دشت سیر گلشن سے  
 بنائی ہیں خدائے دلفریب صنام کی شکنیں  
 محبت جسکو ہوتی ہر ہمیشہ بڑھتی جاتی ہے  
 اگر جو لڑا سو عاشق تو بانی ہو کے بہ جائے  
 ہو عاشق کا ملتا ہر جو قاتل یا زمین اپنے  
 نکلکریاں سو ہنستا ہے جامہ خون عاشق کا  
 سو مارا اوسے نہیں کیا اللہ دے چالاکی  
 قصا تو آجکل ہر دیکھیے کس طرح ٹپتی ہر  
 نہدین معلوم سنو میں مری کیا چیز طپتی ہے  
 کسی دن سو چہری سی آں جگر پر میری چلتی ہر  
 بلایہ دیکھی کس طرح میری سرسری نکلتی ہے  
 بلا جب کوئی آتی ہر تو پھر شکستہ ٹپتی ہے  
 فضا کو دشت سو لیکن طبیعت تو بہلتی ہر  
 ہم اسکو لاکھ پہلا میں طبیعت کب بہلتی ہے  
 عجب روعن ہر چہرہ دینر نگہ چہر پہلے ہے  
 طبیعت آئی جب ہر کب پہننا اوسے پہننا ہے  
 تمہاری لٹ کی نازک قیامت زبردگفتی ہے  
 خاصہی حال پراوسکے کف مہوس ملتی ہے  
 تری تلوار او قاتل مری کپڑے بدلتی ہے  
 عجب سچ سے عجب سچ سچ تری تلوار طپتی ہر

جوانی جا چکی اویاس آیا وقت پیری کا  
 زوال شمس ہے دن کم رہا سو دھوپ ٹپلتی ہے

کھنکھریٹے آئیے تو سہی نہ  
 سنکے شاید وہ رحم فرما میں  
 میں ہی آہیں کرونگا ٹپونگا  
 جانتے ہیں کہ شر کریں گے آپ  
 ہے بتوں کو غرور میں بت  
 دل مرا آڑ مائیے تو سہی  
 حال دکھائے مائیے تو سہی  
 آپ مجکو ستائیے تو سہی  
 خیر جو کچھ ہو آئیے تو سہی  
 شان اپنی دکھائیے تو سہی

حال دل مجھے سن ہی لینگے آپ  
سیر اس شیشے کی ہر قابل دید  
مجھ کو زندہ نہ پائے گا پھر  
مجھ کو سمجھائیے گا بھرنا صح  
رنگ کیا کیا نہ لائینگے عاشق  
ہجکیان لیجئے گایا در ہے

پاس اپنے بٹھائیے تو سی  
میرے دلیں بٹھائیے تو سی  
پاس سے میری جائیے تو سی  
اوسکو سمجھا کے لائیے تو سی  
آپ مہندی لگائیے تو سی  
مجھ کو دل سے بھلائیے تو سی

سہل ہے یاس کیا بتوں کا عشق  
پہلے سختی او بٹھائیے تو سی

ظاہر غم دل کا یہ اثر ہے  
وس کے تو میں کا سفر ہے  
ہر نام خدا شباب او نکا  
اوتکتا ہے کیون تو عاشق  
تیر کو دندان و لب کے آگے  
سو او سر پر زلف کا لے  
جل او ٹٹھے کا خود بخود مار دل  
کس طرح اسے قرار آئے  
سب سوئے عدم ہیں جاہلو  
ایسا تو آنکھ میں کہا ہے  
سب اپنی غرض کے آستان ہیں  
خالی تجھے نہیں کوئی محب  
تو غیر کے گھر تھا شب کو مہما  
کیا دور جو برق کو جلا دے  
رہتا ہوں جو بجلی پر نشان  
غنیجہ ہے کہان کہان گل

جب دلیے میری چشم تر ہے  
دنیا ہی ایک رہگذر ہے  
نخل امید بارور ہے  
چند مومین مہم عشق سر ہے  
کیا چیز ہے لعل کیا گھر ہے  
کس شخص کو ایسا درد سر ہے  
پہنان اس شک میں شر ہے  
یہ دل سیلاب ہر شر ہے  
جو ہے آمادہ سفر ہے  
جلو اتیرا مری نظر ہے  
کسکو مرے حال کی خبر ہے  
تو ایک ہوا رکھ ہر کہہ رہے  
دکھو مرے شام کو خبر ہے  
نالہ میرا یہ پر شر ہے  
عشق گلیو کا یہ اثر ہے  
تیرا وہ دہن ہے یہ کمر ہے

کیون قدر نہوترے سخن کی  
اگر یاس یہ بے بہا گھر ہے

اسی کچھ حسن پائین یہ آب موتیوں کی  
 یا دھنم من سیم آنسو ٹپک رہے ہیں  
 انبار دہر بیشک ہیں قاتل برادر  
 حصہ سگ و ہما کا ان سب کے ہیں سزا  
 افلاک کو ہر گردش کیا خاک نیند آئے  
 اجہا پ میں پاکل ماتم اوہین کا ہوگا  
 پڑتی ہو چوٹ روی پر نور کی جواونکے  
 یلی داک کی میرے رفتار ہے قیامت  
 پل ہر میں اوستمگر پھرتی ہو آنکھ تیری  
 فراد و قیس ہمسے پڑ بکھر گئی مہو جگے  
 تن ہے ضعیف میرا بوسیدہ آجوان ہیں  
 آنکھوں کے آگے میری شدہ لگیا سمندر  
 اک گل کی چشم سکیوں کو عشق کا اثر ہو  
 اوڑ جائیں ہوش ہو دیوانہ پر ب اپنا  
 مانند تاج سر پر رکے ہوئے ہما ہے  
 رندوں نے آج انکا کیا حال کر دیا ہے  
 وہ دیکھتے ہیں بھگو میں دیکھتا ہوں اذکو  
 جاتے ہیں عرش تک یہ افلاک کو سہارے  
 ہمراہ لاش کے سب اجباب کیسے خوش ہیں  
 جانے ہی کو ہیں ہوئی ملک عدم جانیسے  
 دیکھتے ہیں میں ہمنے دستے جو سترج کے

اللہ سے قدر تیرے بالوں کو مچھلیوں کی  
 جیتا ہوں نام او سکا سمن یہ موتیوں کی  
 یوسف سر کوئی پوچھو الفت کو بہائیوں کی  
 لقیتم ہو رہی ہے شاہوں کی ٹہنیوں کی  
 جب ہو بلند سر پر آواز چلیوں کی  
 وہو مچ ہو رہی ہے جن جنگی شادیوں کی  
 اک برق کووندتی ہے ہیرے کی کھلیوں کی  
 مجنون بنا رہی ہے جھنکار بیڑیوں کی  
 کچھ حد ہی ہے میر بجان بے غنائیوں کی  
 ایسی بہت سنی ہیں باتیں کہانیوں کی  
 دل پڑ پڑا رہا ہے ہونیر سلپیوں کی  
 شورش کو کوئی دیکھئے ان دنوں ندیوں کی  
 ہے جو پسند ہو کو صحبت شرابیوں کی  
 مجنون جو شان دیکھئے ان تیرے دشمنوں کی  
 زلفت کو کوئی دیکھے عاشق کی ٹہنیوں کی  
 پگڑی اوچھل رہی ہو محفلین قاضیوں کی  
 کیا سیر ہو رہی ہو آنکھوں کی پتیلیوں کی  
 نالوں کو بھی ہمارے حاجت ہو شیشیوں کی  
 دیکھے تو کوئی شادی میرے پریشانیوں کی  
 ہم راہ دیکھتے ہیں کچھ اپنے ساتھیوں کی  
 تشبیہ ماتھے آئی نازک کلائیوں کی

شرمندہ ہو گئے پر اللہ مجھ سے کا  
 توبہ قبول ہوگی اے یاس عاصیوں کی

بیکار و دشمنی یہ قاتل نے ہمسے کیوں کی  
 راتیں وصال کی تھیں تقدیر تیری سیدھی

ناحق ہمارے دلیں برچی نگہ کی ہوئی  
 ابن جو ہجر کے ہیں خوبی ہر یہ دنوں کی

مطلب کے آشنا ہیں ہر آشنا نہیں ہیں  
جیسے کہ انکو دیکھا بندہ تھا دل سے انگا  
بھر کر نظر گلوں کو دیکھا بھی تھا نہ مینے  
مظلمین اپنی جگہ وغیرہ لے کر ہر کجی

قابل ہوں دوستی کا عیار دوستوں کی  
دیکھو خدا کی قدرت کیا شان ہر تون کی  
کیون باعین صبا کو آنکھوں میں جاک جوئی  
گو یا کہ اجنبی تھے تقریر مجھے یونہی

نورانی شجواب اوستاد جو ہوئی تھی  
ای یاس قید کی تھی ان چند قافیوں کی

چشم باران کہیں ہو جائے  
نہیں لیتا ہر اونے وعدہ وصل  
حشر ٹوٹے نہ جان شوق پر  
صحبت منکر و نکیر سے شب  
چشم عاشق خیال دندہ میں  
کثرت دعا ہائے سودا سے  
بچپن اونکا ہر جب تتم تو شباب  
وعدہ وصل اونے ہو ایدل  
دور مقصد کی جستجو میں صدف  
بڑھتے بڑھتے ہمارا دماغ بکھر  
دوست دل کو بہت سمجھتا ہوں  
بال ہنس کر نچوڑنا اونکا  
اشک برساتے جاسیو اچھم  
وصل کی شب یہ دیکھو دھڑکا ہوا  
عاشقوں کو نگاہ قاتل کی  
بڑھتی بڑھتی فراق دلبر کا

اشک طوفان کہیں ہو جائے  
ہر یہ ڈر مان کہیں ہو جائے  
وہ حرامان کہیں ہو جائے  
زرم یار ان کہیں ہو جائے  
ابر نیسان کہیں ہو جائے  
دل گلستان کہیں ہو جائے  
آفت جان کہیں ہو جائے  
اور سامان کہیں ہو جائے  
دست گردان کہیں ہو جائے  
مہر تابان کہیں ہو جائے  
دشمن جان کہیں ہو جائے  
برق و باران کہیں ہو جائے  
خشک دامان کہیں ہو جائے  
صبح سحران کہیں ہو جائے  
سیف بران کہیں ہو جائے  
کا ہش جان کہیں ہو جائے

نور دزد و خانے یار سے یاس

چوری دیوان کہیں نہ ہو جائے

سیاحی فزون ہر آپ کی عیسیٰ مریم سے

ہوا اسلام زندہ چید کر کرار کے دم سے

ترا کو چہ بہلا اسی حور چوٹے کس طرح تھے  
دہوان نکل نہ کیوں ہر آہ کے ہمراہ و فریقین  
محبت میں تری کیا کیا ستم ہنواؤں ہٹاؤں میں  
چلن کچا و رہی اسکا ہوا نکا اور ہی کیا ہے  
ہوا ہی وصل اوس گل کا ہمیں فصل بہار میں  
انفس کی آمد و شد بھی و تم تشریف ہے اسکو  
ناسف ہو ملاک کو تو ہین جن بشر علیکین  
کوئی غرت کا خواہان ہو کوئی ہو جانکا طالب  
نہ لین جو ہم خم گردون سو ہی لیا قی مہر  
ہو جو قتل اس سوزندہ جاویدین ڈے سب  
محبت تیر کر گیسو کی بہن زندہ چھوڑ لیگی  
جان جلجا آؤ آتشین کہیں خون جو فریقین  
سنا بہ کو نہ اسر و اغظ خبر روز قیامت کی  
تہمین سحر ہو مانا سیکڑوں عاشق تہار میں  
تر کر کشتی بہشتے ہین نہ تر کر تو ہین کہیں قاتل  
جان زیر شکنجہ ہر خیم میں ہین سب پر ہی پیکر  
گلوں سے پوشے پہل ہو اس ریح کو رحمت

لکھنؤ کا کوئی خبثت سے پونچھے آؤم سے  
بہر اہو سینہ سوزان ہمارا آتش غم سے  
ہوا جو کام عاشق سے تری ہو گا نہ رہ تم سے  
بہلاؤ غو ملو کیا تشبیہ و دل ویناؤ در ہم سے  
شگفتہ غنچہ دل ہو ہوا بلوغ عالم سے  
جسے الفت ہری و قاتل تری ہوا پری خیم سے  
دو عالم ہو گئے مملو تری عاشق کو ماتم سے  
محبت تری کیا کی لی عداوت ایک عالم سے  
نہ بد لین جام کو تیرے کہی ہم ساغر خم سے  
سیحائی ہو و قاتل تری تلوار کے دم سے  
نہین سچا کہی انسان کا واسطہ کہ تم سے  
فرون ہو ہر شرارہ آہ کا نار جہنم سے  
خدا کے رحم کا منکر ڈر سے نار جہنم سے  
دکھا دو تم کوئی دو چار ہی بل فانی سے  
لی راہ عدم سید ہی نہیں تلوار کے خم سے  
نشان پایا سلیمانی کا تہ تیغی خاتم سے  
ملا کیا کیا نہ ہو صنعت صناعت عالم سے

یہی ہر یاقوت ہر دم اپنی خالق سے دعا اپنی  
نہ چھوٹے کر بلا کی خاک بعد مرگ بھی تھے

کہلاؤ دریا لکھی جان میں باب خیر سے  
پریشان ہوں بہت میں الفت لعل منیر سے  
بہت خائف ہوں زمین شرکان خوابان تہجہ سے  
ہمارا نامہ دوس محبوب تک اس طرح پونچے گا  
دیانا مہ ہمارا ماتھے میں اوسکے جو قاصد نے  
سحر وصل صنم کی جان کو سیری قیامت ہی

عدالت مستند ہر قصہ باز و کبوتر سے  
یہ سودا دیکھیے کس طرح جاتا ہی مرے سر سے  
خدا ہی کہہ سچاے جان ان تر کو نکلے لشکر سے  
او دہر سے آگے خط لیا گیا غنا کبوتر سے  
وہ بت بولا کہ سنئے آج بعیت لی ہمیر سے  
صلو الفراق آنے لگی دیوار سے در سے

سجاستے میں جو تڑپا جنبش اور متاقل  
ہمارے ہاتھ آئی ناپستان اوس سی تہ  
بہرین ٹھنڈی جو سالنیں فراغ دل کو گریہ  
تو نکاح عشق چھو ہو گیا ایو اسے بیدردی  
گئی ہو جان اپنی چشم و عارض کی محبت میں  
شب وصل پر روئے کہ کھٹکھٹ مرمی سانی  
اوٹھیا قص میں تھنڈی ہو ہیاں لپٹلی بڑی  
جو سری چشم گریان حیر میں ہو جا طوفانی  
غضب کرنی کہ چشم مست میں تحریر سحر کی  
ہماری سخت جانی سو عاری جو احوال قاتل  
ہو صروف گریہ ٹھنڈی سالنیں لیکر جب شوق  
تصویر لبون کے سحر میں عجاز دکھلایا  
چہا یا راز الفت دہین کب کثرت زد غول کی

یکایک چلکے و لیر یہ دو خنجر برابر سے  
تعجب کی جگہ ہر چمنے ہل پایا صنوبر سے  
ہو کر روشن چراغ اس گہن دیکر باد صحر  
کہان ٹیکون میں سر بھٹی ہو قسمت کا پتھر  
دیت میں لنگر جو جام آمینہ سکندر سے  
ہمارا جام بہر دیکر راح روح پرورد  
سر محفل کو ہم خاک میں قاتل کی ٹوک سے  
یقین کو ہر ملا دون پاٹ دہن کا سندھ  
اوی تلوار ہر ظاہر ہو یہ قاتل کے تیور سے  
بہت گہو اہمیں خنجر نے تیرے چشم جو ہر سے  
گرا بانی سکوئی گہر تو کوئی باد صحر سے  
تو انانی ہوئی ظاہر ہمارے جسم لائے  
عبث ڈوبا نجا ہمارے قبر کو پھول کی چادر سے

محل اس مصیبت کا بہت اکیاس مشکل ہے  
نکھایا نگاہ دل بر سے چٹا پہلو جو دلبر سے

دل جیسا تے کہ سطرچ ہم اوس جت لیر سے  
کیسا حاصل ہوئی عشق کی تاثیر سے  
جذب کہتو ہن کسو گہر بچے آنا کج  
اس قدر کہینتی شقت پہر نہ کچھ حاصل ہوا  
رات بہشتوں کی ہوجن سو نہ چو نکاواہ و  
سکرشی پیش رخ روشن کر ٹپتی یہ اگر  
پائے بس اسطر تربت کے لک دو گز زمین  
وہی کتابون سو نہ الفت کی و تحبت ہی کی  
ہر تہا قسمت میں کیونکو وصل ہو تیار کا  
الفت شیریں دہین مر گیا سر ہوڑ کر

زور چلتا ہر کسی کا خواہش تقدیر سے  
عاشقوں کی روز نکلت ہر فنون کیر سے  
یار چو نکا بھی نہ میرے نالہ شکر سے  
کیون نہ او کو کو بہن کا خون جو شیر سے  
صبح کو ز اہوا ٹھا اک نعرۂ تکبیر سے  
نہرم میں سر شمع کا کٹ جائیگا گلگیر سے  
منعونا کو بعد مردن یہ ملا تعمیر سے  
اونکو قاتل کر دیا تحریر سے تقریر سے  
سامن تقدیر کے کیا ہو سکے تدبیر سے  
گر گئی قسمت مری فریاد کی تقدیر سے



طائر تصویر ہو جاتی ہیں شکر چھپے  
 یہاں کہ معشوقوں کی اسی سر مہر ہی بڑا تھی  
 ابرو و شمرگان سے کہنے دل نشانہ کر دیکھے  
 یا عجب ملائکہ کا خط میں دیکھ کر مضمون وصل  
 لخت دل منہ سے گری جیسے پڑا تیر لطف  
 اپنی جابجا میں پاؤں پہلو سے محبوب میں  
 انگلیاں سر سے کا وہ نرم میں دیکھا کیے  
 ضبط الفت میں ہوا اس قدر محکوم سکوت  
 مہون وہ دیوانہ جو ہو جائے کسی جاسنا  
 دیکھتا ہوں جب نظر آتی ہر اوست کی شبیہ  
 ابرو و زلف پر رونے بنایا ہے اسیر  
 قید میں ہی سلسلہ جذبان ہو عشق زلف یار  
 دیکھ میں تو بہر کس طرح کرتا ہے دیوانگی  
 خون ناحق کی مرے تاثیر ہوگی بعد قتل  
 عین قاتل کی چشم ستر گین کب سرخ ہے  
 قتل ہو کر پاک دنیا سے روٹتے تیرے شہید

بلبلوں کو سوشل ڈر تہی مری افسر سے  
 لکھتو بھی کم نہیں کچھ کتھ سے  
 کسی ہی کہیے ہیں وہ کمان و تیر سے  
 اک نہ اک آفت بنی ہوگی مری تحریر سے  
 لعل اوگلو اتا ہو وہ قاتل ہر اک تجھ سے  
 ہم ذلیل و خوار ہیں دل عزت و توقیر سے  
 حیف پر داڑنہ لیتے دوڑ گلیں سے  
 ہون میں لب بستہ زیادہ غنچہ تصویر سے  
 شرم گین تصویر میں ہوں مری تصویر سے  
 دل مرا کچھ کم نہیں آئینہ تصویر سے  
 عمر بہر چوٹے کہ ہم اس طق اس زنجیر سے  
 دم گنا جاتا ہو میرا نا کہ زنجیر سے  
 باندہ و مجنون کو مجھ دیوانے کی زنجیر سے  
 اس کے خون پینکے چشم جو ہر شمشیر سے  
 بسلو گنا خون پینکے ہر دم شمشیر سے  
 دھو گئے سارے گنہ اب دم شمشیر سے

کفش کن کے پاس اک تربت کی بجائو گاہ  
 یاس نہ یہ "جنا ہے حضرت شہید سے

لب تمہارا اور ہے برگ گل تراور ہے  
 حال مجنون اور حال یاس مضطر اور ہے  
 دل جگر تو ابرو و نسی ٹکڑے ٹکڑے کر چکا  
 دل بھی حاضر ہے اگر آ پاتے تو بہر فشار  
 زلف نر دل لیلیا ابرو ہو محو امان جان کا  
 ایک بوسہ کیا ملین بہیم تو بہر دھمے مزا  
 فوجِ نعم کی ہو چڑھائی خوف کچلے کا نہیں

سبستان اور ہر زلف مضطر اور ہے  
 داستان وہ اور ہی غم کا یہ دفتر اور ہے  
 قتل کو میری ہی قاتل کوئی خبر اور ہے  
 ایک صید ہو ترک اور بے بالی بڑا اور ہے  
 قتل پر آمادہ میرے اک شکار اور ہے  
 شہدِ خالص اور ہے قذکر اور ہے  
 آشور دل لوٹ لینے والا لشکر اور ہے

تیر مریوے صاف سواٹینہ کو نسبت کہا  
خاکیر سوتا ہو نہیں ہاں فرش مخمل پہ چو آ  
اسمین تلخی ہے تو اوست جا نکو ہوا ناز کی  
تیر یار آیا او ہر نالہ لیا اوسکی طرف  
راستی پر خلد کی حیدر لگا دینکے مجھے  
دونوں ابرویار کے ملکر نہ رہیں ولفقار  
باعث آرام یہ ہو وہ ہے عبرت کا سبب  
لیکیا جب نذر و نیز دل سرد بار میں  
دولہہ دیکھو جو سیاہی مجھ کو دیتا ہے شراب  
دل ہار یار کا دشمن کا کیونکر ایک ہو

صنع خالق اور ہی صنع سکندر اور ہے  
میر البتہ اور ہے اوس کا کلبا بستر اور ہے  
باوہ عشق اور راج روح پرور اور ہے  
اوس کا قاصد اور ہے میرا پیہر اور ہے  
خضر کی پردہ بین کہ میرا رہبر اور ہے  
دیکھنا دنیا میں اک تیغ دو پیکر اور ہے  
بستر گل اور ہی بھولون کی چادر اور ہے  
نیکے فرمایا کہ کچھ شب کو میرا اور ہے  
جام بیکر پوچھتا ہوں کوئی ساغر اور ہے  
آنہ ہے اور شیشہ اور پتھر اور ہے

حصن غم تین گہ کیا ہے یا اس یا مشکا گشتا  
آئیے ادا کو اک باب حبس اور ہے

ریج و ملال اونسے جو یہ اک آڑ ہے  
لمتی نہیں یہ سر سے ہمارے کی طرح  
شور و زبون ہر جمع ہیں دیوانے وشت میں  
ہے روز وصل آنکہ سو اچھل شب فراق  
داغ جگر سے سینہ پر داغ کا فروغ  
کیا فوق ہے جو تو قد جانان سے بڑھ گیا  
سوزالم سے بہنتی ہیں اوسکے وراق  
جب سو وہ ہم غل ہی نہیں دلیوں کی یا  
وہ جاکتو ہیں تیر نظر مجھ پہ چلتے ہیں  
کیون اسپہ لیکن سے نہ ٹھنڈا ہوا دل مرا  
جب ہو مرا کہ وصل میں تم ہی ہو حجاب

تقدیر ہی کا اپنے یہ سارا بگاڑ ہے  
فرقت کی شب ستم ہے بلا ہی پہاڑ ہے  
جنگل بسا ہے شہر و کیستی او جاڑ ہے  
اب تل کی اوٹ میری نظر میں پہاڑ ہے  
یروشن ہر حسین ایک کنول یہ وہ جہاڑ ہے  
بجسے سوا بلند تو اسے سرو تاڑ ہے  
گہر ہے ہمارے واسطی یا کوئی نہاڑ ہے  
پہلو بسا ہوا ہے مگر گھر او جاڑ ہے  
زندہ ہو یا کہ یار کے در کی ڈاڑ ہے  
موج میں ہیں یا لینگ کی تیرے نو اڑ ہے  
منہ پر ڈوٹیا یا رقیامت کی آڑ ہے

جلی زبان درست نہیں وہ کہیں غنزل  
ای یا اس فن شعر کی کیسی پہاڑ ہے

دل میناب جگر آہ مین تاثیر ہوتی ہے  
 تمہارے روئے آشناک نے وہ دور یا یاد  
 اور دیکھی تون کی شکل و زلف ہو گیا نکل  
 محبت انہو عاشق سے ہرکے عشق کرتا ہو  
 نجا جانے پر روج کیوں نہ کر گرتے ہیں  
 لگا لیتا ہو یہ بیٹھے بٹھائے دل حسینوں سے  
 لہا کرتا ہوں ساری آرزو مین جس تون کی  
 حقیقت مین گرد کیوں تو مجھ مین کچھ مین باقی  
 وہی تاسو ایدل جو لکھا قسمت کا ہوتا ہے  
 جنوں مین حالیہ فرما دے مین جبکہ روتا ہو  
 نشان قبر جب وہ آکے ہو کر سہماتے ہیں  
 پہلچایا دلی آخر کو مجھ شیدا سے کیسو کا  
 بتوں کو کہنیتا ہو دل مرا اپنی محبت مین  
 او مین منظور بعد مرگ ہو عاشق کی سولی  
 قلم سے روشنائی چھٹ کے کاغذ مین لکھتی ہو  
 ملائی جاتی ہیں شکلیں جو عالم کے حسینوں کی  
 خوشی سو سر کاٹو نا محبت سو مین خالی  
 اگر دیکھا ہو ہجر ایدل وصل پہر ہو گا  
 ستر کی آرزو تقدیر کی حسرت ہو دلت سے

جو یون سیاب آشت ہو تو پھر سیرتی ہو  
 جہل جس سے وہ خوشید کی تنویر ہوتی ہو  
 خدا شناس ہو انکے حسن مین تاثیر ہوتی ہے  
 یہ سچ ہو عشق حصاد مین تیری تاثیر ہوتی ہو  
 یہ جلا دو مین کسے قتل کی تدبیر ہوتی ہے  
 نہیں سچا بشر جب موت دہکیر ہوتی ہے  
 لہو و سر کو کسی کے کچھ عجب تقریر ہوتی ہے  
 کہی گراہ کرتا ہوں تو بے تاثیر ہوتی ہے  
 نہیں مٹی جو تحریر خط لفت پر ہوتی ہے  
 رد الی نکلوں سے جا کر اشک جو شیر ہوتی ہو  
 تو اوڑا کر ہماری خاک دہکیر ہوتی ہے  
 طبیعت آشتنا ہو خانہ زنجیر ہوتی ہے  
 پر نرا دوں کی اس شیشے مین اب خیر ہوتی ہو  
 سر باز میری لاش جو کشیر ہوتی ہے  
 اگر تاثیر خدب دلی کچھ تحریر ہوتی ہے  
 مرقع مین زالی یار کی تصویر ہوتی ہے  
 یہ شمع آئین بھی عاشق گلگیر ہوتی ہے  
 سنا ہو خواب بد کی نیک ہی تعبیر ہوتی ہے  
 تمہیں تیری مین دل ہو بھی اک تقصیر ہوتی ہو

ترانے کے حیرت سے بلبلیں گشتن مین کہتی ہیں  
 ہزار زمین زالی یاس کی تقریر ہوتی ہے

لا دوا جو ہر وہ ای یاس یہ بیماری ہے  
 تیرے بیمار پہ یہ رات بہت بیماری ہے  
 خواب سمجھا ہو جسے تو وہی بیماری ہے  
 ولین جو زخم لگا ہو مرے وہ کاری ہے

نہیں سچا کہی جو عشق کا آزاری ہے  
 عشق گیسو مین مرے کوچ کی تیاری ہے  
 موت کا دھیان نہیں تک جو یہ کیا ہو غفلت  
 کیوں نہ تر تون ترے ایدل نے کیا ہو کل

<p>صحنہ حسنہ آہ اوٹھاؤں کب تک          رنج ہر عشق میں دہمی جاگروں کہ رخت          سخت جان ہی تو نہیں کیوں نہیں کھینچ کر دو          ضعف میں سلسلہ زلف نے پابند کیا          لکڑیاں تھاکہ اعیار اوٹھے محفل سے          جاگتے ہی ہر وقت میں بسر ہوتی ہے</p>	<p>اگر فلک کو کسی یہ طرز نگاری ہے          ستم خراج بیان مرہم نگاری ہے          سحر اور ترک مر و قتل میں کیوں عاری ہے          پاؤں کیا اونٹن کہ زنجیر بہت بھاری ہے          خوب سمجھائیں یہ آپ کی ہشیاری ہے          نجات حقہ یہ بھلا کسی بیداری ہے</p>
---	--

یاس ہر کوچہ و بازار میں چلاتا ہے  
 کون لیتا ہے کہاں دنگی خریداری ہے

<p>تھوڑے نہیں اوس میں دمان ات بسر ہوتی ہے          کیسے درخ کے تصور میں بسر ہوتی ہے          ہاتھ آتی ہے نہ محسوس نظر ہوتی ہے          عشق کیوں ہو گیا اوسک مینہ رو کا ٹھکرو          عاشقوں سے کوئی پوچھو شب وقت کا الم          چاند سی شکل کی دوزی نے دکھایا ہر رنگ          کسی دہر کی عنایت ہے کسی کی غفلت          جہوم کر پر برستا ہے مجھے ہے غفلت          بقیہ رسی نے کیا ہے یہ مرا حال افشا          و بدم وصل کی شب ہوش اوڑا دیں</p>	<p>نالہ و آہ میں بیان شام سحر ہوتی ہے          شام ہوتی ہے کہیں گاہ سحر ہوتی ہے          ایسی باریک بھی دنیا میں لکھ ہوتی ہے          عمر مری اسی حیرت میں بسر ہوتی ہے          حال کیا قلب کا کیا شکل جگر ہوتی ہے          جان جاتی ہے شب غم نہ سحر ہوتی ہے          میری اوقات اس طرح بسر ہوتی ہے          دیکھ ہی ترے اے دیدہ تر ہوتی ہے          دل دھڑکتا ہے تو لوگوں کو خبر ہوتی ہے          چھپنے کو مری کہتے ہیں سحر ہوتی ہے</p>
---	--

زلف کیے تین تین ہم نہیں تو کوئی ہوا کی یاس  
 دیکھیں کس طرح ہم عشق کی سر ہوتی ہے

<p>کون کہتا ہو گناہوں کی جزا ہو نیکو ہے          اوس صحنہ سے وصل کا وعدہ وفا ہو نیکو ہے          تاکہ زلف سیاہ کی رسا ہوئے کو ہے +          بار بجہ کافے سے غیر دنگے خفا ہو نیکو ہے +          پُری پُری جسم کی اصلی قبا ہو نیکو ہے</p>	<p>حال اک دم کا نہیں معلوم کیا ہو نیکو ہے          آج کی شب مجھے بھی فضل خدا ہو نیکو ہے          اب سر عشاق پر نازل بلا ہو نیکو ہے          عاشق ناشاد پر ناصت جفا ہوئے کو ہے +          ہستی انسان ہر کیا اک دن فنا ہو نیکو ہے</p>
---	---

دل بھی میرا نہ کش شل در اہو نیکیو ہے  
 صبر تو نصحت ہو دل بھی حد اہو نیکیو ہے  
 فرض جو سر پر ہمار کی ہوا اہو نیکیو ہے  
 عشق کیسوں میں مراد مل مبتلا ہو نیکیو ہے  
 دیکھ کر طبع رسا تجھے خطا ہو نیکیو ہے  
 اب جو ان ہو نیکیو میں جو بن اہو نیکیو ہے  
 ایک دن مہج حوادث سے فنا ہو نیکیو ہے  
 کچھ دنوں میں فتنہ محشر بپا ہو نیکیو ہے  
 رنگ خسار چین اک دن ہوا ہو نیکیو ہے  
 گوش گل تک ناکا بلبل سا ہو نیکیو ہے  
 نرگس پیار کی بھی اب دوا ہو نیکیو ہے

کاروان اشک آنکھوں کی روان ہو زمین  
 عشق میں ہدم مری سب کچھ چھوڑ کر جا پڑ  
 دست قاتل سے دم بکھیر جائیگے قتل  
 آج کل اسکو دلچ پڑنے کی عادت ہو گئی  
 مشک و عنبر زلف کو بانڈی یہ سارا خیال  
 کسی میں نکل نہ نولما او بچو کمال  
 بحر عالم میں نہو انسان کی ہوش حساب  
 آؤ جاتے ہیں انھیں کچھ کچھ چلن فخر کے  
 دیکھو باغ جہان میں حیدون کی سربار  
 آہ عاشق کا دل محبوب تک ہو گا اثر  
 سرمہ چشم یا رکھ لائیگی گلشن میں حبسا

چشم تک آئے تھے گیسو بٹھانا ہو وہ شوق  
 یا کس دیکھو دام سے دھنسی رہا ہو نیکیو ہے

جس انجمن میں شمع ہے پروانہ ساتھ ہے  
 اپر کو چوڑ بیٹھے ہیں بیگانہ ساتھ ہے  
 ہر دم خیال نرگس مستانہ ساتھ ہے  
 ساقی چین میں جامی تو سچانہ ساتھ ہے  
 ایسا خیال مشرب زندانہ ساتھ ہے  
 لوتج ہی حجاب سا بیگانہ ساتھ ہے  
 پہلو میں میر کی دل نہیں تجانہ ساتھ ہے  
 مہتاب سر بہ صورت پروانہ ساتھ ہے  
 قاصد بتا تو یہ کوئی پروانہ ساتھ ہے  
 جاتا ہو زمین جہان یہ پرچیانہ ساتھ ہے  
 سیکش وہ ہون کہ شیشہ و چمیانہ ساتھ ہے

مجم جمجمہ ہو یہ دل دیوانہ ساتھ ہے  
 گو دل جدا ہے الفت جانانہ ساتھ ہے  
 جاتا نہیں تصور چشم سیاہ یار  
 غنچے صراحیان میں تو ساغر ہر ایک گل  
 ستون کی بڑ سمجھتا ہوں اعظم کی غنچا کو  
 عاشق کو وصل میں ہی نہیں جاتی اونکی شرم  
 نحانی نہیں بتوں کے تصور سے ایک دم  
 جاتا ہر صیقل کو تو اسے شمع بزم حسن  
 بکھو اگر بلایا ہے اوس شاہ حسن نے  
 دیوانگی میں بھی ہے حسینوں کی دلمین یاد  
 آنکھوں میں اشک دلمین کو عشق ہی بہی

جو لوگ اسکے جلسے میں ہیں وہ ست ہیں

فضل خدا سے یاس کا رنہ نہ ساتھ ہے

### دو قافیتیں

راز الفت اوس کی سی ہو نہاں شوار ہے  
کیا کہیں اپنی ہونج ناز قنگان شوار ہے  
سیر کر دکھو آج کل نالوں کی عادت ہو گئی  
اور کوئی کام عاشق کا نہیں اسکے سوا  
زیست کا پہر کیا مزاج ہجر برسوں کا پہر  
ہلکی ہلکی باتیں کرتا ہے ہر اک میخوار ہے  
زرد ہو کر گس گل با دم کو سکتا سا ہے  
حال عاشق کا کوئی اوس سو اگر پر بیان ہو  
عشق تھے کیا کیا عالم کی نفرت مولیٰ  
خوشہ چین لجا بین خرم کی مرے جس نہر  
راز گوئی قبل لے صیاد پر اللہ کے شون  
فتنہ محشر بپا ہونے لگا ہر کام پر  
یار کیا آیا بہار آئی شگفتہ دل ہوا  
سخت جان ہون تیغ ابرو مجبور قاتل لگا  
الفت کیسویں جانان کا تحمل ہے محال  
لو تہمین بسمل کی قاتل ترے ہر وار پر  
رہرو ملک عدم تیرا دھماکے جاتے ہیں  
اپے مارا جال اوس کا دل چڑا کر لے گئی  
چاہتا ہوں جاؤں چوری سے مکان پائین  
ایک ہی تلوار میں عاشق کا سترن سوا ڈرا  
قتل کا مژدہ دیا جسکو وہ بسمل ہو گیا  
بعد مردن قبر پر تپتہ لگانا ہی ہنوا

جو عیان ہو یا سچ اوس کا بیان بیکار ہے  
نا تو ان ہین ہکو گرد کاروان یوار ہے  
نورقت محبوب میں آہ و فغان ہر بار ہے  
نام تیرا ہی صتم و در زبان ہر بار ہے  
زندگی کی اپنی تیرا نا تو ان بیکار ہے  
نشہ میں کچھ کج خو دیر فغان ہر بار ہے  
حشمت جانان دیکھ کر سب بوستان بیکار ہے  
سرخ جگر یار یہ بولا کہ مان بیکار ہے  
شکل کیسی نام سے سارا حمان بیکار ہے  
فضل خالق سے مضامین کا یہاں انبار  
دیکھا اور جان کو سو کر بوستان طیار ہے  
کیا قیامت کی تری امی نو جوان فگار ہے  
وصل کی شب ہو میرا سارا مکان گلزار ہے  
گر تری تلوار کو سنگ فسان درکار ہے  
کون ادھائے سر یہ یہ بار گران بیکار ہے  
کیا صفائی ہاتھ میں ہو کیا روان تلوار ہے  
کوس جلتیج چکا ہو کاروان تیار ہے  
کس قدر وہ کامل غنیمتشان طرار ہے  
و کلو یہ دھڑکا لگا ہو پاسبان بیدار ہے  
دست نازک کیا تراؤ نو جوان تیار ہے  
سج اگر پوچھو تو قاتل کی زبان تلوار ہے  
بے نشان خود ہو گئے جب پریشان بیکار ہے

عشق کیو سلسلہ آہ و فغان جھنکار ہے  
نا تو ان کی آہ کو بھی زرد بان و رکاوٹ ہے

کچھ عجب سامنے دلی سیری کو ہو گئے  
اتخوان سینوں کے پہونچا تو ہین نالہ تاللب

بیکر دل لیکاک یوسف لقا کو یاس محل  
کے کچھ سو دایہ بکتا ہو کہاں بازار ہے

وہی دنگو پر زری ہین ہی لکڑی کر بیان ہے  
ہجوم داغ سو سنیہ مرا شک گلستان ہے  
ہمارا دل لکڑی ہلاؤ میں کوئی طفل نادان ہے  
کوئی خندان جو باغ و دہر میں لکڑی گریان ہے  
بلورین وہ کلائی دیکھو اب شاخ مرجان ہے  
کمان لکڑی ہمیں تجرے لکڑی فارخندان ہے  
ہمارا دل ہمارے پاس کچھ دن اور ہمان ہے  
غزل میں شاہد مضمون چراغ زرد امان ہے  
دم اسکا کیونہ کہہ کے بہت تار کیندان ہے  
ہمارے تو دم و دم میں یہ مجموعہ پریشان ہے  
جسے کہتے ہیں سب محبوب وہ اک طفل نستان ہے  
ہو انا بیت کہ دست بستہ میں تیغ صفایان ہے  
ترنہ نقش قدم سو چرخہ متاب خیران ہے  
وہ محبوب ہن جنوں بھی دیکھ کر حسد گریان ہے  
ترا بیا رلفت چند ساعت اور ہمان ہے  
ہو ادراعی شہ حسن کی کا تخت سلیمان ہے  
یہ دہن تیرے دیوانی کا ہو ادوہ گریان ہے  
پٹ جاؤ گل گرمی ہمیں فصل زمستان ہے  
یہ مجموعہ وہ ہے جسکے لڑ خاطر پریشان ہے  
صدوتیا ہو خامہ آج تیرے ماتھے میدان ہے

بہار کی جنون خیر لکڑی تیرے وقت کا سامان ہے  
چمن تازہ کہلا سرائق گلگشت جانان ہے  
تیز نیک مہر مطلق ہمیں اسکو محبت میں  
کہیں گل سکر تو ہین کہیں ہر چشم تر شبنم  
کیا ہو قتل عاشق کو لہو بہتا ہے لہی سے  
ہر طرف ہوتا ہے عاشق نجیلا اتر قاتل عالم  
ہست گیلہ راہی یہ کیسے پاس جاسے گا  
لکڑی ہین صراٹ پر وہ نشین کے صنف میں ہے  
سیر زلفت ہو دل قید لفت سے بچھوئے گا  
تہا رہی لہف کے سودا کی اک دن نگ لائیک  
سکھا تو ہین سو تہنے طریق عشق بازی کے  
دیا سر جو اوس قاتل کی اپنی چشم میگون میں  
گری ہو چاندنی غش ہو کو جلوہ دیکھ کر تیرا  
بلا میں کیونہ بہا گین عاشق زلف پر ٹیرا  
وہا دو مصحف خسار وقت نزع عاشق کو  
اوٹھانکی ہوس میں قافہ پر بیان گل شیر  
جسے بروہ نوای پر پرد لوگ کہتے ہین  
یکساں میل ہو چیکے الگ لکڑی سو نہ پھیرے  
ہجوم جو دی ہو جسے دیکھیں ہار کی لکڑی  
ترنہ کرتا ہوں جبا و صاف تیغ ناز قاتل کے

صریر کلک میں نڈاز ہے صنم کے نعرے کا

## نہین میرا قلمدان یاں شہر و نغانستان

مر جائیگے ہم چہر کا انجام ہی ہے  
ہے گوشہ عزت مجھے خمر تیغ کا قاتل  
پہر جائے زمانہ جو پھرے آنکہ تمہاری  
ہر وقت پہری رہتی ہے آہن کی الفت  
اللہ رمی شرارت کہ وہ دیکر مجھے گالی  
پاسل اپنی بٹالے بھوہ بادشہ حسن  
لوگوں سے لگا کئے مجھے دیکھ کے دشمن  
پیدا ہوئے ہم تو فقط مرنے کی خاطر  
سینا نے مین دیکھا جو کوئی جا شکستہ  
دنیا سے تعلق نہیں آپہ مسو غرض ہے  
آخر کو خرابی ہے محبت میں بتوں کی

عاشق کے لی موت کا پیغام ہی ہے  
کتنے ہیں جسے وار مرابام ہی ہے  
عاشق کے لیے گردش ایام ہی ہے  
سب دل جو کتہ ہیں مرا جام ہی ہے  
پھر پوچھتا ہو مجھے کہ دشنام ہی ہے  
محبوب ہی اعزاز ہے اکرام ہی ہے  
کیون صاحبو وہ عاشق بدنام ہی ہے  
واللہ اس آغاز کا انجام ہی ہے  
ہم سمجھو ہمارا دل ناکام ہی ہے  
بھولین نہ نہیں ہو تو ہمیں کام ہی ہے  
آغاز تو جو کچھ ہو انجام ہی ہے

کس طرح مجھے وصل کی امید ہو اونسے  
اکتوہن جو یاں مرا نام ہی ہے

پلو مین جو ای یاں وہ کلفا نام نہیں ہے  
وہ درد و دل مین کہ بیان ہو نہیں سکتا  
ہنس جا بیگا یہ بلبل دل زلف رسا مین  
اچھا نہیں کہتا کوئی مجھوں ہو کہ فراد  
مین نزع مین ہوں اور ٹھہر جا یو دم بہر  
کس طرح چلے آئیں وہ عاشق کو مکان تک  
اک زلف اوہر ہو اک اوہر مصحف رو کے  
مین کہتا ہوں دل زلف تو آزاد کریں آپ  
دیتا ہو صراحی کہ مین چلو سی پیون سے  
کہتا ہوں مین ترسار کو تیرے مہر کامل

دل سینے مین ہر پر نہیں رام نہیں ہے  
یہ مین ہیں رحمت نہیں آرام نہیں ہے  
صیا و تری یاں جو گلہ ام نہیں ہے  
عاشق نہیں جو عشق مین بدنام نہیں ہے  
یہ آپکے جانے کا تو ہنگام نہیں ہے  
حکم اونچی نراکت کا تو دو گام نہیں ہے  
اس لام مین شک لا کر تو سلام نہیں ہے  
فرما تو ہیں کچھ بندہ بے دم نہیں ہے  
ساتی تری سینا نے مین کیا جام نہیں ہے  
ناقص ہی یہ تشبیہ مگر نام نہیں ہے

ہم جو جیسے جاہن کہیں یاں روا ہی



دیوانے یہ کچھ شرع کا الزام نہیں ہے

<p>فراق یا زمین مجھ کو بیت بڑھتی جاتی ہے عروج حسن ہے اور نکاح محبت بڑھتی جاتی ہے مجھے منظور ہے دم بھرنے وہ اہل ہوں کھنڈ خدا ز علم کو وہ مرتبہ بخشا ہے دنیا میں نبی کی کسطح اور انکی طبیعت میں تلوں ہے بڑا اندھیر ہے رشتہ میں ہی حسی نکاح امین غم و رنج و الم کی ہجر میں دل پر چڑھائی ہے متر و گیسو کے سودی میں نگہ میں ملن سے ہی دہن کی مح میں فکر سا بھی اندون کم ہے نباہ اسکا بہت دشوار ہے اب دیکھ لیا ہے</p>	<p>شب ہجران کو کھلتی ہے مصیبت بڑھتی جاتی ہے بہار آتی ہے جو جو میری محبت بڑھتی جاتی ہے او نہیں پروا نہیں کیا اور نفرت بڑھتی جاتی ہے جہان تک صرف ہوتی ہے یہ دست بڑھتی جاتی ہے خدا یا خیر کرنا محبت بڑھتی جاتی ہے چہا جاتا ہے خوشید اور طلت بڑھتی جاتی ہے غضب کی جا ہے اس لشکر کی کثرت بڑھتی جاتی ہے غریب کی مصیبت پر مصیبت بڑھتی جاتی ہے واقعہ یہ وہ کہ حسین کہ وقت بڑھتی جاتی ہے وہ کم کرتے ہیں اور میری محبت بڑھتی جاتی ہے</p>
---	--

دکھایا یا نس کو شوق سخن نے رنگ یہ اپنا  
خدا کی فضل سے اسکی طبیعت بڑھتی جاتی ہے

<p>موتا ہوں میں جاننا ہ جدائی کا الم ہے قاتل یہ مرے قتل میں ناخیر قسم ہے کیونکر نہ خدائی میں کروں غم و مہمات ہونا دہن تنگ کا ہے عین نہونا جہک جہک کے گلے مجھ پر ہی جو دم دنگ پیری میں جبکامین تو یہ جو ہر کیے پیدا مر جائینگے دیکھینگے جو موئے خطا رخسار پتھر لیے اطفال جہان ساتھ ہیں اور دیگا کو کوثر کے مجھے حشر میں ساعشر سب جسم کی جان ہجر صنم میں بھل آئی</p>	<p>وہ اب بھی نہ آئی مجھے غم ہی تو یہ غم ہے اک ہاتھ اور ہر ہی تجھے برو کی قسم ہے ہے ناز کی جا آج کی شب وصل صنم ہے ہستی جسے کتر ہیں کمر کی وہ عدم ہے قاتل تری تلوار آہوچہ سے غم ہے حم میری کمر کا نہیں تلوار کا غم ہے نبرہ ترے گلزار کا عشق کو کم ہے لیلی ترے دیوانی کا کیا جاہ و شتم ہے ساتی مرا فیاض ہے دریا کی کرم ہے ویدار کی حسرت ہی فقط آنکھوں میں مہم ہے</p>
--	---

داغوں کا جو مخزن ہے تو گنجینہ الفت  
دل یا بس مرے پاس نہیں ایک رقم ہے

دل غمگین تر کیا تالاب فریاد آتا ہے  
یہ ہر سوشور ہوتا ہے کہ لو جلاؤ آتا ہے  
دل بقیاب اپنا صاف بھگو یاد آتا ہے  
مری ہر شعر پر ہو کر دالنے صدا آتا ہے  
کبھی مانی خجل ہو کر کبھی بھنر آتا ہے  
اوشکا کر جو کہ برسوں عشق کی افتاد آتا ہے  
مری در پر یہ کیوں کرتا ہوا فریاد آتا ہے  
کبھی مجنون کبھی مرنے کی فریاد آتا ہے  
بڑی تیور سے میرے قتل کو جلاؤ آتا ہے  
لیے زنجیر کسکے واسطے صدا آتا ہے  
کہا مجنون نے لیلیٰ سے مرا اوستاد آتا ہے  
زرا ویکو ہمارا عاشق ناشاد آتا ہے  
یہ میری جھپٹنے کو شتر فساد آتا ہے  
گریبان چاک سوئی گلشن ایجاد آتا ہے  
ہماری خاک شو کو کرتا ہوا ابر باد آتا ہے  
گرفتاری بلبل کے لیے صیاد آتا ہے  
ہر گل کو سمجھ بلبل کہ یہ صیاد آتا ہے

شبِ فرقت مجھ کو جے ہر یو یاد آتا ہے  
سو مقتل جو وہ ترک ستم ایجاد آتا ہے  
شریتا دیکھتا ہوں میں کہیں جو منہ بھلکا  
غزل جت بھیجتا ہوں لکھ کر وصف چشم بھلکا  
نہیں نصویر کچھ سکتی مری خوشی طلعت کی  
ترک کو چھین نہ ہی ہو کرین کہاں تو قال  
وہ نالہ اس کے عاشق کو یہ فرماؤ میں گو کونسے  
ہر اک کرتا ہوں میری پیر دی صحرا کی لہنت میں  
چڑھی ہے استینا رو پہ بل تیرے کینے ہے  
نیا یہ سلسلہ کسکو ہو اکیسویں جانان کا  
اڑا تا خاک صحرا میں جو میں دیوانہ جانملا  
مجھے وہ دیکھ کر شتر میں فرماؤ میں گو کونسے  
فزون ہو جاں کا سودا شتر کا منہ کھانے سے  
عدم میں ہی و اج اکثر ہو دی کا کہ جو ہر گل  
نہیں اکیسویں کی چال چلتا ہو دھنشن کا  
مری لکڑی ہنسنا نیکو وہ رفیق نہیں پھوٹو تیرے  
گرفتاری محبت کی اسیری ہی رہی زائد ہے

کہوں کیا مجھ سے تین یا سب دیکھ گزرتی ہے  
دعائی وصل کرتا ہوں خدا ہی یاد آتا ہے

بتوں کا عشق ہوا کہ طرح خدا جانے  
جو میرے دل پہ گزرتی ہے کوئی کیا جانے  
تو کس نے کہا مانی سے بولے مری بلا جانے  
بہلا اسی میں ہر وہ بت اسی پر جانے  
قصا جو آئے تو اسکو ہی اک ادا جانے  
خدا کرے وہ مرے خون کو حنا جانے

دل بول مرا عاشقی کو کیا جانے  
نعم فراق کو میں جانوں یا خدا جانے  
جو مینے اون سے یہ پوچھا کہ وصل کب ہو گا  
خدا کرے کہ جیسے سختیوں سے دل میرا  
بشر کے واسطے اک روز فرض ہے مرنا  
کسی طرح تو مجھے سہ خر و کر و الفت

وہ باوقاف مجھے جانے کہ بیوفا جانے  
سوا مری کوئی اس غم کا کیا مزا جانے  
میں اوسکا شکر کروں وہ صدمہ کلا جانے  
یہ چاہیے کہ اسو عاریت سر جانے

نہ نہ نہیں تو دل جانے اسو شکر پر  
فراق میں ملتا ہے وصل و لبر کا  
مرے نصیبوں کی لکھ دیکھنا خوبی  
جہاں میں رہنے کا کیا اعتبار غافل

موجہ بہت حیدر ست ہون اریاس  
یہ نشہ مجھ کو ہوا کس طرح خدا جاسنے +

ہیں نفس میں سکاؤں ہر تیلیان فولادی  
اوسکا توڑی ہمارے خاک کیون باو کی  
بلبل تصویر ہوں عادت نہین فریادی  
کس قدر بے آب یہ توار ہے جلاو کی  
مجھے یہ کڑیاں نہ اوٹھینگی کہی حد کی  
باغبان میں ہو گئی خواجک صیادی  
رہتی ہے مجھ پر عنایت اندون صیادی  
رہی دل تہام کردہ منہ جب فریادی  
خاک میں ہلچائیگی یہ قد کشی شمشادی  
یکہم کس شکایت اس ستم ایجاد کی  
جان شیریں مفت ضایع ہو گئی فریادی  
حال وہ مجنون کا کیفیت یہ فریادی  
کیا کرومیں مجھ کو عادت ہو گئی فریادی  
تیکھئے اسکی مدد ہی یہ گسٹری امدادی

تو گرفتاروں پر ایسی قید ہے صیادی  
اوسکے کوچہ سواوڑا کرے گئی بیدادی  
چپ ہوں کیونکر نہ میں بیدار صیادی  
تشہ جام شہادت ہے پیاسے رہنے  
فصل گل ہی میں یہ پہنا تاہر مجھ کو بڑیاں  
جسکے دیکھا او جاڑا آشیان اسے مرا  
روز رکتا ہے نفس میں لاکے گھائی چین  
نالہ عاشق نے اتنا تو اثر پیدا کیا  
باغبان میں ہو گا خرامان جبکہ وہ سروہی  
سیاروں تہیرین کرتا ہو جانے کی مری  
شکے شیریں کی خبر بچھوڑ کر وہ مر گیا  
اوسنے کی صحرا نور دی یہ پہاڑ زمین ہا  
لاکھ ضبط نالہ کرتا ہوں مگر رکتا نہیں  
یاس پر بخ والہ ہی یا علی جلد آئیے

ہر ایک بزم سے ہر لمحہ سحر دور رہے  
کہاں رہی جو تری انجن سحر دور رہے  
ہر اریف کہ بلبل چین سحر دور رہے  
ذرا یہ مشک سحر کہد وختن سحر دور رہے  
نہ آشیانہ بلبل چین سے دور رہے

شراب خانے سے ہر لمحہ چین سحر دور رہے  
وطن میں اپنی ہی یا وطن سحر دور رہے  
نہ پاسے جاوہ تری بزم میں جو عاشق ہو  
اوہر بھی لائی کو ہے بوئی زلف یا رصبا  
تری ہی کو چوچ میں عاشق رہی تو بہتر ہے

یہ خارزار جو سیبِ ذوقِ سنِ دور رہے اسمین خیرِ بابلِ حینِ دور رہے ہزار شکر کہ رنج و محنِ دور رہے یہ کس طرح ہو کہ فرشتہ ہرنِ دور رہے مرے کریم یہ دہیا لہنِ دور رہے وہ بے خرد ہو جو اہلِ سخنِ دور رہے	نہ نکلے خطِ تری زخیر تو ہو عجیب بہار پکارتا ہے یہ فصلِ بہار میں صیاد خدا کے فضل سے عشقِ صدمہ ہوا تیرا تھکائی چشم کی شوخی بھی نہ جا سکی نہ بعدِ مرگ بھی مجھ کو کسی سے عبا وہ آدمی ہمیں بسا و فراقِ شعرِ زمین
---	--

ہنست تھے الفت کیسویں جگہ کیو یا س  
خدا کے فضل سے قیدِ سنِ دور رہے

آنکھوں میں پرا کر کے ہیں خبر کئی دن رہتی ہو بلا یہ مرے سر پر کئی دن سے ہجلی مجھ کو آتی ہے برابر کئی دن سے جگرے میں پڑا ہوا دل مضطر کئی دن سے ہو تاک میں ابرو کو شکر کئی دن سے دل کو خفاں رہتا ہو شب بہر کئی دن سے دیکھا جو ہمیں وہ رخ انور کئی دن سے رہتا ہو بیاقتہ معشر کئی دن سے رہتا ہو دل صاف مکر کئی دن سے حیران و پریشان و مکر کئی دن سے ما تم ہو مرے مرنے کا گھر کئی دن سے آنکھوں کے چمک پڑتی ہیں مانع کئی دن سے ظلمات کا جو یا ہو سکندر کئی دن سے	ہیں پیشِ نظر ابرو کو کئی دن سے ہو یاد تری زلفِ معشر کئی دن سے ہو یاد مری او سکھو مقرر کئی دن سے کہ یاد خدا ہے تو بھی ذکرِ تیون کا بے قتل کیے مجھ کو چوڑے گا وہ خبر سو دا کسی کیو کا مجھے ہو کا مقرر آنکھوں میں مری تیرہ و تار یک جہاں ہو رقص کا شوقِ آجکل دس شک بی کو دوری ہو جو اس آئندہ خسار سے مجھ کو یا درخ و کیسویں دل صاف ہو اپنا عل ہو کہ کسی عاشقِ بکس نے قضا کی نورقت ہے جو اس ساتی گلنامہ کو مجھ کو مشاق ہو دل کو چہ کیسویں صدمہ کا
---	---

ایو یا س جنوں ہے مجھ کو ترکانِ صدمہ کا  
ڈوبا ہو مرے دلیں یہ شتر کئی دن سے

قیس کی طرح کیا خلق میں نام مجھے نفقت اس دل کو کیا موردِ آلام مجھے	اول عشق نے دکھلائے یہ انجام مجھے رنج دیتا ہے وہ گل و سحر و شام مجھے
--	--

<p>عشق گیسو و صنم میں ہوا سر سام مجھے سیر گلشن میں جو ہمار گئی ناکو نکاح خیال نصل محل آئی ہو آ بار ہے یہاں نہ عشق اک قاتل عالم کا جو اور نصیب بہج متا بہر اور شک تمہر متابی دل دکھا دیتا ہے کیفیت عالم محکوم زلف کے ذکر میں یاد آئی صبا رخ کی دن جو فرقت کا ڈھلا غیر ہوا حال مرا</p>	<p>یاس شدت ہوئی سوئی سر شام مجھے چشم اعلیٰ نظر آیا محل بادام مجھے ساقیا دیوئے گل رنگ کا اک جام مجھے دوستو آگیا لو موت کا پیغام مجھے بام گردون نظر آتا ہو ترابام مجھے ملکیا بخت سے جمید کا یہ جام مجھے دہیان اس صبح کا آیا ہو سر شام مجھے لوگ کہہ لگے خورشید لب بام مجھے</p>
--	---

یاس کہنے لگا جنتون کوئی فرما کوئی  
یون کیا الفت محبوب نہ یہ نام مجھے

<p>توجہ ادنیٰ جو عشاق پر نہیں نہ سہی فراق یار میں گر چشم تر نہیں نہ سہی بڑی ہلکی شب فرقت گزر رہی جا نیکی فراق میں یہ اکیلا ہوں لگی کو بہت دہن تو باتوں سے ظاہر ہو سو لینے کو اونہوں نے پھیر دیا دل ہم اور کو دینے تھنس ہو چڑھو دیو صیا و نصل گل آئی کیسی سا تو لی صورت سو دل لگا لیشکے بکر کے مجھے چلو یا رہی کے پاس رہے عبث نظر میں عزیز و نکی میں کھلتا ہوں یہ دل تو روز فرسے لوٹتا ہے جا جا کر نصو ر لب و دندان یار رہتا ہے نسیم ہے مری تربت پر آہیں بھرنے کو ہمارا دل تو بہلتا ہے شعر گوئی سے</p>	<p>خدا کا خوف ہوں کو اگر نہیں نہ سہی ہمار کو نخل ثمرہ میں تر نہیں نہ سہی ہمارے حال کی اونکو خبر نہیں نہ سہی جو ساتھ اشک و بخت جگر نہیں نہ سہی کمر جو آپ کی پیش نظر نہیں نہ سہی یہ نذر اونکو جو نہ لفظ نہیں نہ سہی پونج ہی جائینگے تاباغ پر نہیں نہ سہی کوئی حسین جو رشک تر نہیں نہ سہی او دہر تو ہو جو مراد دل اوہ نہیں نہ سہی لحد تو ہو جو بیان میرا گھر نہیں نہ سہی جو نرم یار میں اپنا گھر نہیں نہ سہی ہمار کو پاس جو لعل و گھر نہیں نہ سہی جو دل جلانے کو شمع ہنر نہیں نہ سہی جو اس زمانہ میں قدر ہنر نہیں نہ سہی</p>
---	---

اونہیں یہاں کش عشق کینچ لایسکی

### جو میری آہ میں آریاں اتر نہیں ہی

راز کھلیا بیگا الفت کا ہی ہو جائیگی  
ہجر میں ہر دم ہماری بکسی ہو جائیگی  
تو جو آئینا تو میری زندگی ہو جائیگی  
یہ جگہ وہ ہر کہ نیکون میں ہی ہو جائیگی  
چاک گلشن میں ہر اک گل کی کلی ہو جائیگی  
جو خفی ہو بات وہ اک دن جلی ہو جائیگی  
یا دوبرسو طبیعت کو خوشی ہو جائیگی  
وہ نگہ پھر گیا محبو بخود ہی ہو جائیگی  
بچ ہو گا غیر تو میری خوشی ہو جائیگی  
دیکھنا یہ شاخ ہی اک دن ہری ہو جائیگی  
رفتہ رفتہ دختر زری ہی ہو جائیگی  
زلزلہ اگر کھری جان میں پہنچ جائیگی  
ہجر میں داغ جگر سے دل ہی ہو جائیگی  
راہن میری مقدر کی بدی ہو جائیگی  
برگ گل بلب کی گردن پر ہی ہو جائیگی

یاس مگر تو آؤ گی دل لگی ہو جائیگی  
حسرتوں کا ذکر ہو گا دلگی ہو جائیگی  
اے میسما شربت دیدار ہی میری دوا  
عشق میں ناصح ہی اعطای کر نیے دہنی  
نوکر اگر آجائیں تیری قباوتنگ کا  
وصل میں عاشق پہ بھی کھلیا سگار زنگ  
ہچکیان آئیں جو فرتین سنبھلیا سگار دل  
مہربان ہو یا تو قابو میں ہو دل ہی مرا  
آپم ہر کو چلے آئیں اگر کیا بات ہو  
خشکی زاہد ہی سٹھائے گی آئند و بہار  
شکشتوں مے اتو شیشے میں تارا ہو اسے  
یار کے جوڑے دوستہ ہیں کالم کے دل  
وقت بد میں چاہیے ہمارے کوئی شریک  
میرے گہرا کو او سکا غم ہی ہو گا اگر  
دیکھنا صبا و خون اسکا دکھائیگا بہار

### مہربان ہیں وہ اگر کہنا نہ اسکا اعتبار

### یاس یہ بھی چار دن کی چاندنی جواگی

اس آئینے نے یار کی تصویر دکھائی  
سودائیوں کے قید کی تدبیر دکھائی  
سر جھک گیا قاتل نے جو شمشیر دکھائی  
وحشت نے مری گردن تقدیر دکھائی  
ہر روز نئی اک مجھے تصویر دکھائی  
بہلے نے یہ رنگینی تصویر دکھائی  
دیتا نہیں کیا اسے فلک پر دکھائی

دل نے نچ محبوب کی تصویر دکھائی  
اون کیوں کے عشق نے زنجیر دکھائی  
کہتے ہیں رضا جوئی اسے عشق ہی ہے  
سودے نے ہٹنے نہ یا ایک جگہ پر ہے  
پاتا ہوں تصویر میں ہی ہندو کا منگ  
گل بوٹے مضامین کو جو شعر و مین رکھے  
پامال جوانوں کو جو کو کرتا ہے ظالم

پہلے وہ کسی اور ہی کا سمجھا تھا قاصد  
دل لگایا پہلے کسی مہر کی گلی میں  
بے نامہ و بیغام وہ خود آج چلو آئے  
کب وصل میں سونیا ہوں آجے میں جاؤں

آزاد وہ ہوا جب مری تحسیر کمائی  
پھر آنکھ نے اک نور کی تصویر کمائی  
کہ وہ لکی کشش نے مجھے تاثیر دکھائی  
کیون آنکھ مجھے ای خاک پر دکھائی

جملت میں لکھو خد جو اشعار یہ تو نے  
ای یاس مگر نقوی تحسیر دکھائی

یاس یہ آزار الفت کی نشانی رہی  
وہ لکھنا ہونگے تواضع طاقت و صبر قرار  
عاشقوں کو خوب ترسایا نہ دکھایا جال  
صورت تصویر ہوں خاموش گویا بی نہیں  
کہو چکے عشق تباہ میں طاقت تباہ توں  
نکے جو ہر خون لپٹا دہن شیر میں  
باغبان زہر پھول توڑی جو لیاں بہر کو جب  
آنسو و نکاح تار بند ہو سڑا سوداؤ زلف  
وصل میں بھی ہر گز ہی رہتا ہو دھڑکا ہوا  
ساقیا یہ کیا چپکے کچ لوگ کچھ سرمہ میں  
دیکھو سہی کو کبھی آجائے شاید وہ سیح  
گھٹو گھٹے عشق کے آزار میں مر جائیگے  
ہجر کا سامان ہوا تھا پر خدا نے خیر کی

جسم سے میرے لٹکارتا تو انی رہی  
چند دن و لین جو غم کی سیما رہی  
کچھ دنوں کی تری ہی تری اتنی رہی  
میرے حصے کی جان میں بڑبانی رہی  
اب ہمارے پاس کہنے کو جوانی رہی  
پاس قاتل کے ہماری یہ نشانی رہی  
کیا پھر کہ کر غنایب بوستانی رہی  
دل تو خالی ہو گیا سرن گرائی رہی  
نیکے غم و لین ہمارے تباہ دانی رہی  
آکے دور میں شراب ازغوانی رہی  
اس ہر دے پر ہماری زندگانی رہی  
چند دن کی اب ہماری زندگانی رہی  
آتے آتے یہ بلائے ناگہانی رہی

کامیونکے تار بند ہجائے ہیں کل کی تار  
یاس مشقون کی اب یہ خوشبائی نہی

کچھ بہن بہاؤ عشق میں کچھ مر کے گز گئے  
کیا تفرقے یہ ای خاک سپرد گئے  
وہ بخود می سے باغین لپٹا جو سرو سے  
شاید خیال غیر کا بھڑکا گیا اوسے

آباد کتنے گھر ہوئے کتنے اوڑھ گئے  
وہ ہم سے روٹھ ہوئے ہم اوس کو بڑھ گئے  
ہم دیکھ کر یہ حال حجالت سے گز گئے  
خلوت میں ہی جو یار کے تیور بگڑ گئے

خوشنقد نظر ٹراچو کوئی اور اگر گئے  
 سہم و نسو دل لگا کو مصیبت میں پڑ گئے  
 جتنا بنایا انکو یہ اوستے بگڑ گئے  
 فصل خزان کو آتھی گلشن او جڑ گئے  
 فرمائشوں میں یار کی ہم تو او دھڑ گئے  
 ہم سے نصیب ہی تو ہمارے بگڑ گئے  
 کو جو میں تیرا یار کیاں کتنے رگڑ گئے  
 تقدیر کا تھیل کہ جو یہ بیخ پڑ گئے  
 اس معرکے سے پاؤں عدو کو آکر گئے  
 تم کہ زرا ہی بات پہ ہم سے بگڑ گئے  
 دنیا ہوئی اوجاڑ جو دو پہول جڑ گئے

ٹہرے سرق کے ہو گئے عقل سارو سر  
 روزاں نہ ایک سوچ ہو چٹیا عشق میں  
 کچھ نیک و بد کو حضرت دل سناتی نہیں  
 مڑ جاتی پہول نوچر گئے بلبلوں کے پر  
 دل بھی دیا جگر بھی بس اک جان رہی  
 کچھ اندون حضور سی تنہا نہیں جھٹکا  
 اک سخت جان بہن تھو کہ زندہ ہیں آج تک  
 ہم اپنے دکھ کو آپ پہنساتے نہ زلف میں  
 ثابت قدم ہمیں رہی میدا عشق میں  
 و کیا وہ بہن کہ ظلم تھارو اوٹھاتے ہیں  
 بلبل کے حق میں تھری بیاوی حسین

وہ منہ چڑھا رہی ہیں تو میں کہہ رہا ہوں یاں  
 افسوس کیسی لوگوں کے چہرے بگڑ گئے

جسم و جان میں فرق کر دیگی بدائی اپنی  
 ہجر کے صدیوں کو مارا سہ دو ہائی آج  
 بل نہیں ابرو پر اللہ کی صفائی آج  
 کیا بہلی معلوم ہوتی ہے کلائی آپ کی  
 خون ہر اپکان ہر انگشت خانی آپ کی  
 حضرت دل کیوں سی تھی سہ سائی آپ کی  
 اہو صنم اب ہو گئی ساری خدائی آپ کی  
 دیکھئے بے کل ہو جائے کلائی آپ کی  
 چادر مٹا ہے گویا دولائی آپ کی  
 دیکھتا ہوں ہر جگہ قدرت نہائی آپ کی  
 دل نے مجھ کو یہ خبر ساری سنائی آپ کی  
 یاد آئی صاف وہ رنگت طلائی آپ کی

موت کا پیغام ہو چکا ڈرائی آپ کی  
 کیجئے سامان فصلت کیجئے جلدی جب  
 بے گنہ مارا مجھے اور پھر نہیں پروا زرا  
 چڑیوں کے ساتھ بہنی ہیں جڑا و پڑیاں  
 ہر اشارہ میں دراز عاشقوں کے ولین تیر  
 رگہ زلفوں میں پسند کی نہ پہلو میں جاہ  
 دیکھئے دنیا میں جسکو آپکا عاشق وہ ہے  
 پائیچے ہاتھ میں لیکر یوں یہ چلیں ناز ہے  
 فردیاں خود کا دانی کی بی بین اسے  
 حسین میں اک نیا جلوہ نظر آیا مجھے  
 اچلی شب غیر کے پہلو میں بیشک آپ تھے  
 آفتاب شہر کو دیکھا جو سینے حشر میں



عاشقوں کو قتل کر کے مجھے قاتل بنے کہا  
آپ کو پہلے پہل دیکھا کیا دل پسند  
سید ہر ہو جائیگے عاشق دیکھ کر جی نظر

دیکھو ہی اوس سین کو کیوں خود رقص ہو رہا  
یاس کو اب کہاں ہو پارسانی آگئی

اگر ہی رہو کو تیرے پیشہ دل چاہیے  
صبح سے تا شام سیر رقص سہل چاہیے  
تیرے ابرو کے سر پہ مج کو زخمی کر دیا  
آستخان قاتل کر کے رکھ دینگے زہر تیغ سے  
ملگن ہیں جب دونوں ملگن ہیں تم کیا طوائف  
زندگی سے ہاتھ دھو کر ہر کسی سے نفرت  
سیکڑوں معشوقوں کے ہونے لپٹے داغ اور شکاہ  
ساتھ نعلین قیس کے دیو انگار عشق ہو  
جوشش سودا سرقن میں اونٹنا ہر ایلو  
میرے دلیں ہو تصور صحت رخسار سے  
ہم کرینگے آہ وہ دور گئے دل پکڑ کر ہو گئے

یا علی کہ یاس جب کوئی مہر درخشاں ہو  
نام حضرت کا زبان پر وقت بیکار ہو جائیگی

یاس کو جب شربت عصیانہ وقت آگئی  
دلین الفت کا فراہیں طبیعت آگئی  
عشق چشم شکر لکین سے جب ہو کر زار و حریف  
عشق میں صد قہر میں پایا ہر الم ہر ہرجا ہو  
کر دیا پاؤں زہر کے کی طرح اوس فوج نے  
ملے دلیں ہمارے کیسی ہی رنجش ہوئی  
شر میں جسم وہ خوش قیامت خراہوں گیا

عیب پوشی کے لیے خالق کی رحمت آگئی  
سامنے جدوت کوئی آجی صورت آگئی  
بوسہ سیب و قن سے دلین طاقت آگئی  
آگیا جب دل کسی پر اک قیامت آگئی  
پاؤں کے نچر اگر عاشق کی تربت آگئی  
جب کلمے سے آوازہ پیٹے محبت آگئی  
عاشقوں پر اک قیامت میں قیامت آگئی

ہوئے وہ بجا کر مینے بوسہ رخ جب لیا  
 بے بلا کو میرے گمروہ بادشاہ حسن آئے  
 ویکٹر لرلٹ پریشان ہکو سودا ہو گیا  
 مرد جوہن اک درر اسی بات ہوا کو بہت  
 لیلی و مجنون کی تصویرین ہین کینین ست  
 ہو گیا تصویر کہ یہ مین فراق یار سے  
 ساری دنیا ہو گئی ویران ہمارو سائے  
 ہجر مین دلکا ترنیا ہمہ تہا گویا غدا  
 خون تیرا لکھے قاتل نے کہا ہر ایک سے  
 پہلے تو رو مری بت پہ چپ ہو گئے  
 گھر سے جب اسکو نکالا گردش افلاک نے  
 دفن کر کے جب مجھو احباب سب جانے لگے

استدر رتسا نیان کچر تیر می شامت آگئی  
 یہ مثل سج ہو گئی اہر بیٹے دولت آگئی  
 آنکہ ملتو ہی کسی سہو دلدین قحشت آگئی  
 غیر سے وہ ہنسک بول ہکو غیرت آگئی  
 یاد ہکو اونکی صورت ابی سیرت آگئی  
 جسے دیکھی میری صورت اوکو قوت آگئی  
 یاد او رشک پر می جب تیر صحت آگئی  
 ایسے صفتوں سے چٹو مرنے سورت آگئی  
 خوب میرو ماتھے مین ہندی کی لکت آگئی  
 یاد او نکو اپن عاشق کی وصیت آگئی  
 ساتھ دیکو تری خوشی کا غربت آگئی  
 یاسانی قبر کی کرنے کو حسرت آگئی

جوٹ سج کے یار جو کرنے لگا مجھے گلے  
 یاس تیر پھر میری زبان پر ہی شکایت آگئی

یہ چاہیے تھا بسک یہاں سو ہم گذر کرتے  
 جو کچھ دنون ہی توجہ یہ بت اوہر کرتے  
 ٹپ ٹپ کے ضرور آپ ہی بسر کرتے  
 یقین تھا کہ جنیم بھی سر و ہو جاتا  
 کوئی کسکا برے وقت مین سرکینین  
 اوٹھ آئے نرم سوئکر رقیب کی تہین  
 یقین ہو کہ عدم کا نشان مل جاتا  
 شرط بال سے باریک ہے یہ سنتے ہین

مثال ہو کر گل اس باغ سے سفر کرتے  
 تو اوتنی عمر تعیش مین ہم بسر کرتے  
 ہمارے ناکہ دلکش جو کچھ اثر کرتے  
 ہم اشک شرم سو دامن جو اپنا تر کرتے  
 پڑی تھی نالون کو کیا جو اوہین خبر کرتے  
 تمہاری خیر نہ تھی اہین ہم خوشہ کرتے  
 جو لوگ میرے تن زار پر نظر کرتے  
 پڑی تھی کیا ہین جو الفت کر کرتے

وہ رشک بدر کسی شب اگر ہیاں آتا  
 تو منہ ہی دیکھے اے یاس ہم سحر کرتے

ہوا تھا خلق یہ کونین کی بنیاد سے پہلے

بنانور محمد عالم ایجاب د سے پہلے

خوار ہو تھے ہم اپنی دل ناسا دہو پہلے  
یہی کہتے تھے ہم اپنی دل ناسا دہو پہلے  
مری موت آنی استقبال کو جلا دہو پہلے  
مرا سر کاٹ لے تو خنجر فولاد دہو پہلے  
اثر پھر میں یہاں پیدا ہوا فریاد دہو پہلے  
مری گھڑی تھی اس تاک میں صیاد دہو پہلے  
کوئی پوچھو تو اتنا بلبل ناسا دہو پہلے  
تو نکی یاد ہوتی ہو خدا کی یاد دہو پہلے  
گری تھے چاہ میں یوسف مری افتاد دہو پہلے  
گھر کو اب پیریاں وہری کو خدا دہو پہلے  
کیسے لطف و کرم کیوں اسے تو پیدا دہو پہلے  
سر اپنا پوڑنا شیریں کو تہا فرما دہو پہلے  
مرا تھا خود وہ ملتا عاشق ناسا دہو پہلے  
لیٹتا ہوں جا کر باغ میں شمشاد سے پہلے  
ہمیں آنے لگی بچکی کسی کی یاد دہو پہلے

اوجھتی تھی طبیعت ہجر میں فریاد دہو پہلے  
نہ ان جہازوں میں پڑ باز محبت حنیف  
خبر پائی جو انہر قتل کی دہشت سودم غلا  
وہ عاشق ہو نہیں قاتل امتحان کا نام لہنا  
کیا تھا قصد ناز کا کہ وہ بت خود چلا آیا  
گرتا رہی جو محبت میں بنو تی کیوں میں پہنچاتا  
محبت میں گلوں کی گریہ و شیون سے کیا پایا  
مجازی حقیقت تک پہنچ جا رہی ہر گز کو  
بلا میں پڑو ہر مشوق ہی ماندا عاشق کے  
جنون ہو گا مجھ پر آمد فضل بہاری ہو  
اوٹھائیں ظلم کیا عاشق تو راحت کو گزرتا  
یہ تھا لطف محبت عشق صادق کو یہی تھے  
رہا کیا لطف جب ہم یار کو جا کر مٹا لائے  
لو کہیں میں غضب اس قدر کی شوخ تہین  
ہمارا ذکر وہاں ہو نہ کو ہر دیدی خبر دلنے

سر اپنا لکھ کے غزلوں میں لکھایا اہل محفل کو  
تری تصویر لکھی یاس نے ہزار دہو پہلے

بنی چراغ محمد یاس بی کسی اپنی  
جگر تر تپتا ہے ہوتی ہر دل لگی اپنی  
کر گیا خود دل گم گشتہ رہبری اپنی  
لگی ہوتی ہے جہاں میں رواروی اپنی  
خواص ہو پکارا کرتی ہو روشنی اپنی  
گلے پہ پھیر دے قاتل ابھی چہری اپنی  
کر لگی وصل میں مست او کو خودی اپنی  
کہو کہ بچکے باقی تھی زندگی اپنی

رفیق ہو کے رہی بعد مرگ بھی اپنی  
نئی طرح تری فرقت میں جی بہلتا ہو  
طریق معرفت یار کوئی کیا جانے  
جو آج رہ گئے کل جاینگے عدم کی طرف  
جگر کے داغ جو چکے ہمیں عرق آیا  
دکھا کے ابرو خدا ریا ڈرتا ہے  
گلے سے آپ وہ پہنچے ہم جو چھڑینگے  
ہم اپنی مری چکے تھے فراق دلبر میں

ہمارے چاہنے سے اور بھی ہوئے مائل  
وہ گھر پر آگئے اتنا اثر بھی کافی ہے  
نہ وصل یار ہوا ہجر ہی میں غسری  
اسی طریق پہ تھے قیس و اہق و فراد  
ہم اپنی بات کر نیلے جو صند پر آئینکے  
سحر کے ہوتے ہی یہ وصل میں تڑپا ہوا  
شراب پی چلکا بے سیکہ دے سو جاتے ہیں  
سر پہ کیے نالوۃ کینچیں تو آئین وہ کیونکر  
وہ غم نصیب ہیں ہشتے ہی ہم لہو روئے  
لگائے دل جو تھی سے یہی ہر او کی سزا

اونہیں بنا گئی معشوق عاشقی اپنی  
یہی تڑپنے سے دل کو مراد تھی اپنی  
ہوئی نہ چار گھڑی ہی کہی خوشی اپنی  
یہ راہ عشق میں کرتے تو پیروی اپنی  
وہ کیا دکھائیںکے ہم کو ہا بھی اپنی  
سمجھتے ہیں دل بیتاب کو گھڑی اپنی  
سلام مستون کو ساقی کو بندلی اپنی  
اثر کرین جو نہ آہن تو ہے کمی اپنی  
دہان زخم کے مانند ہے نہیں اپنی  
یہ شور کرتی ہے تربت پہ بکسی اپنی

خدا کا شکر ہو اس کی اس وہ ہر دم قائل  
ہرک سو کرتے ہیں نیکی تری بدی اپنی

یاد سب کیفیت و در شباب آجائیلی  
چوم لو گنا خط شبگون کو قسم قرآن کی  
میں یہ سمجھو گنا کہ جلتا ہو دل فرقت زود  
تیغ ابرو سے نہ ہرگز قتل ہونے پائینکے  
یاد آجائیلی میری خود بلالیکا مجھے  
پانی پانی شرم سے ہو جائے گا ابر بہار  
ہو یقین کی شیخ تو کچھ اور بھی لایکا رنگ  
دیکھنا زلفونکے پھندے میں تو پڑ جائیگا  
ملکے گیسو و منبر سے اگر آئی صبا  
میری چشم اشک افشان ڈولیا بند خراج  
سمجھینگے عاشق کہ دکھیا آفتاب حشر کو  
ہم یہ سمجھینگے کہ پیشو وین تری ہر پری  
دل جو تڑپ گیا خیال یار تڑپا لے گا اور

سائے جب عہد پیری میں سرگ جاگی  
سامنہ صوبت اوس رکھی کتاب جاگی  
وقت مونس کی اگر بوسے کتاب جاگی  
عاشقان زار کو آڑے نقاب آجائیلی  
کوئی ہچکلی یار کو گرد وقت خواب آجائیلی  
جوش پر جہدم مری چشم پر آب آجائیلی  
ریش پر تیری جو سرخی خضاب آجائیلی  
تیری شامت اودل خانہ خراب آجائیلی  
تیرے سودا کی کو بوی مشکنا آجائیلی  
سب سے می دولت زمین میں اس کا جاگی  
سامنہ جب وہ جہنم پر عتاب آجائیلی  
سامنے صوبت بوتل میں شراب آجائیلی  
خاک تسکین مجھ کو وقت اضطراب آجائیلی

سرخ و کرتے بین شو تو نکو عاشق مر کہی میر و خون سو خنجر قاتل پر آب آجائیگی

بسم خاکی پر مر کے کیا قبر میں ہو گا فشار  
جب مدد کو یاس روح بو تر آب آجائیگی

وحشت الفت گیسو ورسا کیا کم تھی  
شبتین وصل کی کیون یار سے کرتا جا کر  
انے دیوانے کو زنجیر عبت پہنائی  
چاندنی کی مین شب وصل ہو س کیا کرتا  
باد پیر جو سوار آتے ہیں سو مزار  
قتل میں میرے ہونا زہی اگر جو شریک  
بیچ میں آ کے نسیم اور در انداز ہوتی  
چشم فغان میں جو قاتل نے دیا کوسر  
روح کو واسطے کیون آپ نے خنجر کہینیا  
کیلیو جبرین میں سیر حین کو جاتا  
وصل کا اک ادب عشق ہی مانع نہ ہوا  
ساقیا مے کے جو دو جام بلائے مجھ کو  
کوچہ یار میں لائی کشش عشق مجھے  
ست پہلو ہی سوہین موی ہو س کیا بھون  
کیون بہری آ کے مر و سر میں ہوا سو کی

تیرے دیوانہ کو یہ تازہ بلا کیا کم تھی  
کہینچ لانے کو مری آہ رسا کیا کم تھی  
قید کرنے کو تیری زلفت دو کیا کم تھی  
تیری تنویر رخ اسے ماہ لقا کیا کم تھی  
خاک عاشق کی اوڑا کو ہوا کیا کم تھی  
ایک قتال جان اونکی ادا کیا کم تھی  
رنگ بلب کے اوڑا کو صبا کیا کم تھی  
خون عاشق کے بہانے کو خاک کیا کم تھی  
قتل عاشق کے لیے تیغ ادا کیا کم تھی  
وانعماے دل شیدا کی فضا کیا کم تھی  
باز اس امر سے کہنے کو حیا کیا کم تھی  
ایک تیری نگہ ہوش زبا کیا کم تھی  
در نہ عالم میں مری رہنے کو جا کیا کم تھی  
نشہ کو آمد ساقی کی ہوا کیا کم تھی  
چاک ہونے کو فقط گل کی قبا کیا کم تھی

ابنی رحمت سے گنہ یاس کو نشہ شایے  
عدل کرتا تو اگر ایک خطا کیا کم تھی

برم میں ہم جو بھری اونکی نظر دیکھینگے  
یاون اپنا رہ الفت میں ہی دہر دیکھینگے  
ہونگے دو چار کو دل تیر نظر سے زخمی  
آپ کے دلیں نہ پائینگے اگر اپنی جگہ  
تن پر دناغ ہمارا انہیں یاد آئے گا  
انے نالوں کا پھر اس وقت اثر دیکھینگے  
زندگی ہو تو ہم ایسا وہ پہر دیکھینگے  
وہ جو ہر بار ادھر اور ادھر دیکھینگے  
پھر شکایت نہونم ہی کوئی گھر دیکھینگے  
کوئی پھولا جو وہ گلشن میں شجر دیکھینگے

قمر ڈھانگیلے یہ دزدیدہ نگاہیں اونکی  
 آبرو خاک میں بلجائے گی اور بہار  
 صاف جانینگے کہ ہر مال کسی مسک کا  
 جو ہر سوہوم وہ اور و نکو ہی کو دیتا ہر  
 ہم کہی کوچہ الفت میں نہ لینے قدم  
 اولے ہم وصل کے اس وقت چلاؤنگو  
 چونک اوتھو ہیں آہو کس کو ان ہو کونو  
 نقص مجھیں جو کوئی ہو تو یہ ہوا کا کمال  
 سکھ و غنہ نذر کریں گے بڑ بکر  
 راہ پر بھول وہ وہ قبر کی سونی منزل  
 اب زمانے کا یہ رنگ عیاذاً یا اللہ  
 داغ پر داغ پڑینگے دل عہدہ میں  
 اپنے سینے سے لگا لینے وہ سر کا تھری  
 ضعف بڑ بکر ہیں ان دوسری سب کا مطلب  
 یاد آجائے فرقت کی شبون کا رونا  
 جانینگے سینہ پر داغ کسی عاشق کا  
 ہو تمہارے لب رنگین سے محبت جھو  
 نظر آئے گا بتوں میں بھی خدا کا جلوہ  
 ہم یہ جانینگے کہ دونوں رہیں سبیل  
 سرنگین ہیں وہ مری جھلکی گستاخی سے  
 شہر کے دن کوئی دیکھے کہ نہ دیکھے تھکو

دل چرا لینگے چودہ ایک نظر دیکھینگے  
 جوش تیرا جو مرے دیدہ تر دیکھینگے  
 ہم کسی غنچہ کی منٹھی میں جو زرد دیکھینگے  
 ہوش گم ہونگے جو اوس کلکی کمر دیکھینگے  
 کچھ ہی اس آہ میں لرزخون و خطر دیکھینگے  
 اپنی آہوں میں اگر کچھ بھی اثر دیکھینگے  
 گریبان تیری ہم امی باد سحر دیکھینگے  
 پھول جانینگے اگر داغ جسک دیکھینگے  
 تیری آہ جو ہم اسے رشک تر دیکھینگے  
 الحمد رہم یہ قیامت کا سفر دیکھینگے  
 سب شائیں کہ جسے اہل ہنر دیکھینگے  
 جب تری شکل ہم اور رشک تر دیکھینگے  
 ایلک ہم یہ محبت کا شہر دیکھینگے  
 یاد ہیں دیکھیں گے ہم یا تو کمر دیکھیں گے  
 تجھے گریبان جو ہم اس شمع سحر دیکھینگے  
 ہم یہ نخت جو دنیا میں سپر دیکھینگے  
 وہ نہ ہوئے سو ہی برگ گل تر دیکھینگے  
 ہر جگہ عشق حقیقی کا اثر دیکھیں گے  
 جب تر تپتے ہوئے دل اور جگر دیکھینگے  
 چار آنکھیں نہ کرینگے نہ اوہر دیکھینگے  
 ہم نہیں ماننے کے ایک نظر دیکھینگے

قتل ہوئے کاہیں شوق بڑا ہے ایسا  
 یا اس جب دیکھیں گے ہم اونکی کردیکھینگے

اور جو رستم اوس شوخی عادت ٹھری  
 میری ہنکی نہ سحر تک شب فرقت ٹھری

کیا نہو طبع مری خوگر راحت ٹھری  
 یا محبوب کوئی جان کی آفت ٹھری

منہ لگانے سے رقیبوں کے معلوم ہوا  
 اثر جذب محبت سے چلے آئے جو وہ  
 حبکو دیکھو وہ ہوس پی من ہوا جاتا ہوا  
 حشر کے دن کہین دیکھینگے تمہارا دیدار  
 مجھے دل لے لیا گھر اپنے بلا کر اوسنے  
 ہزار کا یہ اشارا ہے کہ دوسے دو حبکو  
 قیدی زلف رما کر تاسے فصل گل تک  
 غش غش آتے رہ صد دوری ہو مجھے  
 آمد و شد کا نہ ٹھرا کوئی مانع جب اور  
 کہی نا لڑکھینے کہی وصلت کی دعا  
 حور آئی ہے جناب سے یہی سمجھا عشق  
 وہ مرے پاس سو جائینگے تو پہر جان کہاں  
 مر گیا ہجر میں مین لی نہ خبر ظالم نے  
 وصل میں مجھے لپٹ کر وہ یہ فرماؤ لگے  
 جب خرامان وہ ہوا حشر بپا ہونے لگا  
 آنکہ اگر بند ہوئی خواب میں بھی رو یا  
 حشر کے دن مری آنکھوں سے نکل آنا تو  
 دیکھے وہ اک نظر لطف کو ہم نذر کرین  
 جیتے جی چین نہ آیا مجھو فرقت میں کہی  
 جب تصور کیا آغوش میں پایا اور حبکو  
 سچ ہے سب بہا گئے ہیں پاس سے دیو نیلے  
 جب خیال آتا ہے تجھ کو میں ہیں یا تہوں  
 وصل محبوب میں کام آگئی تبتانی دل

اب انہیں نہ نظر مری اذیت ٹھری  
 اور تو کیا ہے یہ عاشق کی کمرست ٹھری  
 اونکا دیدار نہ ٹھرا کوئی دولت ٹھری  
 قبر کی رات نہ ٹھری شب فرقت ٹھری  
 حبکو سمجھا تھا میں عیوت وہ اوت ٹھری  
 جان ٹھری نہ مری اونکی ہانت ٹھری  
 دل وحشی کی اسیری کی یہ مدت ٹھری  
 وہ گلے آکے جو لیٹے تو طبیعت ٹھری  
 ضعف ٹھرا مرا اوس گلگی نزاکت ٹھری  
 نہ زبان میری سحر تک شب فرقت ٹھری  
 آکے جب اونکی سواری سرتربت ٹھری  
 وصل کی صبح جان سے مری رحمت ٹھری  
 تیغ حلا دموی یار کی غفلت ٹھری  
 اب تو سکین ہوئی دل کو طبیعت ٹھری  
 یار کی ناز کی رفتار قیامت ٹھری  
 الفت چشم میں اک بل بھی نہ رقت ٹھری  
 تجھ بخشش مری اور اشک مذمت ٹھری  
 یار سے دلکی ہاری ہی قیمت ٹھری  
 دم مرا تن سے جو نکلا تو طبیعت ٹھری  
 ہجر میں بھی یہ ملاقات کی صورت ٹھری  
 دل وحشی میں نہ میری کوئی حسرت ٹھری  
 دل مرا کاہتے کو ٹھرا تری خلوت ٹھری  
 کوئی دم بھی نہ نکلتی ہوئی حسرت ٹھری

شکوہ یار و نکاحی کا اور یاس نہیں کہیں دفن  
 بکیسی بھی تو نہ آکر سرتربت ٹھری +

## محسن غزل و سدا کل جناب شیخ امام بخش نانہ مہرم

اوس گلی کے آگے تنجائے برہمن چوڑو کے      بالیقین ہوسے بجلی گاہ آہن چوڑو دے  
سکھن اپنا فائستہ بلبل نشین چوڑو دے      کوئی جانان دیکھہ پاؤ گل تو گلشن چوڑو دے

نکست گل بھی صبا کا بلکہ دہن چوڑو دے      کس طرح سسر کا پاتری تیغ فگن چوڑو دے  
ہاتھ میر کس طرح قائل کا دہن چوڑو دے      دوست سے ملنا عبث کیونکہ شکل دشمن چوڑو دے

جو کہ ہوا ہنر کا کس طرح آہن چوڑو دے      دلربائی کی جو لہر لے تجھو اسے بحر حسن  
آشنائی کی جو لہر لے تجھو اسے بحر حسن      نود نہائی کی جو لہر لے تجھو اسے بحر حسن

صاف گنگا کی پرستش ہر برہمن چوڑو دے      کچھ نہیں پروا کو مال دولت عالم نہیں  
کرتے ہیں خواہ ان نقد جابھی کب نہیں      یادگار دسکا بلی میں شک پر سیر کم نہیں

پڑنشان کی جو جھلا ہر سورہن چوڑو دے      دیان تر ہو ہن تجھو زلف پریشانے عبث  
واع تو کہتا ہو عشق رو جو ہا نا کے عبث      پیش چشم اندہ سیر ہن گردن گردانے عبث

بس مل نادان خیال دی روشن چوڑو دے      مہ تو لسی کشمکش میں ہن کرب خوف خدا  
اسیچے فیدہ ہی پر توجہ کی نظر کر تو زرا      طائر روح اس نفس سے جلد چھٹ جائے مرا

کر کے بسل مہکوا اب اوی صید فگن چوڑو دے      دقتا ہو جاوے سب گشن او ہی بیت الحزن  
ہو بجا تو مصیفر کی ابھی سب نہیں      خار ہو جائیں نظریں کیا سمن کیا نثرن

ہو یقین کی باعبان شیخ نشین چوڑو دے      پاس جو اسکے صراحی اور ساغر دیکھلے  
اوراوترے تعلق سے صبا کی عمر دیکھلے      اک قیامت جان پر ہو موت ابھی گھر دیکھلے  
گردن ایسی دس تہیکش کی ہو گر دیکھلے      ہاتھ سے ساقی ابھی شیشی کی گردن چوڑو دے



کونسی عقل کو چکر کوئی گردش میں ہے	کونسی شل پاتو شل سر کوئی گردش میں ہے
شکوہ کوشش میں کوئی دن بھر کوئی گردش میں ہے	رشتہ طول امل سو ہر کوئی گردش میں ہے
یاسے آسائش اگر رشتہ کو سوزن چوڑے	
کب ہ ہوز اور دھیسے بجانوں سے جوڑے	کام تیر دھیسے نہ نکلے ان کمانوں سے جوڑے
نامور سچا مین دھیسے نہ نشانوں سے جوڑے	ہیلو نوٹسے نہو ہم ناتو انوں سے جوڑے
عشق کا وہ معرکہ ہر جی تھمن چوڑے	
کیونکر و سکی زنگی کہو نیچا جائے نہ پیار	صاف نہ دکھلائی ہن زیر کس کے عینوں کی ہا
اونچی پہنچی ہی نہیں نظر میں کوئی نہرار	اوس جی کی شرتگین نکمین ہن کیونکر ہون
دیکھ کر محکوم نہ کیوں کیونکر کی چلن چوڑے	
زنگ دکھلائی ہن کیا کیا گنبد و دار نے	کیا تیا ہے کسی کے عشق کے آزار نے
تنگ کر کہا ہے مجھ کو اس دل بیا رنے	اندھوں چوڑا امر کی کمر کا جو انیا رنے
تو ہی امی روح روان خانہ تن چوڑے	
کب ہستی و بندہ کی کا سے خوف و خطر	قصہ رکتا ہر فلک کا یہ ہی مانند نظر
رہتا بازی آگنی حصے میں اسکے سرسبر	ہو گیا اوس وقامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بھلا کیا اوس کا تو سن چوڑے	
ہے روانی میں ہماری شکباری کا اثر	بیقراری میں ہو دلی بقیہ لری کا اثر
چال میں گلگون کی ہے باوہاری کا اثر	ہو گیا اوس سر وقامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بھلا کیا اوس کا تو سن چوڑے	
چوہر کی بات ہو کب مانتے ہن عقلمند	ہی بہت نازک کہین لگو نہ پہونچ کر کچہ گزند
گنڈے یون رہنا نہ اسکا آئے گا مجھ کو پسند	ہی سے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کونسی تو دلی نظر باری کو روزن چوڑے	
کیون انہیں کرنا ہو تو ای بے ہنر جراح بند	رہ نہیں سکتی ہن دم بہر ایسے در جراح بند
زخہ پڑ جائیگا یہ ہونے اگر جراح بند	ہیرے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کونسی تو دلی نظر باری کو روزن چوڑے	
دوستی کا پہلے مجھ وحشی کی دم بہر نے لگا	دیکھ کر انداز وحشت پردہ کچھ ڈرنے لگا

منتین کر کے سر کو پاؤں پر دھرنے لگا	جب میں چاکل پو گیا بکلی طرح کرنے لگا
تیس چلا یا مرے صحر اکا دامن چوڑ دے	
کب سلیقہ ظلم کا ہر چرخ میں کار کو	اک غریب آزادی آئی اس غریب آزار کو
دیکھنا اس انقلاب عالم عتدار کو	رحم آئے غیر کو لیکن نہ آئے یار کو
دوست محبو قتل کر ڈالو جو دشمن چوڑ دے	
یاس ز سوز وں کی سرقد بالا کھنٹ	وصف ترس کے ہیں شہ شوق بڑا کھنٹ
ہر جگہ باندھیں گلزار رخ زیبائے کھنٹ	یکلک لکھیں ہین تانخ اوس گل غنا کھنٹ
جو مراد یوان دیئے سیر کشن چوڑ دے	
تمنہس غزل جناب خواجہ حیدر علی آتش مغفور	
فکر میں تیری ہی تھا جو عاشق بچارہ تھا	وصل کا خواہاں کبھی گہ در پر نظارہ تھا
دیدہ تھا خیرت زدہ خود گم دل صدارہ تھا	نقظر تھا وہ توجست وجوین یہ وارہ تھا
اشیفہ تیرا ہی تھا جو ثابت و سیارہ تھا	
اک تمنا ہے تو اٹھ اٹھ آنسو روئیں ہمیں	بس ہوس ہو ابرو سے ہاتھ دھوئیں ہمیں
آرزو ہو بیان دل حیرانگو کوئی ہمیں	ہر جو حسرت تو سراپا حشیم ہونے کی ہمیں
حاصل اس آئینہ حاکمین فقط نظارہ تھا	
تھا کبھی مشتوق اپنا بھی کوئی مہر و صنم	کیون نہ یاد آئیں وہ باین کیون ہو دکھ و کالم
دیکھ کر یہ حال بڑھ جاتا ہے اپنا اور غم	جب شب مہم میں چوڑا وڑتا ہر مر جاوین
سیلیو کا اسپے ہی مارہ کوئی رخسارہ تھا	
جی جو بھڑاتا تھا میرا دوری دلداہین	جوش زن تھا خون دل کیا دیکھو بنائین
تھا سامن منہ کی جبری کا آنسو وں کے تارین	کہو لکر دل جب میں روتا تھا فراق یارین
چشم تر متنع تھی ہر سوئے شرہ قوارہ تھا	
کسکی چشم تر نے دی دریا تو اخضر کو شست	خون دل کے قطر وں سے ہر ایک کو ہر کو شست
آنسو وں کی فوج سے موجوں کی لٹکار کو شست	سیل گریہ نے یہ کسکی دی ہنڈر کو شست
جو جناب آیا نظر اک وار گون نقارہ تھا	

ہر جگہ ہوتی ہو انسان کی تو اضع امر فلک	ہو گد اکی یا کہ سلطان کی تو اضع امر فلک
سب ہی کو لازم ہو مہمان کی تو اضع امر فلک	ایک شب تو وصل خانہ کی تو اضع امر فلک
چار دن مہمان تیرے کہ من میں چارہ تھا	
ہوش اور یاسیہ کاری کا اپنی ہیاں ب	مستمن قہرائی ہو امین زند کب
بزم غم کدن نہیں محکوم ہوئی بزم طرب	روز و شب کد حال کا لکھتا تھا پرچہ و زو
اکاتب اعمال میری ٹیوڑ ہی کا ہر کارہ تھا	
ہین ہو معلوم سارے عشق بازی کو طریق	مین ہو اپید محبت کا پے جام حریق
ابتدا ہی ہو مری سودا و خوشت ہین خرق	عہد طفلی سے جنون عشق کا مل نہ شفق
شلخ نخل سید مجنون سے مرا گوارہ تھا	
دشست و دکا بیان کرنا کسی سے مین تو کیا	کلفت و دکا بیان کرنا کسی سے مین تو کیا
صورت و دکا بیان کرنا کسی سے مین تو کیا	حالت و دکا بیان کرنا کسی سے مین تو کیا
عشق مین اک مصحف خسار کی سیپارہ تھا	
گو تعارف تھا بہت پچیس محزون سے مین	اگلی تھی خوب دس شید او مفتول سے مین
لیکن اب پایا گیا حال و گر گونہ ہمین	یہ ہو اظاہر انا لیلی مجنون سے مین
اینا دیوانہ تھا اپنے واسطے ادارہ تھا	
رات دن کونج و غم اپنی جدائی مین پونچہ	شدت درد و الم اپنی جدائی مین پونچہ
ہمپہ جو گدے کو ستم اپنی جدائی مین پونچہ	حال اپنا و صنم اپنی جدائی مین پونچہ
سینہ دسرتھا ہمارا اور سنگ خارہ تھا	
اوس طرف ناگہ جو سودا و محبت لے گیا	اشتیاق قتل محکوم بعد مدت لے گیا
جتنے تھے جاننا رتب پر گو گو سبقت لے گیا	کوچہ قاتل مین جب شوق شہادت لے گیا
سر نہ تھا گردن یہ اپنی بار صد تیارہ تھا	
مزد و کا شور گلہ کا وہ نخل ہر بار کا	جمع ہمین فوجین کی فوجین قت تھا دربار کا
شادمانی کی خبر دیتا تھا غم مزار کا	بیٹنا سر سرے ماتم مین غزیر و یار کا
قلعہ کنج لحد کی فتح کا نقارہ تھا	
درپے آزار ہی میری رہے یہ اہل کین	جسکو پہلو مین جگہ دمی چکیان ہی دین

یاس نے راحت کسی کو تھہری پائی نہیں	اہل عالم سو ہوشیہ آتش اندھین ہوئیں
مردم دنیا تک تھے میں دل صد پارہ تھا	
محسوس دل و ستادی جناب حکیم میرضامن علی صنا جلال لکنوی مظلوم عالم	
گو مسیحا ہیں وہ بن بکئے نکہرنے والے	میٹھی باتوں سوہین زخم و کجی بہرنے والے
جو کتبہ ہی ہیں کہیں جی سو گزرنے والے	اونکے سب نازہین گوزندہ ہی کرنے والے
	وہ ہوندہ لیتوہین بہانہ کوئی مرنے والے
گذر و سفر کی محبت میں گزرنے والے	تو عجیب رنج میں فن لیت کہہ رنے والے
قتل ہونے سے جیسے عشق میں مرنے والے	مرحبا قتل ہین کر کے مکر نے والے
	منہ سے کہتے تھیں حسان و کرنے والے
اوسکے ابرو و سرہ سے میں بھلا کیا ڈرتا	یا تو جنتا میں اسل مید پہ اور یا مروتا
ابجگہ مرہم کا فور اثر کیا کرتا	کون قاتل کی طرف سے مرے دلو بہرتا
	اوسکے تیردن ہی کو کچہ زخم تو بھرنے والے
تہنے ایسا تو زمانے میں نہ دیکھا جو بن	مار ہی ڈالیکا دوامک کو اونکا جو بن
میر کو نوخیز کا کیا حسن ہے اور کیا جو بن	یہی کرتا ہوا اشارے کوئی اونٹنا جو بن
	یون ادبہرتے ہن محل لکے او بہر نیلے
اس نصیحت کو زرا کان لگا کر سن لو	قتل کرتا تھیں قاتل تو چلو جانے والے
باریہ سر سے اتر جائے سبکدوشی ہو	کتنی ہی خواہش قتل اپنا کلا خود کا ٹو
	جی کو یون مار نہیں رکھتے ہن مرنے والے
ہے یقین آپ کے کہنو کا قسم کھاتا ہوں	اپنے قابو میں مگر دلو نہیں پاتا ہوں
یہ نہیں مانتا جو واسے سمجھاتا ہوں	بتہرار اور میں اس وقت ہوا جاتا ہوں
	کون تھے آپ تسلی مری کرنے والے
ایسا دل سخت ہے اوسکا کہ نہیں جھمکا	کوئی جی جاگو کہ مر جائے نہیں کچہ پروا
دل ہے نو ہے کا تو پتھر کا کلجا اوسکا	یہ ہمارنی ہی تڑپ تھی کہ وہ چھین ہوا
	اور بھی کہتے ہین اس کام کے کرنے والے

نکلا لاکھوں میں نہ کوئی بھی نگار لیا اور کچھ بن نہ پڑی تھوڑی خوشی کے سوا	حسم تہرانے لگا خوف کو مارے اپنا لاکھ پریش ہوئی ہم چپ ہی تھوڑی زبرا
کیا گناہوں سے بری ہو گئے ڈرنیوالے	
مجھ کو سمجھاؤ ہیں آجیا نہیں کیوں ایشوخ آسمان نالہ مظلوم کا سر بام ایشوخ	نیک ہو گناہ کبھی ظلم کا انجام ایشوخ خود ہی پاؤ نہیں شکل فلک رام ایشوخ
آہ سے خاک نشینوں کی نہ ڈرنیوالے	
امروں خواہ میں دشمن کا وہ دل دیکھتے ہیں کس کٹی ہی آہ میں دشمن کا وہ دل دیکھتے ہیں	عشق میں چاہ میں دشمن کا وہ دل دیکھتے ہیں اتھا نگاہ میں دشمن کا وہ دل دیکھتے ہیں
مجھے تو پوچھتے کیا قصد ہے مرنے والے	
تیرا لیسو ہو کسی کے لیو ہانسی سے سوا کوئی ابرو پہ گلا کاٹ کے مرجائے گا	زہر دیکھا کسی عاشق کو یہ سبرہ رخ کا ہر ادا کو تری بتلائی گئے انداز قضا
جی بچے یار اگر جی سے گذرنے والے	
ہم لہنگا ردنگی کو لے کر آئے ہو یہ خوش نہیں معلوم یہ کس بات پر آیا نہیں خوش	غل مجائے تے تمہاری کیا ہم سکو خوش زاہد دتے ہی کر لے لگو سید میں خروش
یو نہیں خنج او بھٹی ہیں لہندہ ڈرنیوالے	
گوہیں جو رہ مائل تری طبع عالی خیر بات بھی ہو جائے گی خیر حالی	بے سبب غصہ ہو رہی ہیں رخ پر لالی کچھ ہوا ہر مے کینے سے ترا دل خالی
اور بہر دیکھے سلامت رہیں بہر نیوالے	
کب ہی تیری آہ سے قاتل خالی نہیگی کبھی مہمان سے یہ منزل خالی	میںے کیلی سونہ دیکھا کبھی محل خالی کچھ ہوا ہر میرے کینے سے ترا دل خالی
اور بہر دیکھے سلامت رہیں بہر نیوالے	
واقعی ہوتا ہے کب لطف و کرم تجھے فلک جانتے ہیں کہ خوشی ملتی ہو کم تجھے فلک	ہاں اگر ہو تو ہی امید تم تجھے فلک دائمی وصل کو خواہاں نہیں ہم تجھے فلک
چاروں وہ بھی بہت جلد گذرنے والے	
مجھ لائے گا قیامت ترا فتد و بگو	بعد مرے کے نہ دیکو داغ مجھو اے مہر و

چین لو نگانہ تری دیکھ کے بکھرے گیسو	کہو لکڑیاں پریشان نہ کرو روح کو تو
ادھر سے سوگ کو پر دی سن سنو رنیوالے	
باہم اس بات کا چرچا مرنے والے کرین	بام تک یار کے رستا مرنے والے کرین
میرے ہی قلب کو خندا مرنے والے کرین	پیلے تاثیر تو پیدا مرنے والے کرین
عرش پر چڑھتے ہیں کیا دلسر او تر نیوالے	
ماہ تابان پیچھے وہ تھا گریہ و زوال	ہجر جانان نے دی اکے ہمیں سچ کمال
یاس کو آنکھی شب تنہا نہیں باتو نکاحیا	چاندنی رات کی میلی نظر آتی تھی جلال
بہر بہر تھے وہ نگاہوں میں مگر نیوالے	
دیکھو ایضا	
ہم سمجھتے تھے بخوف ہو رہا نہیں ہے	بیچن ہو ماتھے اسکا ٹھٹھا نہیں ہے
حد سے گمراہی یہ گذرنا نہیں ہے	دل دست درازی کہیں کرتا نہیں ہے
کجخت و بہاری سے ادھر تا نہیں ہے	
کیا چاہتو والا کوئی مرنے نہیں ہے	دل بچ والے سے کہی بہر تا نہیں ہے
کیا زلف میں شانہ کوئی کرتا نہیں ہے	کیا غمزدہ معشوق سنو رتا نہیں ہے
عاشق کا کہی سوک اور تا نہیں ہے	
ہم دیکھتے ہیں روز تمہارا یہی نقش	ہر در و تمہارا ہمیں حیران بنانا
حاصل او سپہ محبت کی نظریہ نہیں بیا	جب آئے تم دیکھ چکے غیر کو دیکھا
پیار اور کوئی کیا نہیں کرتا نہیں ہے	
کچھ ذہن میں یہ بات سنا نہیں یارب	موت انکو کہی شکل دکھائی نہیں یارب
جان انکی وہ پتھر ہے کہ جاتی نہیں یارب	کیا عشق تباہ میں جل آتی نہیں یارب
مرتا ہو جو ان پر کہی مرنے نہیں ہے	
اجا نہیں ہوتا کسی ہم سے یہ کمال +	بستر پہ پڑتا ہے پڑا صورت بسمل
اس بات کا دیتا ہے پتا عاشقوں کا دل	بہر تا ہو جو دم تیغ نگہ کا ترسی قاتل
اوس زخم کو دیکھا ہے کہ بہر تا نہیں ہے	

سو تو میں جو یہ چاند صبح رست نظر آئی	سڑپا کیا تا صبح یہ نیند اوڑ گئی میری
بچپن میں رہتا ہوں نہیں یہاں نہیں کیا	ہم خواب میں راڈرین اک شخص کی شکلی
اسکا تو خیال اور نکو گذر تا ہی نہیں ہے	
مشتاق شہادت کو این بیوفت پر پرو	وہم کا تو ہر دم کہلا کے غصہ غیب بار پرو
اوسکی تو تنہا ہے کہ ہو سینے پر راڈو	کیا اوسکو ڈراتے ہو کہ مارا نہ پڑے تو
مرنے سے محبت میں جو ڈرتا ہی نہیں ہے	
عشاق کو چاہے کمر غوص خون	ہوتا نہیں ایسے میسر غوص خون
دسے شاید نہیں واور شتر غوص خون	لیتا ہو کوئی دیکھ میں تو کیونکر غوص خون
قابل سے جو اپنا وہ مکر تا ہی نہیں ہے	
بیکہ کہیں رہنے تو ایسے نہیں دیکھے	در یافت کیا تھا یہ میں بڑھنے وہ بچنے
قربان جیٹوئی بس اس اولیٰ سوجھ کے	پوچھا کہ کہاں جا کر ہو سمان تو بوسے
کیا کہن کوئی رکھے مکر تا ہی نہیں ہے	
کہہ میں تو مقرر کیا کو ہو کچھ دخل	یا اور کسی قلب کے اندا کو ہو کچھ دخل
یا شوق دل عاشق شیدا کو ہو کچھ دخل	جب تک نہ کسی دست مٹا کو ہو کچھ دخل
یہ یاد رہے سینہ او سہرا ہی نہیں ہے	
معتوق جو ہوئے ہیں یہی کام ہے اونکا	منہ پھیر لیا جائے واسے کو جو دیکھا
اہا یہ ہے جو لب پر رہے نفرت ہی کلام	جیتے رہو یہ دیکھے عاشق کو یہ کہنا
کیا جان غصہ میں تو کہ مکر تا ہی نہیں ہے	
بوسے کا سوال ایسی یہ قصیر نہیں ہی	اس بات کے سنتو ہی خفا ہو گیا کوئی
بل پڑ گیا ابرو میں نگہ ہو گئی تر جی	اتنا جو کہا چوم لون منہ چڑھائی تیوری
غصہ مرے بانے کا اور تا ہی نہیں ہے	
مانا کہ وہی ہیں تم و ظلم کے باقی	لکھی تھی جو کچھ ہجر میں تکلیف و دھانی
ایدا تھی دقت ہی میں ایسا جس گدڑی	کیون شغل جو رشب و صل ہو کوئی
کچھ شکوہ جلال اسکا تو کر تا ہی نہیں ہے	

محکم دلائل و سادہ جناب میرزا صاحب نس مغفور لکھنوی اعلیٰ اللہ تعالیٰ

کوئی کٹھن جلانے دل نا شا دایا  
قتل کرنے کو کوئی غیرت شمشادایا  
سنہ میں تیرکا تھا کہ گلچین کے بیدا دایا  
کیا سمجھکہ میں سو کا شمن ایسا دایا

آستیان ہی نہ بنایا تھا کہ صیادایا

ہوئی وحشت تو سب باغ میں نا شا دایا  
دوم اور چھنے لگا دل برسر فریادایا  
نظر اکھنوں کو نہ یہاں بھی ہر زوایا  
سلسلہ گیسو جاناں کا بھیسے یادایا

دوش پر دم جو ڈالے ہو کر صیادایا

کیا تباہوں دل بیا بے صد ماجوسا  
دنگ بلبل بھی ہوئی کبک بھی حیرتیں ہا  
کوئی پامال ہوا خون کسی عاشق کا ہا  
وہ خرامان جو ہوا باغین بننے یہ کہا

دیکھو طاؤس چمن نیلے پر فریادایا

نزع میں ہونہیں یہ کاہکیو اوس ہوگی خبر  
کیا عجب نالہ جانناہ دکھ سین جو  
اور سنا بھی تو وہ بیدرد نہ آسکا اور  
اسے اجل بہرہ اور شرجا دم صبر

ہچکچان آتی ہیں شاید میں اوس یادایا

سلسلہ زلف کمر سودھیں ہر اس وحشت کا  
زندگی خاک ہو جب ہوئے جنون آفت کا  
عشق زحار ہوا بھوکو سب حیرت کا  
قتل ہی خوب ہے سودا زردہ آفت کا

مردہ باداوی سرشوریدہ کہ جلا دایا

ہجر کی تاب ہے عاشق کو نہ ہر تاب صال  
یا دکیا ہوا سے جہیر یہ گرے کوہ دلال  
عشق لیلیٰ میں ہوا قیس خیرین کا کیا حال  
تلخی مرگ بھلا دیتی ہر جانان کا خیال

خواب میں بھی کبھی شیریں نے نہ فرما دایا

کیں تم مصالح قدرت نے عجب تصویرین  
حور و یون کی ملائی کین عجب تصویرین  
ایسی کہنچیں کسی نقاش نے کب تصویرین  
ہو کین زد ترے سامنے سب تصویرین

جب حسیو کا مرقع ہے بھندا دایا

ہم صغیرنگی ان یاد بھی کی بلبل نے  
زندگی شاد ہی نا شا دہی کی بلبل نے  
باغبان کی طلب یاد بھی کی بلبل نے  
چھپے ہی کیے فریاد بھی کی بلبل نے



پر ترے دلین کہی رسم نہ صیا دیا	
سکے زمان تھا اوسے آمد فصل گل کا نہ ریاچین کار با ہوش نہ چھ سسٹل کا	مست اس طرح ہوئی نشہ ہو جیسے گل کا تفس تنگ مین خون ہو گیا دل بلبل کا
ہاتھ مین دستہ گل لیکے جو صیت دیا	
ہوش آیا تو اوٹھا کر ستم ورنج و محن مجاہد سرت زدہ ہو گا نہ کوئی مرغ چین	آکھ کھلتے ہی تفس ہو گیا بسا بناؤن کیون نہ جاری ہو زبا نیر مری نیر مری
شاخ گل تک بھی پہونچا تھا کہ صیت دیا	
وہ بیان رہا ہوا خاموشی ہے جسے اس چین ہر وہی شاخ و خموشی ہے جسے	کبھی ہوتا نہیں برباد خموشی ہے جسے غمسے ہر جا ہر وہ آزاد خموشی ہے جسے
کی نغان باغ مین بلبل نے تو صیا دیا	
کس جگہ رنج مصیبت نہیں مجھ وحشی کو کو نسا دن ہر کہ دشت نہیں مجھ وحشی کو	کبھی صیغہ سو فراغت نہیں مجھ وحشی کو دشت غربت مین ہی احت نہیں مجھ وحشی کو
اسے سارے کو سمجھتا ہوں کہ صیت دیا	
نہیں معلوم کہ کس طرح وہ آیا موٹس یاس نے شغریہ رجتے سنا یا موٹس	کین مطلق نہ کہانی دیا سنا یا موٹس بو تو پانی مگر اوس گل کو نپا یا موٹس
باغ مین تخت ہوا پر وہ پر نیراد آیا	
دیکر ایضا	
نہ دکھاراز کھلا یار کی مگر کی طرح شہید عشق ہوئے قیس نامور کی طرح	پھر نراب نہ ہم آہ لے کر کی طرح تمام ہو گئے فراد پر جب کر کی طرح
جہان مین عیب ہی مٹنے کیا نہر کی طرح	
مری نظر مین ہر اک نجم ہے شہر کی طرح کچھ آج شام سر چہرہ ہر فن گھر کی طرح	یہ چرخ پیر ہے مجھ کو لہر کے گھر کی طرح زوال مجھ کو ہے یہاں مبدوم گھر کی طرح
اڈھلا ہی جاتا ہوں وقت مین دیکر کی طرح	
برس کے ابرجالت بہت اڈھلائے گا	جو بحر دیدہ زیر آجوس کھائے گا

سرساں شک سوطوفان سا ایک آنے کا	ہنسو نہ رونے پہ تم شہر ڈوب جائے گا
برس پڑو گنگا کسی دن جو ابر تر کی طرح	
یہ شوق ہے کہ مکر رہیاں کا بوسہ لین	نہاں جو ہو تو ہلکا کیا دہان کا بوسہ لین
پتا کہیں نہیں ملتا جان کا بوسہ لین	بتا تو دیجئے صاحب کمان کا بوسہ لین
دہن ہی آپ کا ملتا نہیں کر کی طرح	
ہرک کو کج روشی سونہ دی مال ایچر خ	جتائے دیکھو ہین انجی نہیں یہ چال ایچر خ
خاک کی طرح اگر انکو روند ڈال ایچر خ	سیاہ بختوں کو یون باغسے نکال ایچر خ
کہ چار پہول تو دہن میں ہون کر کی طرح	
کب آنے یا رکھنا دیکھئے خدا جائے	دیا عشق کا کیا کوئی راستا جائے
خلاف وضع اسے سمجھے یا برا جائے	یہ ہے معاملہ عشق کوئی کیا جائے
میں آپ جاؤ گنا خط لیکے نامہ کر کی طرح	
تجھے ثبوت ہے جو کچھ ہے آرزو یارب	ہمیں الم تجھے حافظ اگر ہے تو یارب
ہمیشہ ہے در مقصد کی جستجو یارب	تمام خلق ہے خواہاں ابرو یارب
چہا تجھے صدف قبر میں کر کی طرح	
ہماری شونما کیا اس سمان کے تلے	تجھی خوشی رہے ہم گاہ غم سے ماتھے تلے
مثال سرو نہ باغ جانیں بھولے پہلے	نخیف و زار ہن کیا باغبان سے زور چلے
جہاں تہا دیا دہان رکھے بھر کی طرح	
تجھے جنون جو ہو دیکھی ہو کیا کوئی کا گل	کہ بیچ میں تجھے لایا ہو باغ میں سب گل
چمبے ہین خاصیت یا کہ نشتر تر گ گل	یہ بے سبب نہیں نا تو نہیں دہاوی بیل
ترا جگر ہی ہے زخمی مری جگر کی طرح	
وہ آف بھی کرتے نہیں جو ہیں دہاوی بیل	جو دل دکھو تو بھر سے آہ سرداوی بیل
یو نہیں نہیں یہ ترارنگ زرداوی بیل	یہ بے سبب نہیں نا تو نہیں دہاوی بیل
ترا جگر ہی ہے زخمی مری جگر کی طرح	
ابھی تو مرو تو جبین انہی منہ سحر جو کہو	جنون کی جان تو ابرو کا اک اشار میں لو
تہا رہے کہنے میں پر یاں میں جو کہو ہن	تم اس جہاں میں وہ بلقیس ہو کہ خط جو کہو

تو سر پہ رکھو سلیمان ہمارے پر کی طرح	
یہ بیچ بات ہر ذیل جو کہے اس کو بات کہاں یہ آہیں شرمین کہاں آہیں صفائے	دو آنہی ہر بنے بجائے عجیب کی یہ بات
یہ بوسہ لب شیریں کی ہے تلخ حیات	کہ بند بند کو باندھے ہوئے شکر کی طرح
یہ جانتو ہر طن سوز ہین ہی ہو تجرک خط آگے آجکا ایجان خبر ملے ہین ہیک	وہاں کے جلسوں میں ہم ہی تون یا را کر شرک
بلا تو بھیجے دوری ہر آپ کے نزدیک	ابھی ہو چو تھیں ہم ڈاک میں خبر کی طرح
ہمیں وہ کیا جواد ہما کی ہما میں نہیں خبر ہمیں کے آنے کو کچھ دلو آگیا ہے صبر	ہمیں نے راز ابھی جو اک دن تو روئے صورت بار خدا رکے تجھ کو آباد خلق میں اسے قبر
کہ سوئے پاؤں کو سپلا کے اپنی کھر کی طرح	
نہ کی کسی نے بھی امداد خلق میں اسے قبر ہمیشہ ہم رہے بر باد خلق میں اسے قبر	ہوایہ دل نہ کہی شاد خلق میں اسے قبر خدا رکے تجھے آباد خلق میں اسے قبر
کہ سوئے پاؤں کو سپلا کے اپنی کھر کی طرح	
مجھے وہاں نہ محبت میں بار بار آنکھیں جو میرے جسم میں بجا جان نہرا آنکھیں	یہ شوق دید میں رہی ہین بغیر آنکھیں تجہی کو دیکھو کھا جیتک ہین برقرار آنکھیں
مری نظر نہ پھر مری ترنی نظر کی طرح	
چمن کے جتنے حسین ہین غور و کل کو پند کرتے ہین اہل وفا تحمل کو	جواب دینے کی عادت نہیں کسی گل کو نفاں سے فائدہ کیا عشق گل ہین گل کو
اوٹھائے داغ تو دلیر مرے جگر کی طرح	
وہ کم ہین صدمہ ڈاکم خونوں اسکو بہلا نہ بخیر ہی پر ہو یاس کیوں اسکو	ہوا تھا عشق کی کیا کہی نہ یوں اسکو یہ جو عشق ہو تو کس کہ اندون اسکو
خبر کسی کی نہیں طفل بے خبر کی طرح	
محمسن ل نواب کا علی خان بہادر الی یاست رہو چلا شیا	
ہنگامہ آنکھ سے لے یا را ماہر و نکلے	کہ میرے سینے سے دل ہر جستجو نکلے

تربی تلاش میں جو چاہی چاروں نکلے	ہجوم شوق میں جب لکی آرزو نکلے
کہ پروہ کبے کا لٹون بان ہی تو نکلے	
مناہی لوگوں سے سودیکی میرے شدت کو	خود اپنی آنکھ سے دیکھینگے آکے صورت کو
خدا ہی رکھو گا پوشیدہ راز الفت کو	وہ آتی ہیں مر مر گزرا امتحانِ حشت کو
خدا نکر وہ کہیں جیب میں رہو نکلے	
تجھی کو دیکھو نغمہ نزع آہ ہر تے وقت	تو ہی ہو پیش نظر جائے گذرتے وقت
تو ہی ہو سامنو تر تہین ہی او تر تے وقت	یہی ہو خواہش دل ہر گزری کہ مرتے وقت
تڑپ تڑپ کے یہ دم تیری رو برو نکلے	
یہ آرزو کی کہ رو ہو ترا مرے رو پر	جبین جبین پر ابرو ہو یا ر ابرو پر
کہاں نصیب جو پہلو ہو تیرا پہلو پر	چلکے ستر حق کہی رکھ دے میری زانو پر
کہ کچھ تو اس ترمی بکس کی آرزو نکلے	
زرا ملک مری اسے خالق صمد کرنا	کوئی عدد ہو اگر راہ میں تو رو کرنا
کچھ اسکے ساتھ ہی سے آہ تو ہی کہ کرنا	چلا ہوں اوسط آغضب دل و کرنا
کہ گھر سے وہ ہی زرا ہر جستجو نکلے	
بجا ہو غصہ مرا اپنے قلب مضطرب پر	یہ لایا چاہتا ہے مفت کی بلا سر پر
کہیں یہ راز نہ کہل جائے میرے دل پر	خدا سے حور کی خواہش ہو یا رکے در پر
ستم ہی ہوا اگر اس دم وہ سند خو نکلے	
بحال دنیا دکھائے گا کون بت آکر	دلون کو کر دیا بسل سمجھون کے تڑپا کر
انوان کے پردہ میں کرتے ہیں نالے چلا کر	حرم میں کسکی یہ آمد ہوئی کہ گھبرا کر
طواف کرنے کو زما دے وضو نکلے	
فراق دوست میں جی کہو نیوالون کو دنیا	غم و ملال میں خوش ہونے والو کو دنیا
ضرور اشکو سے منہ دہو نیوالون کو دنیا	زرا زرا سا سبھی رونے والون کو دنیا
جو میری آنکھوں سے دل کا کہی ہو نکلے	
زیر نگہ محضرت کے سب خدائی پر	غور و تہا بس سی زہد و پارسائی پر
ہنسے تھے یاس کی ہی طاعتِ ریائی پر	تہمین تو ناز تھے تو آب پارسائی پر

تمہارے گدین تو مجھے لگی سبوں کے

محبس غزل نشی مرتضیٰ خان پرویز مرحوم لکھنوی

ہم جو دشت میں لیل خواہیں  
اگر یہاں چند تیرے تار ہیں  
دشت میں کہ جانب کسا ہیں  
کب یہاں دست جنوں بکا ہیں

ایک ماحقون در پہ آزار ہیں

عشق میں اوسل برو خدا کے  
مر گیا گھر میں اوس یار کے  
ہوں ترین میں منزل شوار کے  
دروغ نم رنج و الم مجھ زار کے

بس یہی دو چار ماتم دار ہیں

گو نہیں راحت مکان دہرین  
بیٹھے ہیں ہم تباہ دہرین  
گل ہیں لیکن بوستان دہرین  
آبرو ہو عاشقان دہرین

آئیے آگے ڈولیں خواہیں

ہیں گلوں کے پھینک دین چراغ  
چرخ پر ہر مہر کا پہونچا داغ  
جلتے ہیں لڑکے و لکڑیاں داغ  
کون شعلہ رو چلا ہو سو داغ

جو مثال شمع روشن خار ہیں

آہ آتش کی سوزش یہ ہے  
ہاں دل بیار کی سوزش یہ ہے  
عشق کو آزار کی سوزش یہ ہے  
داع ہجر یار کی سوزش یہ ہے

حشمت سان جگر کفن کے تار ہیں

ہر جگہ دست طلب ہیں  
اور سخا نہ کہی دیکھا نہیں  
صاف کہی ہیں کچھ پرواہیں  
بکھو ای ساقی تری پرواہیں

ہم مروت سے یہاں سرشار ہیں

عشق ابرو کا نہ منہ سے نام لو  
اک اشار میں جگر پر پہونچو جو  
ہاں نہ ان تیغوں کا ہرگز دم پہونچو  
کیون لی عاشق نہ لکڑی ٹکڑی ہو

نہیے یہ ابرو خدا ر ہیں

کیون نہ میری نام کا لاجپین  
کیون نہ میرا منہ سے ہر نام لین

ساتھ لیکر کھینچتے ہیں	قیس فرما دھرمین اس عشق میں
دل سے میرے غامضیہ بردار ہیں	
ہم ہمارا کونسا حصہ انہیں پہنچے	کس قدر یہ حال عشق کا پہنچے
ہم کوئی کیا اجل سودا پہنچے	اگر خون کی حال ست و با پہنچے
ست ہیں درکار خود ہشیار ہیں	
ایک ہیں پیش قضا شاہ و کدا	اس سہل میں آپ نہیں سہل کن روا
ہر جس کی رات دن آتی صدا	خافوا و تھوچو بیٹھے ہو کیا
رہبر و ملک عدم تیار ہیں	
موسم گل آرزو سے یار میں	شیم نرگس جس جو سے یار میں
عالم گلشن ہر کو سے یار میں	انتظار گفتگو سے یار میں
بہلین کو کے لب منقار ہیں	
زلف کا پہلے تو سودا ہو گیا	پہر لبوں کی یاد سے چپ کر دیا
ولمیں ہر درد اب کے عشق کا	اگر سچا پوچھا ہے حال کیا
تیری آنکھوں کی قسم مبارک ہیں	
اسکو اندیشا نہیں پرویز کی	مرنے سے ڈرتا نہیں پرویز کی
یاس کو دہر کا نہیں پرویز کی	خوف بربخ کا نہیں پرویز کی
ہم غلام حیدر کرکار ہیں	
قطع تاریخ	
چکیدہ کلک گہر سلاک محقق بمبیاں جناب تسادنی ملاذنی حکیم میر من علی	
جلال لکھنوی ام ظلہ العالی	
طبع گردید چہ محسوسہ اشعار انیک	بسخن شردہ بار باب سخن بہت نوید
مصرع سال رقم کر چنین کلک جلال	یاس دار و بہ قبول سخن از حق امید
	۱۳۰۴ھ

## قطعات تاریخ

از تراوش قلم اعجاز رقم و ستاد عدیم نظیر جناب منشی امیر محمد صاحب  
لکهنوی استاد ادب امیر و خلدیشان

دیوان سارا پرچین مصرع بن لکهنوی  
درخواست جببہ بنوئی تاریخ امیر اسکی لکھی  
کس گزین میں ہر کہین گل کوئی سونچ باں کا  
کیا بلو بدل دیوان ہر ذاکر حسین یاس کا

## ایضاً

۱۱۱۱ ای یاس تری فکر کی نگینی سے  
ہر کلی باعین کہتی ہے چک کر تاریخ  
وہن شوق کو کیا کیا گل مقصود سے  
شجر یاس میں اب بھول تنہا کے کیلے

از نتائج افکار دربار سخور دلشرف منشی شرف علی صاحب اشرف لکهنوی

کیا ہی چھپا ہے یاس کا دیوان اندون  
کئی فکر بھر سال تو آئی صدائے عیب  
ہے فیضیاب لطف مضامین ہر سہ کوئی  
آشرف کلام شاعر روشن بیان ہی

از نتیجہ فکر نقاد شاعر و الاشان جناب اب سید بہادر حسین خالصناج

لکهنوی شاگرد رشید جناب منشی مظفر علی خان بہادر امیر مرحوم شاگرد سابق

میر تونس مغفور

چھپا حضرت یاس کا جب کلام  
لکھی مینے آنجس یہ تاریخ طبع  
تو بر آئی امید برنا و پیہ  
یہ دیوان اول چھپا بنے نظیہ

از رختہ کلک معنی سلک اورم جناب میر محمد زکی صاحب الم لکهنوی

شاگرد رشید حضرت تونس مغفور اعلیٰ اللہ مقامہ

<p>ہے کہیں ذکر اداسے لیلی ہے کسی جا پر بسان شوخی طبع نازک کی ہین فکرین ہی لیلی نظمیں دل آرا لکھی</p>	<p>ذکر دیوانگی قیس کہیں نوکر عمر و نکاحینو نکہ کہیں ساراد یوان خدا کی قدرت فکر تاریخ جو سہی مجاوا تیسر</p>
<p>از نیچہ فکر سید انور حسین مج فہمیدی بہادر امید سلیم لکھنوی حلف صغیر مصنف شاگرد حضرت جلال مدظلہ</p>	
<p>درگاشن عالم است شہرت شاد و ادب گلے زبان افست</p>	<p>شد طبع عجب کلام رنگین امید نوشت عیسوی سال</p>
<p>از نتائج طبع سلیم جناب لایت حسین خا نصاحب حبیب لکھنوی میرفتی لب فخر الملک بہادر شاگرد رشید حضرت نفیس دام برکاتہ</p>	
<p>زبان ہے کہ قفل سخن کی کلید از لے ہین یہ نیکبخت و سعید فن شاعری ہین یہ ہین اب و حید ہین تلمذ انکے ہی اکثر رشید تو لیں ہو گئی قدر دانوں کو عید تو بیشک محبت سے ہی یہ بعید چہاں نسخہ عشق افسر اجدید</p>	<p>ہنایت ہی در چسب بحر نظم یاس یہ ہین دوست اور پیر بہائی دے تلمذ تھا مونس سے پہلے ہین جلال مخدوم سے شورہ ہوا اب خبر طبع کی جب ہوئی مشہر ہی وہ بیان آیات کی فکر گر لکھا سال تاریخ بر حبیب نے</p>
<p>از نتائج فکر سلیم جناب فتی محمد امیر لہ صاحب سلیم لکھنوی ڈپٹی اسپیکر مدارس ریاست رامپور</p>	
<p>زمین سخن جس سے ہوا آسمان ربانداں و باریک بین نکتہ دان پکاراوٹے حسنت شیریں بان</p>	<p>زہے زلفت و فکر و اگر حسین بلاغت فصاحت میں یکتا ہو ہر بہت خوب دیوان اردو چھپا</p>



ہر اک بیت نشتر زن اہل در کسی ہنہ تبلیم تاریخ سال	سرایا پسند دل شاعران کلام سخن فہم شیوا بیان
از چکیدہ کلک گوہر ملک جنابت علی عبدالقادر شمس القادری عرف شاہ رشید علی صاحب جمال عاصی حنفی البغدادی صلاً والیدنی نور می لدا شاگرد رشید حضرت جلال مدظلہ	
دیکھیں اہل طبع حسن طبع نظم در دمنہ خوشنما کلبہ طبع کا سال و جمال خوشبیاں	جلوہ انگن ہو جلال آسا و کافضیاں آج دیکھنا ذکر حسین یاس کا دیوان آج
ایضاً	
طبع یاس لکھنوی نے کی وہ نظم در دمنہ روزمرہ کیا ہی عمدہ کیا ہی آہنی ل چا اے جمال خوشبیاں یوں مصرع تاریخ کلمہ	ہو گیا جس سوز باندانی کا شہرہ چار سو کیا ہی مضمون کیا ہی مٹی کیا ہی طرز گفتگو کیا بیان نظم زیر کیا زبان لکھنوی
ایضاً	
بہلا دیوان نام ہے جس کا کہ نظم در دمنہ طبع سے اسکی طبیعت وارونگی آئی مراد عاصی حسرت زدہ لکھنوی یوں سال طبع	حضرت ذاکر حسین یاس کی لے شہتہ آیہ لا تقنطون رحمۃ اللہ ست گواہ یاس کی امید نگلی اب چہ پی یہ نظم واہ
از نتائج افکار گہ بار سخنور ہنر پرور سید محمد صاحب جوہر لکھنوی شاگرد حضرت گشت دیوان یاس جون مطبوع حاصل از رشک آنچنان بگذاخت تکثر تاریخ کرد چون چوہر سال طبعش نوشت بے سر ہمد	
برادرب جہان نودب شد کہ دلش نون شد و مرکب شد جام امید او لبالب شد بچہ نادر زبان مرتب شد	

<p>ہو گیا یاس کا بول بالا نظم عمدہ ہے دیوان اعلیٰ ۱۳۰۶ء</p>	<p>چھپ چکا جب یہ دیوان ناور لکھی تاریخ اوسکی آلم نے</p>
ایضاً	
<p>غضب کا ہر شعر دستان ہے - ستم کی رنگینی بیان ہے یہ بندش صاف سے عیان ہے - کلام خوش فکر و نکتہ دان ہے کہیں پہ ہر طرز شاعرانہ کسی جگہ لطیف عاشقانہ ہے وہ ہر غزل ناور زمانہ - ثنائیں عاجز مری زبان ہے زہے درآبد ارمضون - خیمے عروج و وقار مضمون ہم حسین بہار مضمون - یہی وہ گلزارِ بنجران ہے خیال تاریخ تھا جو ہر آن - آلم نے پیماختہ کہاں جناب یاس خیرین یہ دیوان - مرتب یاس عاشقان ہے ۱۳۰۶ء</p>	
ایضاً	
<p>شاداب و شگفتہ گل مضمون کا چمن ہے دل بول اوٹھا جلوہ خورشید سخن ہے ۱۸۸۹ء</p>	<p>دیوان عجیب نگہ کا امی یاس کیا نظم کی عیسوی تاریخ کی جب فکر آلم نے</p>
ایضاً	
<p>محو اک اک شعر پر کیونکر ہو ہر شیخ و شاب سال بہت لکھ سخن ہے بنیظیر و لاجواب ۱۹۰۶ء</p>	<p>نظم فرمایا عجیب دیوان جناب یاس نے طبع کی تاریخ کی ہر فکر اگر تج کو آلم</p>
<p>از قیام افکار سخنور و سخن دان جناب صاحبنا صاحب حسان شاہ پوری شاگرد حضرت جلال مدظلہ</p>	
<p>زوق افزا موی جان مٹرون ہے پست بندش ہر شیخ مضمون ہے</p>	<p>ہو گیا طبع یاس کا دیوان اوج فکر سخن کا کیا کتنا</p>

<p>معنی و تقریب میں نہان استعارہ محاورہ تشبیہ سکاک گوہر کیوں نہ ہر مصرع عاشقانہ خیال نازک پر لکھو احسان مصرع آئین</p>	<p>ہر غزل سحر ہے کہ مہون ہے آپ خوبی پر اپنی مفتون ہے لفظ لفظ اسکا در مکنون ہے یہی حسن طبع مفتون ہے کیا کلام انتخاب موزون ہے</p>
<p>از تراوش طبع نقاد جناب سید اعجاز حسینی صاحب اعجاز لکھنوی شاعر و محقق</p>	
<p>تعالی اللہ چہ دیوان یاس گفتند دلش گنج جواہر از مضامین پے تاریخ سال طبع آعجاز</p>	<p>کہ در اشعار او اشعار نیست بیانش گوہر اسرار نیست بگفتا نغمہ گلزار نیست</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>بشد کلام چو در دفتر جهان مطبوع برآمد آرزو خوشہ چین بزرع دہر بماند نقش سہم او بصفہ عالم نوشت بے سرا کہام سال او اعجاز</p>	<p>پراز جواہر اسید گشت دامن یاس نہ بگشت جمع بصد تازگی چو خرمن یاس بدشت فکر چو جولان نمود تو سن یاس گل مرا و سنگشتہ چہ شد بہ گلشن یاس</p>
<p>از نیتچہ طبع بے نظیر منشی محمد سعید صاحب شیر محبلی شہری شاعر و مصنف</p>	
<p>شدہ طبع دیوان استاد من بسے جستجو آسمان کردہ است ترہ است اگر فکر سالش اشیر</p>	<p>بشاستہ عنوان بطرز نگو نیابد چنین شاعر از غزو سرا پا مضامین نامی بگو</p>
<p>ایضاً</p>	
<p>چسپ کیا خوب کلام است ہر غزل میں ہوا ادبندی خوب</p>	<p>کیون نہواہل جان کو خوشی اللہ اللہ وہ حسن معنی</p>

ایضاً

وہ کہا دیوان کہ میں تسخیر جسکے ذی کمال  
سحر ہو ہر ایک مصرع شعر ہے انھوں جمال  
ہوا اثر سے جسکے سحر سامری کو انفعال  
سحر سے میں کیا تاریخ کا اسکی سوال  
یاس کا دیوان نہیں ہر دفتر سحر حلال

۱۳۰۶ھ

اللہ اللہ یاس کیا سحر البیان پر ہستیال  
لفظ ہر ایک جادو حرف ہر ایک طلسم  
اے ہر مضمون کے سننے سے تن بیان میں جان  
ہو چکا مطبوع جہدم یہ طلسم و لفریب  
ہو گئے بیدل سحر نے دی یہ صدا کی سحر قرار

ایضاً

ا کہ ہر میرزا کر حسین و خانام  
کہ صد ہا کہ مرثیے اور سلام  
کہ ہر شعر ہے و لفریب نام  
جو کی فکر میں عشق مدام  
ا کہ دیوان ہر مقبول ہر حاصل عام

یہ دیوان لکش ہو جب کا کلام  
ثنا خوان سرور تخلص ہے یاس  
فصیح زمان شاعر خوش بیان  
سن طبع دیوان کی ہر سحر قرار  
صد دی یہ ہاقت نے از و دوا

از تاج افکار و بار شفیعی جناب سید جعفر حسین خان عرف سنی مرزا صاحب  
سخی لکھنوی شاگرد رشید جناب عشق مغفور و میر نفیس صاحب دام برکات

دل سے ہیں ذاکر حسین و حسن  
حوب حاصل ہے شاعر کی کفن  
شہر دن شہر دن میں نام ہر روشن  
کب گئے ولین حاسد بدظن  
ہوا سر سبز شاعری کا چمن  
ہر غزل سے نجل ہو گلشن  
ہے سخی بس یہ بوستان سخن

شاعر خوش کلام آغا یاس  
مرثیے ہی کے ہیں غنہ لین بھی  
ہے ضیا بخش انکی ہے تصنیف  
ہے ہر اک عیب سے جو پاک کلام  
پہلا دیوان یہ جو چھپوایا  
کل مضمون نے وہ دکھائی ہمارے  
سن ہجری میں کی رستم تاریخ

از نیتہ فکر ہنر و میر شوکت حسین صاحب سحر لکھنوی شاگرد و محقق

بلند ہے ہنر و نام یاس حق آگاہ  
ہو شان نظم سو اور سو اجلال و جاہ

ہر ارشاد ہو چھپ کے شہر یہ کلام  
دعائیہ کی تاریخ معجزہ یہ سحر

۱۳۰۶ھ

ایضاً

کلام یاس کا ہر کیون نہ جا بجا شہرہ  
 بگوش ہوش سن اور لکھ یہ اتنی خوش تاریخ  
 از نیچہ فکر زنجین منی محمد شید صاحب سہیل برادر خلیس مہمانی شہری شاکر د  
 خدائے فضل سر دیوان پسند چہا  
 ندائی غیب ہے اب نظم در دمن چہا  
 جناب احسان

جناب یاس کا دیوان ہوا طبع  
 کہے دیتا ہے ہر مصرع غزل کا  
 بہر ہین لاکھوں چنچیدہ  
 پڑ ہے گا جو کوئی مسرور ہو گا  
 سہیل اب تم بھی لکھو تو تکلف  
 کلام زنجیت تاریخ اسکی  
 از نیچہ فکر زنجین منی محمد شید صاحب سہیل برادر خلیس مہمانی شہری شاکر د  
 سلامہ خاندان نواب لارچنگ بہادر غفور

چہا جب یہ دیوان بصد زہب و زرین  
 ہوئی ضبط محکو بہی از حد خوشی  
 اوٹھا یاس سے دل لکھا سال طبع  
 از نیچہ فکر شاعر ذمی مرتبت کرم الدین صاحب عشرت مدرسہ اول مدرسہ  
 چارسدہ ضلع پشاور شاکر مصنف

طبع کر دید ان کلام یاس  
 فکر تبارک است اگر عشرت  
 ہر کہ بشنید شد بدل خوانان  
 با عجیب و غریب سائن دان

ایضا

چہا چلی جب یہ کتاب لا جواب  
 جمع کر کے سبکو عشرت کے کہا  
 جو کہ تھو اجاب او سدھم اسکی اس  
 بہ بہت مرغوب یہ دیوان یاس

از نیچہ فکر شاعر ذمی مرتبت کرم الدین صاحب عشرت مدرسہ اول مدرسہ  
 نظام و کن خلد اللہ ملکہ شاکر و جناب شاکر لکھنوی

بعد حمد خدا و محبت رسول  
 ہے یہ دیوان عشق کا مجمع  
 فکر زلال طاہرین کی شت  
 مترادف ہین عشق اور دلا

از نتیجہ فکر نفیس منشی محمد بدین صاحب جلسہ محلی شہری لکبہا سخن شہر

مبارک مبارک بعد استظنار خوشا وقت باد سرت وزید زمانہ ندیدہ چنین پاکساں زبان دانا و خوش فکر و نازک خیال نثار و نظیر کے ہماکس سخن بہ مدح رخ دوست و دشمن بیان معانی او لطف بخش جہاں ہر فکر تہ ذلف عالی مانع خوشا سلوبہ شش مرصع کلام خیالات نازک معانی بلند فلک سرفرو کرد از انفعال جہاں مست از نعمہ پسند جلیس از پے سال کردم چو فکر	شدہ طبع دیوان استاد گل باغ معنی شگفت از ہوا اویب و غنہ بفضل خدا تفصیح اللسان ہر سوج و فافا ہم نیست کافی بر اسے ثنا بوصف لب یار جہت نما مضامین او دلکش و دلریا مضمون غم شمع ہر دم غدا تکلف کند نعرہ مرصع زہر صفہ روشن کہ ہر سہا زہی اوج شکر متین در سا خوشا بلبل طبع رنگین نوا گرامی نہ لطمہ آمد ندا ۱۳۰۶ھ
---	--

ایضا

چہ استاد من میرزا کر حسین پے سال تاریخ ہاتف جلوس	بسک غنہ دل و معنی لبقت زہے عالم آرا مضامین گفت ۱۳۰۶ھ
---	--

از نتیجہ طبع سلیم حایت حسین جانصاحب حبیب سلمہ حلف جناب

ولایت حسینا صاحب حبیب

بے جو دیوان یاس مخزن عشق سال تاریخ چاہے کہتا سربخت ہو لکدے اے حجبیں	جمع خوبی و اداسے طبع کہ مصنف نے خود کیا ہے طبع نغمہ عاشقی ہوا ہے طبع ۱۳۰۶ھ
---	---

از دست ایچ اوکار گہر بارخزور نکتہ دان چنانچہ ایچ مرزا خان صاحب حشم لکھنوی  
شاگرد رشید حضرت جلال مدظلہ

اے خوشا دیوان کہ داؤ نام نظم دروند شد زبان و کام شیرین از مذاق لفظ سال طبع آن چو پرسیدہ چشم گفتار و شش	جملہ مضمونش دوائی در دیو و سواش وز معانی فرحت افزون فی صدر الناس گو مراد شعر پیدا از کلام یاس شد
--	--

ایضا

دیوان لا جواب چو کردید زیریب طبع ارباب علم و اہل خرد و مع خوان چنین ہر حرف و لفظ چون منہ خور نقطہ کو کب است این مصراع آخر چشم پے تاریخ کن رقم از نتیجہ فکر سخند ان سلطان علیخان صاحب حشم لکھنوی شاگرد حضرت جلال مدظلہ	در وصف دوست جملہ زبانان ہنر شناس گو نید نعمتیت کہ واجب برو پاس در شعر نور مطلع خورشید بے قیاس مطلوب طبع و جان خنور کلام یاس
---	--

ہو چکا طبع یاس کا جو کلام کیا ہی تاریخ خسر نے یہ کمی از تراوش فکر خنور عالی طبیعت نواب مرزا احمد بخشینا صاحب وقت لکھنوی شاگرد حضرت جلال مدظلہ	خوش ہوئے اسکو پڑہ کے ہل زبان بے بدل بے نظیر ہے دیوان
--	---

واہ کیا برد رویہ دیوان لکھا یاس نے کیا ہی رفعت نے سین طبع برجستہ کہ چھبہ قلم جاو در تم شاو بے ہمتا جناب نواب بندہ علیخان صاحب یاس لکھنوی شاگرد رشید نواب محمد حنفی صاحب رشید معفور	ہر دیو جبین سراپا حشر داران وصل ہر کلام یاس گویا حشر داران وصل چھبہ قلم جاو در تم شاو بے ہمتا جناب نواب بندہ علیخان صاحب یاس لکھنوی
---	---

جب کلام جناب یاس نصیح لکھا یہ سال طبع زیبائے رحمت کلمات گہر سلیک جناب نواب سید سرفراز علیخان بہادر سرفراز ٹرین دکن شاگرد رشید حضرت انس دام برکاتہم	طبع ہونے لگا بعد حسرت یہی دیوان ہے دفتر الفت
---	---

اں مرقع ہے یاس کا دیوان سرفراز اسکے طبع کی تاریخ	کیا فصاحت ہے کیا بلاغت ہے لکھد ویہ مخزن فصاحت ہے
---	---

بعد ازان لکھ لکھ بطور زو تارخ	کہ کہین اہل فہم حاصل علی
حضرت یاس کے بموجب حکم	کئی تاریخ مینے اسکی دلا
گر مسلسل عدد لکھین اسکے	سال ہوا طباع کا پیدا
آزیتجہ طبع شاعر معجز بیان جناب نشی محمد فیروز شاہ خاں صاحب فیروز	
راپوری اڈیٹر سالہ خود ہون صدی	
آج فیروز وہ کلام چپا	کہ ہے شائق جسکا ایک جہا
ہے یہ تاریخ اوسکے چپنے کی	دلرباشوخ یاس کا دیوان
آزیتجہ فکر سید یوسف حسین عرف علی بہادر قیاس سیکل خلف اکبر مصنف	
وشاگرد حضرت جلال مدظلہ	
چپ کیا دیوان والد شکر ہے	دیکھو کا ہے ہر اک کو شتیاق
بہر سال طبع لکھدی امر قیاس	کیا ہے یہ دیوان رنگین باذوق
ایضا	
وہ چپا دیوان یاس بالکمال	ہو گیا نام نکو جس سے بلند
فکر سال عیسوی گرتی قیاس	لکھدے ہر پیش نظم و رسمند
آزیتجہ قلم شاعر ہشیال جناب حکیم سید محمد مہدی صاحب کمال لکھنوی صاحب	
جلال مدظلہ	
اولین دیوان جناب یاس کا	چپکے بر لایا امید حاصل عام
شوق سب کو اوسکے جلوہ کا ہوا	دید کے طالب ہوئی شاعر تمام
نوب و ہونڈا مصرع سال کمال	ہر سخنور کا ہے دیکھو یہ کلام
آزیتجہ فکر شاعر عالی شان جناب نواب سید علی خاں صاحب کاشف طباطبائی	
لکھنوی شاگرد نواب یوسف حسین خاں صاحب یوسف	
دھچپ دولا و فیروز یہ یاس کا دیوان	ہن غنچہ صفت جس سے شگفتہ دل احباب
ہر مطلع پر سوز مین آتش کا اثر ہے	سیاب صفت جس سے کہ دل ہوتا ہر بیتاب
ہر شعر ہے دشمن کے لیے شیر نیتان	اس ہشتہ مین پر زہرہ حاسد ہونہ کیوں ب
مصرع کوئی کم شیر کے ناخن سے نہیں ہے	انعیار جو دیکھین تو ہو چشم سے خوناب





<p>دیوان او نکا چکے ہوا ہو چوتھ تاریخ طبع خامہ قمری نے یہ لکھی از تاج اہکار بلاغت اسمی جناب فنی و نہایت رامی صاحب محقق مختار کلام ابو قرار نواب وحید الدولہ عضد الملک میرزا احمدی حسینی خان پور اسد جنگ ام قبالہ در صنعت بنیات</p>		<p>ہر سو ہر بلند صدائے صدائیں دیوان یاس مطلع شمار و نشین ۱۱۸۹</p>							
<p>از کلام یاس ن دیوان اول طبع شد سال طبعش شد محقق جبری اندر بنیات</p>		<p>کوست و لطیف بلاغت لوبند خاص عام گوہر افشان طبع شد دیوان یاس شگام ۱۳۱۶</p>							
<p>ایضا در صنعت زبر و بتیہ</p>									
<p>گشت این نسخہ نایاب و عجایب ن طبع سالش اندر زبر و بتیہ جستم زین وجہ اے محقق بچے تاریخ سیحی ناگاہ</p>		<p>مژدہ بزخواست کہ مرغوب کلام یاس است کہ دل افزا و خوش اسلوب کلام یاس است گفت دل - بیدل خوب کلام یاس است ۱۸۸۹</p>							
<p>ایضا در صنعت نادر</p>									
<p>دیوان بلع یاس مطبوع چو گشت در صنعت نادر اے محقق سبب</p>		<p>در وصف و ثنائی او ز بانم قاصد گفتم کہ - کلام بے نظیر و نادر ۱۹۸۶</p>							
<p>۱۹۸۶</p>	<p>۱۱۸۹</p>	ک	ل	ا	م	ب	ے	ن	ظ
		بت	سی	یک	چل	دو	دہ	پنجاہ	ہند
		۶۶۲	۷۰	۳۰	۳۸	۱۰	۹	۶۱	۱۲۹
		ی	ر	و	ن	ا	د	ر	+
		دہ	دو صد	شش	پنجاہ	یک	چار	دو صد	+
		۹	۱۰۴	۶۰۰	۶۱	۳۰	۲۰۹	۱۰۴	+
<p>ایضا بقاعدہ محل</p>									
<p>چو شد طبع این کلام عمدہ یاس محقق در محل نوشت سبب</p>					<p>کہ توصیف و ثنائی بوقیاس است لطیف و خوب دیوان یاس است ۱۹۸۶</p>				

از نیتہ فکر شاعر نازکیاں جنابت محمد نظیر صاحب مقال شاگرد و خویش  
حضرت جلال مدظلہ

دیوان جناب یاس نامی پڑھنے سے ہوا میں عشق پیدا یوں لکھدی مقال طبع کا سا	ہی جمع حسن منظر عشق ہر شعر ہے اسکار ہر عشق کیا ہے یہ کلام و فہم عشق
--	---

از تہاج اذکار سخندان نواب سید کاظم حسین خان بہادر مجنون ساکن قصبہ  
نٹھاری شاگرد مصنف

میرزا کریم صاحب نے مرے اُستاد کا چہا تھا کلام یاس میں تہا مراد دل مضطر ہر تاریخ طبع اسے مجنون	پہلا دیوان اپنا چھپوایا کیون نہ تاریخ اسکی میں لکنا ہاتھ غیب نے جو دی یہ ندا لکھدے دیوان ہی بنظیر کیا
--	--

از گہر زری قلم اعجاز رقم عالم علوم معقول و منقول سخنور معنی پرور جناب  
مولوی میر علی حیدر صاحب انظم لکھنوی طباطبائی پروفیسر عربی نظام کالج

ہر شعر سے حسن و شبیلی سخلے انظم چھپے نہیں یہ اشعار تمام	ہر لفظ سے لطف مکنتہ ذاتی سخلے پتخت سے چشمہ معانی سخلے
--	--

چکیدہ کلک گوہر سلک جناب سید اصغر حسین صاحب ناچی حیدر آبادی  
ملازم سرکار نواب فخر الملک بہادر

ہی رشک چمن آج دیوان یاس اسکا طبع ناچی نے یہ سال طبع	سب بہتر و خوب چھاپا اسے بطر خوشن اسلوب چھاپا اسے
--	---

ایضاً

چھپ گیا وہ دفتر دلکش جناب یاس کا جب ہوئی ناچی کو پیدہ فکر سال طبع کی	جسکی ہر ہر اک غزل غیرت وہ بدر منیر دی ندا ہاتھ نے چھاپا کیا کلام بے نظیر
---	---

ایضاً

جب کلام یاس صاحب چھپ چکا فکر ناچی نے جو کی تاریخ کی	دیکھ کر سب نے کہا کیا خوب ہی بولا ہاتھ - واہ کیا مرعوب ہی
--	--

<p>ببین عنایات خلاق عالم ز باقی چو پرسید تاریخ ناجی</p>	<p>ایضاً شد طبع منطوم یاس خنور گلستا بگو - وقت روح پرور</p>
<p>ہوا مطبوع دیوان یاس کا جب قلم سے شاخ گل کی اوکی تاریخ</p>	<p>ایضاً ہو خوش و یکسر اجاب کیا کیا لکھی ناجی نے باغ روح افزا</p>
<p>ز منہ سخن الفت یاس خنور چو آن طبع شد عیسوی سال ناجی</p>	<p>ایضاً عجب دلکش است و عجب دلربا رقم کرو بتان نغمہ سرائے</p>
<p>از نتیجہ فکر شاعر معنی پرور زمینی محمد عبدالرحمن خاں صاحب میر وکیل سرہلی ضلع ساگر شاگرد مصنف</p>	
<p>حضرت یاس کا چھپا وہ کلام لکھدے تاریخ طبع اسے نیر</p>	<p>دل تو کیا جسکو شکے پھر کی وح سخن استاد کا چھپا مدوح</p>
<p>ایضاً جیتا ہو کلام اجل استاد کا میر نیر یہ لکھو طبع کی تاریخ مسیحی</p>	<p>ایضاً عرفی کی طرح جو کہ ہن مشور زمانہ استاد کا دیوان ہی ہر منظوم زمانہ</p>
<p>از نتائج افکار شاعر نازک خیال جناب مرزا مرتضیٰ حسین صاحب وصال لکھنوی شاگرد حضرت جلال ظلم</p>	
<p>مرے مہربان ہن جوذا کر حسین کلام اسکا مشور ہے دور دور ملا طبع دیوان کا سال محو وصال</p>	<p>سخن ان سخن فہم معنی شناس یہ دیوان ہی ہر منظوم کے پاس چھپا دلستان خوب دیوان یاس</p>
<p>ایضاً کیون ہو دلکش دیوان حسین ہو ہے یہ اس دیوان کو چھپنے کا سال</p>	<p>ایضاً دو کرا شک گرم و آہ سر و عشق ناکہ عشاق خرن و در و عشق</p>

از نتیجہ فکر ماہر رموز سخن سید عاشق حسن صاحب وصل لکھنوی شاگرد جناب

شاد منیر دیہ پیر و تیسر

مضامین خوش انشیش یہ از گلمائے زمیندہ  
نہار نوشت صد شاد و نہ اجرائے زمیندہ

زہی دیوان یاس کر وصل مطبوعہ جہان ان  
بصنوی معنوی سال سچی زور قسم کلیم

از نساج افکار سخنندان و مخور نو اب مرزا علیخان نظامی صاحب ہنر لکھنوی  
شاگرد حضرت مشاق

اونکے مضبوط ہیں ارکان سخن  
ہے بجا اگر کون سلطان سخن  
روح سبحان ہوئی قربان سخن  
آسمان سے ہے سوا شان سخن  
یا یہ ہے ایک نیکدان سخن  
ہے یہ تاج سید شامان سخن  
ہر یہ تازہ گل بہتان سخن  
ہے ہی خنجر بران سخن  
بس یہ ہے لعل بدخشان سخن

حضرت یاس جو ہیں عالم بین  
اونکے قضاے میں ہر ملک مضمون  
جب ہوا طبع یہ دیوان اونکا  
پایہ ہے اسکے مضامین کا بند  
بافرہ ہے یہ کلام مسکین  
قدر کرتے ہیں سب باکیاں  
قابل دیدہ کیونکر ہو مجھلا  
دل حاسد ہو نہ کیونکر زخمی  
اسے ہنر مصرع تاتخ یہ لکھ

حاکسار احقر التماس نو اگر حسین یاس لکھنوی مصنف دیوان ہدا

ہوا اسکے چھپنے کا اب نظام  
لکھا۔ نذر احباب میرا کلام

مرا چلا دیوان ہل جو حق  
ہوئی فکر تاریخ کی جو مجھے

الضیاء

شکر خدائے دو المثنیٰ چھپکیا کیہ مرا سخن  
ہے یہ بہار پرچمن۔ لطف اوٹھائیں قدر و ن  
فکر میں سال طبع کی۔ زمرہ پنج یون ہر یاس  
نہر ہے ایک بوستان۔ قابل دیدہ بوستان

۱۳۰۶ھ

# غلطنامہ دیوان یاس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۲۰	مرکز	مرکز	۱۳۴	۱۲	ناقہ پر	ناقہ پر
۱۰	۳	حسن بر	حسن بر	۲۴	۲۴	ضراحتوں	ضراحتوں
۱۱	۱۵	لیجلیج	لیجلیج	۱۴۶	۲	ہنگر یوں	ہنگر یوں
۱۵	۲	لین	لین	۴	۴	ہوگی	ہوگی
۱۶	۱۴	مین ہی	مین ہی	۱۵۴	۱	لالی	لالی
۲۰	۴	روان	روان	۱۴	۱۴	دور بین	دور بین
۲۱	۸	مرے	مرے	۱۵۸	۸	بیاننگ	بیاننگ
۲	۲	لیلی کا	لیلی کے	۱۶۹	۱۱	ابرو نکا	ابرو نکا
۳۴	۹	بنی	بنی	۱۶۲	۳	ملا دو میرے ہونٹوں	ملا دو میرے ہونٹوں
۳۵	۲	مرا	مرا	۱۹۲	۱۴	سرین	سرین
۵۲	۵	ابرو نکے	ابرو نکے	۲۰	۲۰	گاہنوں کے	گاہنوں کے
۶	۲۳	کرد	کرد	۲۰۰	۲۴	یاروں ہی کا	یاروں ہی کا
۵۳	۱	دکاو ہی	دکاو ہی	۲۰۳	+	۱۰۳	۲۰۳
۵۹	۸	ابرو نکا	ابرو نکا	۲۰۴	+	۱۰۴	۲۰۴
۶۱	۱	دوڑوں	دوڑوں	۲۰۵	+	۱۰۵	۲۰۵
۶۱	۲۳	حاجان	حاجان	۲۰۶	+	۱۰۶	۲۰۶
۶۲	۴	تریا	تریا	۲۰۶	+	۱۰۶	۲۰۶
۸۰	۱	چیرتے ہی شہر	چیرتے ہی شہر	۲۰۸	+	۱۰۸	۲۰۸
۸۵	۴	تے	تے	۱۰	۱۰	یہ ہیں	یہ ہیں
۹۰	۳	جہت میں	جہت میں	۱۱	۱۱	جائے	جائے
۹۰	۳	جہت میں	جہت میں	۱۶	۱۶	اوپا	اوپا
۹۰	۳	جہت میں	جہت میں	۲۲	۲۲	اوشائی	اوشائی
۹۱	۲۴	ہو کوئی صا	ہو کوئی صا	۲۴	۲۴	جوہر	جوہر
۹۱	۳	سم	سم	۲۱۳	۱۰	چوہ	چوہ
۹۵	۱۹	مین	مین	۲۴	۲۴	غور قائل سی	غور قائل سی
۱۰۹	۱۳	کرلی	کرلی	۲۱۴	۱۶	پارسائی پر	پارسائی پر
۱۱۱	۱۴	مری سینے پر	مری سینے پر	۲۱۶	۲۰	از رشتہ	از رشتہ
۱۲۲	۶	دامغ آفتہ	دامغ آفتہ	۲۲۰	۳	چسپ کیا	چسپ کیا
۱۲۸	۶	گون	گون	۱۴	۱۴	از چکیدہ	از چکیدہ
۱۳۱	۸	آئینے	آئینے	۲۲۳	۲	رحمہ اصد ہے	رحمہ اصد ہے
۱۳۳	۱۲	ترسی نفون	ترسی نفون	۲۲۶	۳	پیشال	پیشال
۱۳۳	۱۵	مرا سینہ	مرا سینہ	۲۲۸	۱۱	رشتہ	رشتہ
۱۳۳	۱۹	کوسن	کوسن	۲۳۳	۱۱	بنظیر ہو	بنظیر ہو
۱۳۳	۳	پرگنی	پرگنی	۲۳۳	۱۱	باغزہ	باغزہ

سنا طرہ میں نہ رہا بی فرائیڈ اور اس غلطی کے دیوان درست فرمائیں۔ ایک کج صورت و مجمل کو غلط سن کر داخل نہیں کیا کیونکہ میرے نزدیک یہ ی ہیں ہے ۱۱ یاس میں ہے۔



## عہدہ اور جدید کتابیں

### آئینہ ایمان

جناب مفتی طالب حسن مرحوم برادر خاں شفیق اسیر احمد صاحب اسیر کاشوی نے یہ سلاسل ایمان اور سلاسل اعتقاد پر مبنی کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ لکھا تھا۔ اب اوفیاء انتقال کے بعد چھپا ہے۔ نہایت آسان اور سلیس اردو میں ہے۔ ہر مسلمان پر ضروری کتاب ہے۔ اس کے کو بیٹے نظر رکھتے۔ قیمت فی جلد .. .. .

### دیوان صغیر

یہ دیوان حضرت شاہ صغیر مرحوم لکھنوی کا ہے۔ حضرت فقیر رنگا مرحوم کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ مرحوم نے اپنی باریکات اور طوالاتی زندگی کی ہر طرف و سخن کے تذکرہ دی تھی۔ اردو نظم کے لیے غالب اس سے زیادہ مفید کتاب کی کر سکتے ہیں کہ اگلے سخن دیوان کا کلام نئے طبع آزمائی کرنے والے افکیا کی مدد کے لیے شائع کیا جائے۔ قیمت فی جلد .. .. .

### خیالات نادرہ

فصیح فارسی میں تصوف کی لاجواب کتاب ہے۔ اور قابل دید ہے۔ قیمت فی جلد .. .. .

### البرٹ بل

یہ ڈراما جو دراصل ہندوستان کی پہلی پولیٹیکل اردو تصنیف ہے۔ فردا اس قابل ہے کہ ہر مہذب مانتھ میں اور ہر شخص کی میز پر اس کی ایک کاپی ہو۔ قیمت فی جلد .. .. .

### صبح امید

موجودہ اسلام کی دسویں تصویر دیکھنا ہو تو یہ ثنوی مصنفہ مولوی شعیب صاحب نعمانی پروفیسر درستم علوم مسلمانان دیکھیے۔ نچرل نظم میں اسلام کی حالت دکھائی گئی ہے۔ عام لکھنے سے اس ثنوی کو بڑے شوق سے یاد اور پڑ کیا ہو۔ قیمت فی جلد .. .. .

### صبح خندان

ایشیائی شعاری۔ عاشقانہ تصدیق حسن و عشق کا چھکڑہ۔ میر حسن کی بحر مصنفہ جناب محمد امیر شاہ صاحب تسلیم لکھنوی۔ اس کی تعریف لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی مصنفہ ہندوستان میں خاکسار ثنوی لکھنے میں فردا میں قیمت فی جلد .. .. .

### پیام یار

جذبات کا دریا خیالات کا چشمہ عشان کا قاتل معشوقانہ آوازوں کا مرقع۔ وہ چوسا چھہ جو ملک کے زبان اور دل کی حسن ثنوی کے پچانے کاظمی پایہ تسلیم کر لیا ہے۔ وہی جسے پیام مارکتے ہیں۔ قیمت عام ہے۔ ایک روپیہ سالانہ مع حصول ڈاک۔ روسا سو یا پھر پیسہ سالانہ۔ بغیر وصول قیمت سالانہ بیگی ہرگز کسی کے نام جاری نہیں ہوتا۔ ایک نمبر بطور تبرعہ ڈھائی آنہ وصول ہوتے پر قومی پریس لکھنؤ کے ماہوار نہایت حسن و خوبی کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ درخواستیں مع قیمت بذریعہ منی آرڈر یا باجواز دیلو پے ایل محمد شاعر حسین نقار مالک قومی پریس و کارخانہ مطبعہ مستقیم پیام یار کے نام آنا چاہئیں۔





